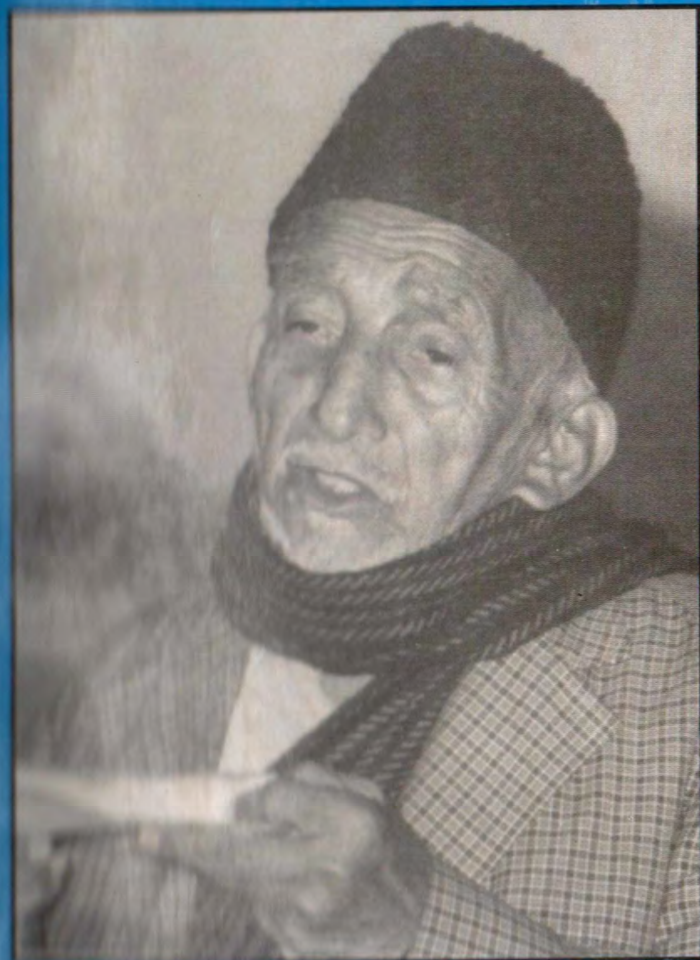
بھیرہ کی تاریخ احمدیت

مولفہ:

فضل الرحمٰن بسمل غفاری



میاں فضل الرحمٰن بسمل بی اے بی ٹی سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ

بھیرہ کی

تاریخ احمدیت

مؤلفہ

فضل الرحمٰن بسمل غفاری

امیر جماعت احمدیہ بی اے۔ بی ٹی

بھیرہ

(دسمبر 1972ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

گرچہ خود یم نِسبتے سبت بزرگ

ذرہ آفتاب تابانیم

بھیرہ کی

تاریخ احمدیت

مرتبہ

میاں فضل الرحمن بسمل غفاری

بی۔اے۔بی ٹی

امیر جماعت احمدیہ بھیرہ

تعداد ۵۰۰

ثنائی پریس سرگودھا

اِنتساب

اپنے بڑے بیٹے ایم۔اے لطیف شاہد ایم اے

کے نام

رباعی

وقت سحری کمال ہوتا ہے
حاصل اس کا جمال ہوتا ہے
گریہ پیشِ قدیر اے بسمل
پورا ہر اک سوال ہوتا ہے

بسمل بھیروی

مناجات

جہانوں کا خالق خدائی کا مالک رحیم اور رحماں ستائش یہی ہے
ترے نام سے ابتداء کر رہا ہوں مری انتہائے نگارش یہی ہے
جو تبلیغ حق کی بفضل تعالیٰ قیادت جہاں بھر میں ہو جائے قائم
درود و سلام و ترقی مراتب محمدؐ کو دائم نوازش یہی ہے
قیامت کو پچھا جو محبوب حق سے خدائے تعالیٰ نے کیا چاہتے ہو
نہ دوزخ میں جائے کوئی بھی مسلماں رسول خدا کی سفارش یہی ہے
جہاں میں ورائے جہاں بھی عطا ہو بھلائی ہمیں اور نسلوں کی اپنی
ملے ہم کو توفیق خدمت کی دیں کی بہ احسن طریقہ کہ خواہش یہی ہے
جو زندہ رہیں ہم تو اسلام دیں پر مریں ہم تو ایماں سلامت ہو اپنا
خدائے تعالیٰ کی درگاہ قدسی میں اپنی بسمل گزارش یہی ہے

بسمل بھیروی

انڈیکس

نعت

اے احمدؐ مدنی ترے صدقے تیرے قربان
یہ دین ہدایت ہے سراسر ترا احسان

اعجاز نے تیرے عجب رنگ دکھایا انساں کو ملائک سے بھی آگے تھا بڑھایا
خاکی کو جو دی تاب تو نوری سے ملایا انسان کو انسان بتایا تیرا احسان

اے احمدؐ مدنی تیرے صدقے تیرے قربان
یہ دین ہدایت ہے سراسر ترا احسان

تھا دعوت و تبلیغ کا اک خوان بچھایا اعمال کے پھل پھول سے تھا اس کو سجایا
ہر تشنہ کو تھا حوض سے کوثر کے پلایا اور کفر ہوا سخت تھا حیران و پریشان

اے احمدؐ مدنی تیرے صدقے تیرے قربان!
یہ دین ہدایت ہے سراسر ترا احسان!

اسلام کی شوکت از سرِ نو بھی دکھانا احیاء کا ہمیں معجزہ سرکار دکھانا
ہاں دین کی کشتی کو بھنور سے بھی بچانا اور لبتکل ناچیز پہ ہو سایۂ رحماں

اے احمدؐ مدنی تیرے صدقے تیرے قربان
یہ دینِ ہدایت ہے سراسر ترا احسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم وعلیٰ عبده المسيح الموعود

پیش لفظ

بھیرہ ضلع سرگودھا (پنجاب) ہمارا وطن ہے۔ یہ بڑا پرانا گنجان آباد قصبہ ہے۔ مثل مشہور ہے ''اپنا وطن کشمیر ہے'' یعنی اپنا وطن بڑی عزیز چیز ہے اور اہل وطن سے بہت محبت ہوتی ہے۔ خصوصاً اپنے ہم عقیدہ۔ ہم عصر بہت پیار کے مستحق ہوتے ہیں (میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ احمدیت کا عقیدہ ہی بہترین ہے) اس لیے میں نے چاہا کہ ان کی نشان دہی کر دوں خصوصاً ان کی جنہوں نے دینی خدمات انجام دی ہیں۔ اختصار کو بہت مدّ نظر رکھا گیا ہے۔

بھیرہ کی جماعت تاریخ احمدیت میں سابقون کی جماعت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین ۳۱۳ صحابہ میں سے بھیرہ کے احمدیوں کی تعداد سات فیصد تھی۔ اور یہ تعداد بلحاظ تناسب آبادی دیگر سب مقامات کی تعداد سے زیادہ ہے۔ اب اگرچہ اکثر احمدیوں کی اولادیں بسلسلہ روزگار وغیرہ یہاں سے نقل مکانی کر گئی ہیں تاہم مقامی تعداد بلحاظ مردم شماری تقریباً پانصد ہے۔ محلہ احمدیہ میں اکثریت احمدیوں کی ہے۔ شہر کی میونسپل کمیٹی میں ایک آدھ ممبر احمدی بھی ہوتا ہے۔ یہاں احمدیوں کی دو مساجد ہیں۔ جلسہ گاہ مہمان خانہ اور لائبریری بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں کے بطلِ عظیم حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ''زوج'' (ساتھی) قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے بھیرہ گویا دوسرا قادیان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برکت دے اور یہ سعادت دائمی ہو۔ آمین

زمیں پر اس انداز سے جگمگائیں ستارے ہمیں دیکھ کر سر جھکائیں

یہ قصبہ قدیم سے مردم خیز ہے۔ کئی پیر، فقیر، جج، بیرسٹر، ڈاکٹر، انجینئر، امیر۔ وزیر اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔ اس کے مضافات میں بھی کئی سر برآوردہ ہستیاں ہوئی ہیں جنھوں۔ نے

بھیرہ میں تعلیم پائی تھی۔ بعدازاں جملہ ہمارے مکرم ومحترم مولوی شیر علی صاحبؓ تھے۔آپ ضلع سرگودھا کے پہلے مسلمان گریجویٹ تھے۔ ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے زندگی خدمت اسلام کے لیے وقف کردی۔آپ سادگی پسند تھے۔مگر لیاقت کے پتلے تھے۔آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔اور معمولی گزارے پر قادیان میں خدمت اسلام میں مصروف رہے۔

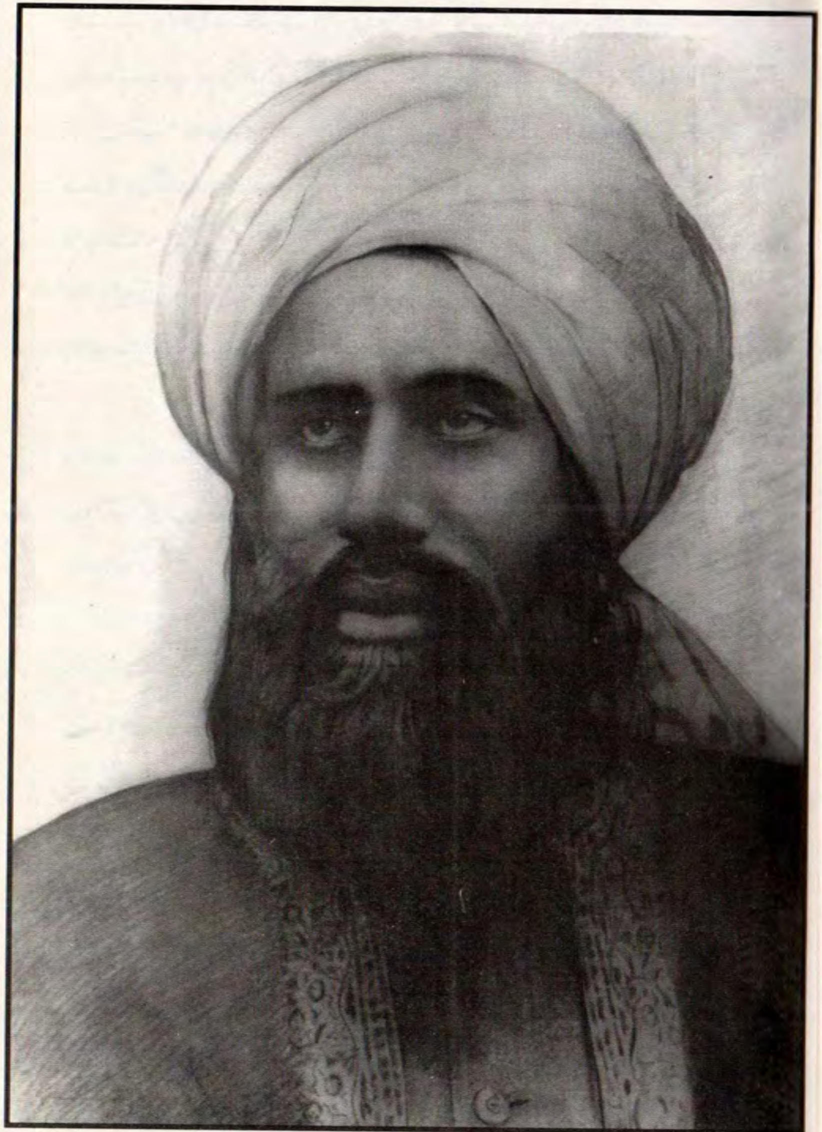
حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ کے اتالیق تھے۔رسالہ ریویو آف ریلیجز کے ایڈیٹر بنے۔۱۹۲۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود کانفرنس مذاہب میں شرکت کے لیے لندن تشریف لے گئے جہاں آپ کے مضمون (''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'') کا انگلش ترجمہ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا تو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بی۔اے کو ہندوستان کی تمام جماعتوں کا امیر مقرر فرما گئے۔آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی بنے۔اور نہایت عمدہ کام کیا۔ناظر تالیف وتصنیف بھی رہے۔ آپ نے قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ حسب ہدایات حضرت مصلح موعودؓ کیا جو بے نظیر ہے۔اس کی اشاعت کے لیے جب آپ لندن تشریف لے گئے۔تو وہاں ایک پرانے انگریز احمدی نے آپ کے متعلق رائے قائم کی کہ آپ تو ''فرشتہ ہیں''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک کشف میں دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ ہے جس کا نام شیر علی ہے۔اس کی آنکھیں دھوئی ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسمیں بھی پیشگوئی مخفی تھی کہ قرآن مجید جو کہ روحانیت کی آنکھ ہے۔اس کا انگریزی ترجمہ پہلے سلسلہ احمدیہ کے خرچ پر مکرم مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نے کیا تھا۔مگر اس کو اپنی ذاتی ملکیت بنالیا۔اس کے علاوہ بعض آیات کے ترجمہ وتفسیر میں وہ کچھ لکھا جو سلسلہ احمدیہ کے عقائد سے متعارض ہے۔اس لئے ان آنکھوں کا دھویا جانا ضروری تھا۔تفاؤل کے طور پر گویا مولوی شیر علی صاحبؓ نے ان کی آنکھوں کو دھویا اور آپ نے صحیح ترجمہ کیا۔حضرت مولوی صاحب عبادتِ الٰہی میں بڑا شغف رکھتے تھے۔

آپ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے پر لاہور تشریف لائے تھے مگر جلد ہی فوت ہو گئے۔ان کا مزار بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں ہے۔ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مکرم مختار احمد صاحب ایاز نے بھی بھیرہ ہائی سکول میں تعلیم پائی تھی پھر اعلیٰ تعلیم کے بعد مشرقی افریقہ چلے گئے اور معلمی پیشہ اختیار کیا۔ایک سیکنڈری سکول کے مینیجنگ ہیڈ ماسٹر بنے۔مگر وہ بنا بنایا سکول آپ نے مقامی انجمن احمدیہ کے حوالہ کر کے ایک اور سکول جاری کیا مگر جلد فوت ہو گئے۔ آپ حاجی جلال دین صاحب سکنہ میانی ضلع سرگودھا کے فرزند تھے تعلیمی زمانہ میں ہی احمدیت قبول کرلی ہے۔سلسلہ کتب کا مطالعہ ان کی ہدایت کا باعث ہوا تھا۔حضرت مصلح موعودؓ کی بیعت کے بعد محبت کا تعلق اور اطاعت کا عہد باندھا اور محمود و ایاز کی روایت کو تازہ کیا۔آپ کے لڑکے مکرم افتخار احمد صاحب ایاز جو مولانا ابوالعطاء صاحب کے داماد ہیں۔افریقہ میں انسپکٹر مدارس ہیں۔آپ کے والد صاحب اپنے اس ہونہار بیٹے کی تبلیغ سے احمدی ہوئے تھے۔حاجی صاحب بڑے بااثر آدمی تھے۔قصبہ میانی کی میونسپل کمیٹی کے وائس چیئر مین تھے۔۱۹۲۴ء میں ایک بڑے زمیندار سے ان کا مقابلہ ٹھن گیا۔اس نے مذہبی سٹنٹ لیکر آپ کے خلاف زبردست پراپیگنڈا کیا۔مخالف علماء کو بلوا کر احمدیت کو بدنام کرنے کے لئے تقریریں کرائیں احمدیوں نے حقیقت حال سے آگاہ کرنے کے لئے قادیان سے حضرت مولوی جلال الدین صاحب شمسؓ کو بلوایا۔وہ اس وقت نوجوان تھے انہوں نے جوابی تقریریں کیں آخر مناظرہ ٹھن گیا لیکن ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے نقصِ امن کے خطرہ کے پیش نظر اجازت نہ دی عوام مصر تھے کہ مناظرہ ہو آخر ایک قریبی گاؤں ہریہ میں جو ضلع گجرات میں ہے مناظرہ ہوا مفتی غلام مرتضیٰ آف میانی اور کئی اور علماء بھیرہ وغیرہ مقابل پر تھے مگر مکرم شمس صاحبؓ نے کامیاب تحریری مناظرہ کیا مکرم بابو غلام رسول صاحب (سرگودہا) اس مناظرہ میں موجود تھے انہوں نے بڑے غور سے مناظرہ دیکھا ان کے دل میں صداقت معلوم کرنے کا شوق تھا ان کا بیان ہے کہ مکرم شمس صاحبؓ نے مفتی صاحب کا دلائل سے ناطقہ بند کردیا تھا جو کہ مکرم بابو صاحب کی احمدیت کی طرف کشش کا ایک سبب ہوا۔



حضرت مولانا نورالدین بھیرویؓ (خلیفۃ المسیح الاول)

اب میں بھیرہ کی نہایت شاندار ہستی کا ذکر کرتا ہوں جس نے علمی طبی اور روحانی دنیا میں وہ نام پایا کہ باید وشاید۔ میری مراد ہے۔

حضرت حاجی حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ

مایہ صد ناز ہے ثاقبؔ یہ بھیرہ کی زمیں　　　جس میں نورالدین سا پیدا ہوا نور نگیں

آپ کا تولد ۱۸۴۱ء میں بھیرہ اس مکان میں ہوا جو آپ نے خود احمدیہ مسجد نور بننے کیلئے ۱۹۱۲ میں فی سبیل اللہ دیدیا تھا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

آپ پینتیس واسطوں سے حضرت عمر فاروقؓ کی نسل سے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی حضرت حافظ غلام رسول تھا۔ اور آپ کا خاندان گیارہ پشتوں سے حافظ قرآن مجید چلا آتا تھا۔ آپ کی والدہ صاحبہ بڑی نیک بخت خاتون تھیں انہوں نے آپ کی پرورش بڑی عمدگی سے کی قرآن مجید ناظرہ اور فقہ کے مسائل خود پڑھائے پھر کئی اور اساتذہ سے علم پڑھا پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سفر اختیار کئے۔

آنچہ اندر سفر بدست آید　　　مرد را در حضر کجا آید

آپ نے لکھنؤ جا کر طب پڑھی اور بھوپال میں حدیث شریف وہاں ایک نوجوان رئیس اعظم کا کامیاب علاج کیا۔ اس نے اتنا انعام دیا کہ آپ پر حج فرض ہو گیا چنانچہ آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ جونہی خانہ کعبہ پر آپ کی نظر پڑی آپ نے دعا مانگی اے خداوند کریم ''میری ہر دعا ہمیشہ قبول ہوا کرے'' آپ نماز باجماعت کے بے حد پابند تھے ایک مرتبہ لیٹ ہو گئے تو آپ نے رو رو کر خداوند کریم سے معافی مانگی اس سے باجماعت نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ حج کے بعد آپ نے مکہ اور پھر مدینہ میں شاہ عبدالغنی صاحب سے قرآن وحدیث پڑھا۔ ان سے چند احادیث کے بالواسطہ راوی بھی بنے دوبارہ حج کر کے وطن (بھیرہ) میں تشریف لائے۔ درس و

تدریس اور مطب کا کام شروع کیا۔آپ خالص توحید کی تعلیم دیتے تھے۔بدعتی علماء آپ کے خلا ف ہو گئے اور بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی۔مگر جلد ہی زیادہ تکلیف ختم ہوگئی۔آپ کے ہاتھ میں شفا تھی اور جلد ہی پبلک کا رجوع آپ کی طرف ہو گیا۔محترم ملک خضر حیات صاحب خان ٹوانہ سابق وزیر اعظم متحدہ پنجاب کے دادا مکرم ملک صاحب خان ٹوانہ کے ہاں اولاد نہ تھی۔ان کے دل میں رسول پاک ؐ کی محبت تھی جس کا مظاہرہ انہوں نے انگریز گورنر جنرل کے سامنے کیا تھا ۔اس وجہ سے حضرت مولوی صاحبؓ کو ان سے محبت ہوگئی تھی۔آپ نے ان کا علاج کیا اور خدا وند کریم کے فضل سے اسی سال کی عمر میں ان کے ہاں محترم جنرل ملک عمر حیات خان ٹوانہ پیدا ہو ئے۔ملک صاحبان حضرت مولوی صاحبؓ کا احترام کرتے تھے۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی شادی محترم مفتی مکرم صاحب کی دختر فرخندہ اختر سے ہوئی اس زمانے میں رسومات سے مبرّا بھیرہ میں یہ پہلی شادی تھی۔آپ کو درویشوں،طالب علموں مسکینوں اور خاص طور پر نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔ آپ کی طبی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

ان دنوں علاقہ جالندھر کے ایک نوجوان مہر سنگھ نے اسلام قبول کیا- اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ وہ حضور کی تربیت میں بھیرہ آ گئے اور میرے والد صاحب کہ ان کا نام بھی عبدالرحمٰن تھا ہم جماعت اور دوست بن گئے تھے۔ والد صاحب کو حضرت مولوی صاحبؓ کے خاندان سے دودھ کا رشتہ تھا۔ ہر دو عبدالرحمٰن اکٹھے حضور کے مکان میں آتے جاتے اور لکھتے پڑھتے تھے۔مڈل کا امتحان دونوں نے ضلع کے صدر مقام شاہ پور میں جا کر دیا۔سردار عبدالرحمٰن صاحب حضور کی معیت میں پھر کشمیر چلے گئے وہیں ان کی شادی کرائی گئی۔پھر وہ قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ۳۱۳ صحابہ میں شمولیت کا شرف پایا۔ایف۔اے۔ایس۔اے۔وی کے بعد قادیان میں ٹیچر لگ گئے۔پھر بی۔اے بھی کرلیا۔آپ بہت نیک اور خدا رسیدہ انسان تھے تبلیغ اسلام و احمدیّت کا بہت شوق رکھتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ کی تبلیغ سے احمدیت میں داخل

ہوئے۔ سردار صاحبؓ فرماتے تھے کہ تبلیغ کے کام سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ میں نے ان کی قبولیت دعا کے کئی نشان خود دیکھے ہیں۔ آپ ۱۷۔۱۹۱۶ء میں انڈمان میں ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ دو سال بعد واپس آ کر پھر قادیان میں اپنی آسامی سنبھال لی۔ پھر آپ مدرسہ احمدیہ میں انگلش ٹیچر رہے۔ پارٹیشن کے بعد آپ بھلوال آ کر مقیم ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں بندہ ان کی دعا سے تبدیل ہو کر بھلوال آیا۔ آپ نے از راہ کرم اپنے مکان میں مجھے جگہ دی۔ بڑی شفقت فرماتے تھے۔ مجھے ان سے بے حد فیض روحانی حاصل ہوا۔ آپ پاکیزہ خو تھے۔ غصہ نام کو نہ تھا۔ حوصلہ مند اور صابر شاکر تھے۔ تبلیغِ احمدیت آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ سفر میں تبلیغی لٹریچر نمایاں طور پر ہمراہ رکھتے تھے۔ گھر بیٹھتے تو تبلیغی اشتہارات دستی لکھ لکھ کر در و دیوار پر چسپاں کرتے حضرت سردارؓ کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔ اکثر ڈاکٹر اور انجینئر ہیں سردار صاحبؓ ۱۹۵۲ء میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

آپ کے بڑے لڑکے ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب کی لڑکی سے میرا لڑکا محمود مجیب اصغر (انجینئر) ۱۹۶۹ء میں بیاہا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے نکاح پڑھا۔ اس موقعہ پر میں نے لکھا تھا

حضرت اقدس کے نوٹس میں یہ جب لایا گیا — جو ہوا ارشاد بندہ اسپہ ہی مفتوں ہے
مریم و محمود کے ناموں میں باہم جوڑ ہے — اس لئے رشتہ مبارک اور بہت موزوں ہے
خود نکاح پڑھ کر کیا احساں مبارک ذات نے — بندہ عاجز ان کی منت کا بہت ممنون ہے
حضرت سردارؓ صاحب جن پہ راضی تھا خدا — خانداں کا فرد ہر اک ہی در مکنون ہے
ہم کو بھی برکت ملے ابرار سی مولا کریم — ہے یقیں یہ سلسلہ حقہ بہت مامون ہے

حضرت مولوی صاحبؓ مریض کی حالت کے مطابق نسخہ تجویز فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ہی قسم کے دو مریض آئے۔ ایک امیر دوسرا غریب۔ امیر کو آپ نے قیمتی نسخہ لکھ کر دیا۔ مگر غریب کو بالکل سستا۔ دونوں کو فائدہ ہوا۔ ایک بے تکلف نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

بعض معمولی ادویہ میں قیمتی ادویہ کے برابر خواص رکھ دیئے ہیں۔ اگر امیر کو دو پیسے کا نسخہ دیا جاتا تو اس کی ہتک تھی۔ اسی طرح غریب کو قیمتی نسخہ خریدنے کی استطاعت نہ تھی۔ آپ درپردہ بھی غریبوں کی امداد بہت کرتے تھے۔ آپ کی فراست کمال درجہ کی تھی۔ آپ فیاض اور متواضع تھے۔

آپ کو رسول اکرم ﷺ کی زیارت خواب میں بکثرت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضورؐ آپ کو عالمِ رویا میں کشمیر لے گئے۔ جلد ہی راجہ کشمیر کی طرف سے آپ کو ملازمت کی پیش کش ہوئی۔ ۱۸۷۶ء میں آپ کشمیر تشریف لے گئے۔ آپ کی لیاقت اور دستِ شفا کے سب درباری معترف ہوئے ۱۸۷۹ء میں کشمیر میں قحط پڑ گیا۔ پھر ہیضہ پھوٹ پڑا۔ آپ نے دن رات ایک کر کے مخلوقِ خدا کی خدمت کی۔ راجہ نے اس کے عوض ایک خلعت اور بڑی رقم انعام میں دی۔ ۸۱۔۱۸۸۰ء میں راجہ پونچھ کو شدید پیچش لاحق ہوئی۔ آپ کے علاج سے شفایاب ہونے پر اس نے آپ کو رقم خطیر انعام میں دی۔ آپ کی حق گوئی اور جرأت و خودداری مشہور تھی۔ سولہ سال غیر مسلم فرمانروا کے ملازم رہے مگر آپ کو دوسرے مصاحبوں کی طرح ایک دفعہ بھی راجہ کو سلام نہیں کرنا پڑا۔ راجہ کو بھی آپ کی بے نفسی کا اعتراف تھا۔ آپ ہندو اور عیسائی (انگریز) افسروں کو بھی تبلیغ اسلام کرتے تھے۔ مہاراج کو اسطرح لاجواب کر دیتے تھے۔ کہ وہ دم بخود رہ جاتا تھا۔

اسلام کی حفاظت اور ترقی کے لئے دعا اور کوشش حضرت مولوی صاحبؓ کا نصب العین تھا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جدوجہد دربارہ اسلام کو آپ نے بہت پسند فرمایا اور خداداد فراست

حاشیہ: یہ زمانہ اسلام کے انحطاط کا زمانہ تھا۔ عیسائیوں نے جن کو اتفاق سے ہندوستان کی حکومت بھی مل گئی تھی۔ انھوں نے ملحد اور بے دین کرنے والے فلسفہ کا جال بچھا دیا تھا۔ جس میں نو تعلیم یافتہ بلکہ پرانی طرز کے مولوی بھی گرفتار ہو رہے تھے۔ چنانچہ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام و خطیب پادری عماد الدین بن گئے تھے۔ مولوی رجب علی صاحب پادری حارث اور مولوی عبداللہ صاحب پادری آتھم بن گئے تھے۔ پادریوں نے خانہ کعبہ پر تثلیث کا جھنڈا لہرانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ پنڈت دیانند صاحب نے بھی ہندوؤں کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔ اس پر باغیرت مسلمان مولانا حالی کی زبان سے چلائے۔

سے پہچان لیا کہ آپ مامور من اللہ ہیں۔ حضرت میرزا صاحبؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آخر قدرت نے انتظام کیا کہ آپ فارغ ہو گئے اور قادیان تشریف لے گئے اور وہیں کے ہو رہے۔

بقیہ حاشیہ

اے خاصہ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے — امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب — اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے
ہے دین تیرا اب بھی وہی چشمۂ صافی — دین داروں میں پرآب ہے باقی صفا ہے
جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال — ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان — بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اس نازک موقعہ پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دینی غیرت بدرجہ اتم دکھائی۔

نظر آئی متاعِ دیں کی جب عالم میں رسوائی — تو اک مردِ خدا میں غیرتِ ملت ابھر آئی
وہ شیدائی محمدؐ کا جسے بخشا مشیت نے — بساطِ دیدۂ دل پر مقامِ کشور آرائی

چنانچہ پہلے تو آپ نے اخبارات میں مضمون چھپوا چھپوا کر عیسائیوں آریوں اور برہموسماجیوں کے اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کے جواب دیئے اور اس امر کے مکمل سدِّ باب کے لئے آپ نے کتاب "براھین احمدیہ" لکھی جس میں اسلام، قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی صداقت اور برتری کے ثبوت اس طرح درج کئے کہ غیر مذاہب کا ناطقہ بند کر دیا۔

نصابِ نو کا ساقی لے کے پھر لطفِ دوام آیا — ترستے تھے جسے میخوار گردش میں وہ جام آیا

یہی وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر حضرتِ مولوی نورالدین صاحبؓ جیسا عظیم الشان آدمی جس کی لیاقت اور علمیت کے دوست دشمن قائل تھے۔ وہ جس مجلس میں بیٹھتا خواہ وہ یورپینوں کی ہو یا دیسیوں کی اپنی لیاقت کا سکہ منوا لیتا تھا۔ آپ کا عاشقِ صادق بن گیا اور باوجود خود ہزاروں کا معشوق ہونے کے آپ کا عاشق ہونا اس نے فخر سمجھا۔

حضرت میرزا صاحب علیہ السلام کے آباؤ اجداد نے مغلیہ حکومت کی اجازت سے اسلام پور قاضیاں گاؤں بسایا تھا جو بعد میں قادیان کہلایا۔ مغلوں کو ضعف پہنچا تو سکھوں نے یہ سلطنت بھی چھین لی۔ پھر کمشنر بہادر نے کچھ علاقہ اور سات سو روپے کی پنشن مرزا غلام مرتضٰی صاحب کو عطا کی۔ ۱۸۳۵ء میں ان کے ہاں میرزا غلام احمد صاحبؑ پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو بچپن ہی سے دین کی طرف توجہ تھی۔ مذہبی مباحث میں حصہ لیتے تھے۔ آپ کی نیکی اور پرہیزگاری کا اتنا اثر تھا کہ سب تعظیم کرتے تھے۔

مشیت کہہ رہی تھی

آپ کو حضورؑ کی خوشنودی حاصل تھی حضورؑ فرماتے ہیں "سب سے پہلے میں ایک روحانی بھائی کے [illegible] کے لیے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نورالدین [illegible] میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ اسلام کے لئے

[illegible]

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

۱۸۷۶ء میں آپ کے والد صاحب فوت ہوئے۔ آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ سلسلہ الہامات شروع ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمتِ اسلام کے لئے چن لیا۔ آپ کو مجاہدات کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپ نے آٹھ ماہ تک متواتر روزے رکھے۔ اور چلہ کشی کی اللہ تعالیٰ نے بے شمار غیبی امور پر آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے اسلام کے احیاء کی دعا کی اور نشان مانگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں........۔ تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرا مہمان آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔ مظہر حق و العلا، کان اللّٰہ نزل من السمآءِ ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے۔ نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)۔

یہ نشان حضرت میرزا محمود احمد صاحب کی ذات میں۔ لفظ بہ لفظ پورا ہوا۔ یہ ازل سے مقدر تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے بھی امامِ مہدی مسعود و مسیح موعود کے حق میں فرمایا تھا "یتزوّجُ ویُولَدُ لَہٗ" یعنی

وہ کررہے ہیں ہمیشہ سے حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے ادا ہوسکتیں۔ ا
کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میر
آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال ا
تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت ۔
لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں

بقیہ حاشیہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ وہ اولاد (یعنی بیٹا) واقعی خاص بیٹا ثابت ہوا۔ جس نے دنیا کے کناروں تک اسلام کو پہنچایا۔

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں میں اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس زمانہ کا مامور مقرر فرمایا یعنی الامام المہدی جس کے حق میں سورہ جمعہ کی پیشگوئی تھی "و آخرین منهم" حضرت میرزا غلام احمد صاحبؑ نے فرمایا کہ یہ امر ثابت ہے کہ محمدی ﷺ برکتیں اس زمانہ میں خارقِ عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں جن کی رو سے مہدی معہود ہونا میرا لازم آتا ہے اور میں مسیح موعود ہوں۔ آپ کو بعنوان "لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی" آپ نے دنیا کے سامنے بیشمار رو حانی نکات واشگاف کئے۔ مختلف فرقہ ہائے اسلامی کے متنازعہ مسائل کا حل فرمایا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کو حکماً عدلاً خطاب دیا تھا۔ آپ نے دنیا کو راہِ راست کی طرف بلایا لیکن جیسا کہ سورہ یٰسین میں ہے کہ مامور من اللہ کو شروع میں جھٹلایا جاتا ہے۔ یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

علماء نے آپ کے گمراہ ہونے کا فتویٰ دیا اور کہا کہ مسیح تو آسمان سے نازل ہوگا۔ جو ہزاروں سال سے وہاں زندہ موجود ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مثیل عیسیٰ کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ سلسلہ محمدیہؐ کو سلسلہ موسویہ سے مشابہت ہے جیسا کہ سورہ مزمل میں ہے۔ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔ مسیح موعود نہ صرف مدّت کے لحاظ سے ہی آنحضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے وقت یہودیوں کا تھا۔

میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ قارئین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ

بقیہ حاشیہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ آپ کی خاطر ۱۸۹۴ء میں رمضان شریف میں سورج اور چاند کو گرہن لگے۔ جو امام مہدی کی خاص نشانی حضرت نبی اکرمؐ کی فرمودہ تھی۔ اور جیسا کہ قرآن کریم میں لکھا تھا۔ نئی سواریاں ایجاد ہوئیں۔ اور چھاپے خانے جاری ہوئے۔ حضرت مسیحِ ناصری کی وفات کا خداوند کریم نے قرآن مجید میں علم دیا ہے۔ "**فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ**" حضرت مسیحِ ناصری کا اصالتاً آنا ناممکن ہوا۔ مسیح محمدی مہدی موعود ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیانی کے ظہور پر مخالفت کا اِک طوفان برپا ہو گیا۔ اور اگرچہ آپ نے آریہ سماج برہمہ سماج اور عیسائیوں کے عقائد کی تردید میں اور اسلام کی تائید میں سینکڑوں مضامین اور رسالہ جات شائع کروائے۔ لیکن مسلمان مولوی جلسے منعقد کر کے جماعت احمدیہ کی طرف غلط عقائد منسوب کرتے اور جگہ بہ جگہ غلط فہمیاں پھیلاتے تھے۔

کسے بتاؤں کہ تھا جن پہ فاش رازِ حیات
انہیں کو اہلِ زمانہ نے کم نظر جانا

۱۸۹۱ء میں جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس وقت مولویوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ احمدیوں کی نمازِ جنازہ حرام قرار دی گئی۔ اور ان سے تعلقاتِ ازدواجی کو حرام قرار دیا گیا۔ ان سے ہر قسم کے تعلقات، معاشرتی امور میں مقاطعہ کی صورت پیدا کی۔ حالانکہ حضرت بانی سلسلۂ احمدیہؑ نے اعلان کیا تھا ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں — دِل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاک راہِ احمدِ مختار ہیں!

نیز فرمایا:۔

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اس کے علاوہ آپ نے فرمایا:۔

"میں اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک وجود ہے کہ جس کا روحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس

میرے پیارے بھائی مولوی نورالدین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے

بقیہ حاشیہ

میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّٰی ہو کر میں نبی اور رسول بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا اور خدا سے خبریں پانیوالا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی۔ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

لیکن علماء نے ہر بات کو الٹے رنگ میں پیش کیا۔ اگرچہ آپ نے بار بار ان کو اشاعتِ اسلام کے لئے مِل کر کام کی دعوت دی مگر انھوں نے ہمیشہ مخالفت کی۔ سلسلہ کو تباہ کرنے کے لیئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ آپ کو مقدمات میں گھسیٹا۔ مباحثات پر مجبور کیا۔ عیسائیوں ہندوؤں کے ساتھ مل کر بھی مسلمانوں نے آپ کی مخالفت کی۔ اس پر سنت اللہ کے مطابق طاعون اور زلازل کے ذریعہ عذاب نازل ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کی اور آپ کی جماعت کی تائید فرمائی۔ اور آپ کے سلسلہ کی ترقی کی بشارات دیں۔ الہام الٰہی نے کہا کہ:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔"

نیز فرمایا کہ:۔

۱) "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

۲) I shall give you a large party of Islam

۳) یاتیک من کل فج عمیق دیاتون من کل فج عمیق.

۴) بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

یہ نشانات پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ کے موعود فرزند خلیفہ ثانی میرزا البشیر الدین محمود احمد کو اللہ تعالیٰ نے حسبِ وعدہ بڑی برکت دی۔ اور پیغام اسلام و احمدیت دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ اور بقول مولانا ظفر علی صاحب احمدیت ایک تناور درخت بن گیا ہے۔ جس کی شاخیں یورپ، امریکہ ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا اور جزائر میں پھیل گئی ہیں۔ اور کافی لوگ اس درخت کی ٹھنڈی چھاؤں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ حضرت میرزا صاحب نے جیتے جی بھی کامیابی حاصل کی۔ اور آپ کا مشن ترقی پر ترقی کرتا گیا۔ اور دشمن ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے بعد بھی اسے تباہ نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نے بتایا کہ حضور کو یقیناً اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا تھا ؎

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر

معاملے میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں:

مولانا۔ مرشدنا۔ امامنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عالی جناب میری دُعا ہے یہ کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے، جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے

بقیہ حاشیہ

میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوتی ہوں بار بار

قیامِ احمدیت کی غرض وغایت مختصراً حسب ذیل ہے۔

۱) خدا کی ہستی کے متعلق زندہ ایمان اور حقیقی عرفان پیدا کرنا۔

۲) مسلمانوں کی اعتقادی عملی اصلاح کا انتظام کرنا۔

۳) قرآن مجید کے مخفی خزانوں کو باہر نکال کر انکی اشاعت کرنا۔

۴) اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھانا۔

۵) اقوامِ عالم کو اس ایمان پر جمع کرنا کہ آنحضرت ﷺ سب قوموں کے مصلح ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضور کے بروز کامل ہیں۔

۶) اسلام کی تعلیم کے ماتحت ایسا انتظام کرنا جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بہترین ہو۔

آپ کی دس شرائط بیعت متعلقہ توحید و رسالت پر کامل ایمان نیز تقویٰ و طہارت کا قیام وغیرہ میں مرکزی نقطہ یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے۔ اور رسول کریم ﷺ کو خاتم النبیین یقین کیا جائے۔ یعنی یہ کہ تمام فیضان محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں ہے۔

۱۹۰۱ء میں مردم شماری ہوئی تو آپ نے اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" لکھوایا۔

۱۹۰۳ء میں آپ کے ایک مرید سیّد عبد اللطیف صاحبؓ کو کابل میں محض اس لئے کہ وہ آپکو مسیح و مہدی مانتے تھے شہید کیا گیا۔ ؎

مرتبہ تجھ کو شہادت کا ملا تجھ پہ سلام
بھیجتا ہے عرشِ اعظم سے خدا تجھ پر سلام

۱۹۰۵ء میں طاعون پھوٹی۔ بڑی تباہی ہوئی۔ مگر آپ کی جماعت بفضلہٖ محفوظ رہی کانگڑہ میں قیامت خیز زلزلہ آیا۔ بڑی بربادی ہوئی۔ آپ نے فرمایا ؎

استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے وہ میرا نہیں، آپ کا ہے حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا...... دُعا فرمادیں میری موت صدیقوں کی موت ہو۔'' (فتح اسلام)

بقیہ حاشیہ

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پو چھو دوستو!
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

آپ کا مشن پورا ہو چکا تھا۔ جس میں آپ کامیاب رہے۔ چنانچہ تفسیر قرآن از مولوی محمد اشرف صاحب تھانوی کے دیباچہ میں جناب نور محمد صاحب نقشبندی نے لکھا ہے:۔

''ولایت کے انگریزوں نے ...... ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا...... تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے ...... اور ...... ہندوستان سے لیکر ولایت تک پادریوں کو شکست دے دی''

ڈاکٹر سر اقبال نے احمدیت کی تعریف میں کہا تھا:۔

''پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ فرقہ قادیانی کی شکل میں ظاہر ہوا۔''

۱۹۰۸ء میں حضرت میرزا صاحب کی وفات ہوگئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

اس پر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا کہ:۔

''میرزا صاحب مرحوم کی خدمات جو آریوں اور عیسائیوں کے خلاف اسلام کی تھیں واقعی بہت سلام کی تھیں واقعی بہت بڑی تعریف کی مستحق ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے آریہ یا پادری کو مرحوم کے مقابلہ میں دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ آپ کے قلم میں بڑا زور تھا۔ آپ کی بعض عبارتیں پڑھنے سے کیفیت طاری ہو جاتی ہے آپ نے مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا راستہ بنایا''۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا:

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا ہوں اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔''

حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور احادیث و تفسیر میں اعلیٰ درجہ کی معلومات رکھتے ہیں۔ فلسفہ قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں۔ ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر و عرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ تیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں فاضل جلیل ہیں مناظرات دینیہ میں بھی نہائت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں بہت سی عمدہ کتابوں کے مؤلف ہیں'' (فتح اسلام)

ایک اور مقام پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

چہ خوش بودے اگر ہریک زامت نور دیں بُودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بُودے

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اول درجہ کے فدائی تھے حضور کی وفات ۲۶ مئی کو ہوئی اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت نے متفقہ طور پر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ چنا۔ اور اس طرح حضرت اقدس کا وہ الہام پورا ہو گیا کہ ''ستائیس کو ایک واقعہ۔'' چنانچہ اعلان ہوا کہ ''رسالہ الوصیت کی ہدایات کے مطابق۔ حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن:

(۱)	شیخ رحمت اللہ صاحب	(۲)	مرزا محمود احمد صاحب
(۳)	مفتی محمد صادق صاحب	(۴)	سید محمد احسن صاحب
(۵)	سید محمد حسین صاحب	(۶)	مولوی محمد علی صاحب
(۷)	خواجہ کمال الدین صاحب	(۸)	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب
(۹)	خلیفہ رشید الدین صاحب	(۱۰)	مرزا خدا بخش صاحب
(۱۱)	شیخ یعقوب علی صاحب	(۱۲)	احمد دین صاحب
(۱۳)	ماسٹر شیر علی صاحب	(۱۴)	ڈاکٹر عباد اللہ صاحب
(۱۵)	اکبر شاہ خان صاحب	(۱۶)	نواب محمد علی خان صاحب
(۱۷)	سید نور احمد صاحب کابلی	(۱۸)	سید حیدر شاہ صاحب
(۱۹)	مرزا بشیر احمد صاحب	(۲۰)	میر ناصر نواب صاحب

وغیرہ ہم نے بااجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جن کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر احمد کے نام پر سب نے بیعت کی اور تمام احمدی جماعت موجودہ آئندہ کے لیے ہدایات جاری کیں کہ بیعت کریں۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی قادیانی زندگی قبل از خلافت پندرہ سال کا عرصہ ہے۔ آپ کا معمول تھا کہ صبح سویرے بیماروں کو دیکھتے اس کے بعد طلبہ کو درسِ حدیث وطبی کتب دیتے۔ مثنوی مولانا روم اور کتب حضرت مسیح موعود کا درس بھی ہوتا تھا اور بعد نماز عصر روزانہ درسِ قرآن مجید دیتے تھے۔ لوگوں کی امانتیں پاس رکھتے اور عندالطلب واپس کرتے تھے۔ باہر سے آنے والے خطوط کا جواب لکھتے۔ آپ سارا دن اپنی نشست گاہ میں چٹائی پر بیٹھتے تھے اور لوگ آکر آپ سے فیض حاصل کرتے تھے ؎

انسان کی نوید سپید و سیاہ کو　　　سب کے لیے دریچہ رحمت کھلا ہوا

صبح سویرے آپ زنانہ میں بھی درسِ قرآن دیتے تھے۔ جب قادیان میں دینی کالج قائم ہوا۔ تو آپ کے ذمے وہاں عربی پڑھانا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب کی ایک رائے سو رائے کے برابر ہے۔

حاشیہ ایک پنڈت ساکن بھیرہ نے مجھے بتایا تھا کہ ایک مفلوک الحال ہندو رلا رام تلاشِ روزگار میں کلکتہ جا نکلا۔ اس کا پنجابی شہری لباس دیکھ کر یا شائد لب ولہجہ سن کر ایک مقتدر بنگالی احمدی نے اس سے پوچھا کہ تم پنجاب کے کس شہر کے رہنے والے ہو۔ اس نے بھیرہ کا نام لیا تو وہ احمدی اس سے لپٹ گیا اور کہا ''تم میرے پیر و مرشد کے ہم وطن ہو یعنی حضرتِ مولوی نورالدینؓ کے۔ رلا رام نے کہا کہ وہ میرے ہمسایہ تھے۔ باتوں باتوں میں اسنے روزگار دلانے کو کہا۔ احمدی دوست نے اسے روزگار مہیا کر دیا۔ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ رلا رام لکھ پتی بن گیا۔ بھیرہ میں ایک عالیشان مکان بنوایا۔ جو پارٹیشن کے بعد محترم میاں فضل کریم صاحب پراچہ وکیل کو کلیم وغیرہ میں ملا۔ وکیل صاحب موصوف بہت مخلص احمدی ہیں۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب بے حد سخی تھے چنانچہ بھیرہ میں بائیکاٹ کے دوران ایک نان بز لال نامی نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا حضور نے اس کو چار مرلہ کا ایک سکنی پلاٹ اپنی ہمسائیگی میں عنایت فرمایا جہاں پر اس کی اولاد اور در اولاد نے تنور بنا رکھا ہے اور بافراغت روزی کماتے ہیں۔

گو دور کی نسبت ہے مگر اے شہ خوباں
ہے ناز فقیروں کو تیری تاج وری پر

عہد خلافت میں آپ اکثر دعاؤں میں مصروف رہتے تھے آپ کے عہد کے چیدہ چیدہ حالات درج ذیل ہیں:-

۱) برہمن بڑیہ (بنگال) کے مشہور عالم مولوی عبدالواحد صاحب سلسلہ میں داخل ہوئے اُن کے ذریعہ اور بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور بنگال میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

۲) ہندوستان کے بہت سے شہروں میں احمدیوں غیر احمدیوں میں مناظرے ہوئے اور سلسلہ کو بہت ترقی ہوئی۔

۳) اخبار ''نور'' نیز ''الفضل'' جاری ہوا۔

۴) محلہ دارالعلوم قادیان کی زمین خریدی گئی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارات بنیں۔

۵) مدرسہ احمدیہ قائم ہوا

۶) نیز مسجد نور اور نور ہسپتال بنے۔

۷) لندن میں تبلیغ اسلام کے لئے چوہدری فتح محمد سیال ایم اے کو بھیجا گیا۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

آخری عمر میں آپ بمطابق پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھوڑی پر سے گرے اور بیمار ہو کر بہت کمزور ہو گئے۔ حکیم اجمل خان صاحب دہلوی آپ کی عیادت کو قادیان آئے۔ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کی تعلیم چھوڑ کر آپ سے قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر پڑھنے آگئے۔ مبادا پھر آپ سے استفادہ کرنے کا موقعہ ہاتھ سے

جاتا ہے۔ حضور نے باوجود بیمار ہونے کے آپ کو پڑھایا۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ آف مالیر کوٹلہ نے آپ کی تیمارداری کا حق ادا کیا۔

آخر آپ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

حضور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ سر سیّد احمد خاں علی گڑھ نے آپ کے متعلق فرمایا: ''جاہل علم پڑھ کر عالم بن جاتا ہے۔ عالم ترقی کر کے حکیم اور حکیم ترقی کر کے صوفی مگر صوفی جب ترقی کرتا ہے تو نورالدین بن جاتا ہے''۔

ایک دفعہ کوئی ہندی رئیس علاج کے لئے لندن گیا تو انگریز ڈاکٹروں نے کہا کہ ''نورالدین کے وہاں ہوتے ہوئے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔''

آپ نے ہر کام میں خراجِ تحسین حاصل کیا۔ مولانا محمد علی جوہر، نواب وقار الملک، مولانا ابوالکلام آزاد، مولوی ظفر علی خان، خواجہ حسن نظامی، ڈاکٹر سر اقبال، مولانا عبیداللہ سندھی سب آپ سے استفادہ کرنے کے لئے قادیان میں آئے تھے۔

یادِ نورالدین اعظمؓ

اے میرے آقا جناب نور الدین مصطفیٰ — اے کہ تیری ذات تھی سرمایہ صِدق و صفا
علمِ دیں اور علمِ طب سے حصہ بہتر مِلا — اور لاکھوں کو ہے تجھ سے فیض بھی وافر ملا
تو فدائے مہدیٔ دوراں ہوا با جان و دل — اس سے خوشنودی ہوئی حاصل خدائے لم یزل
وہ نمونہ ہے فدائیت کا دکھلایا کہ تو — سر فروشی میں ہوا مشہور آخر کو بہ کو!
عشق تھا دِل میں کلامِ پاک کا ڈالا گیا — حامِل قرآن کا اس واسطے شیدا ہوا
خود مسیح پاکؑ نے حق میں تمہارے یوں کہا — کاش نورالدین ہوتا فرد ہر اک قوم کا
اور خلافت کی ردا بھی تجھکو تھی برحق ملی — متصل قبرِ مسیح کے قبر بھی تجھکو ملی

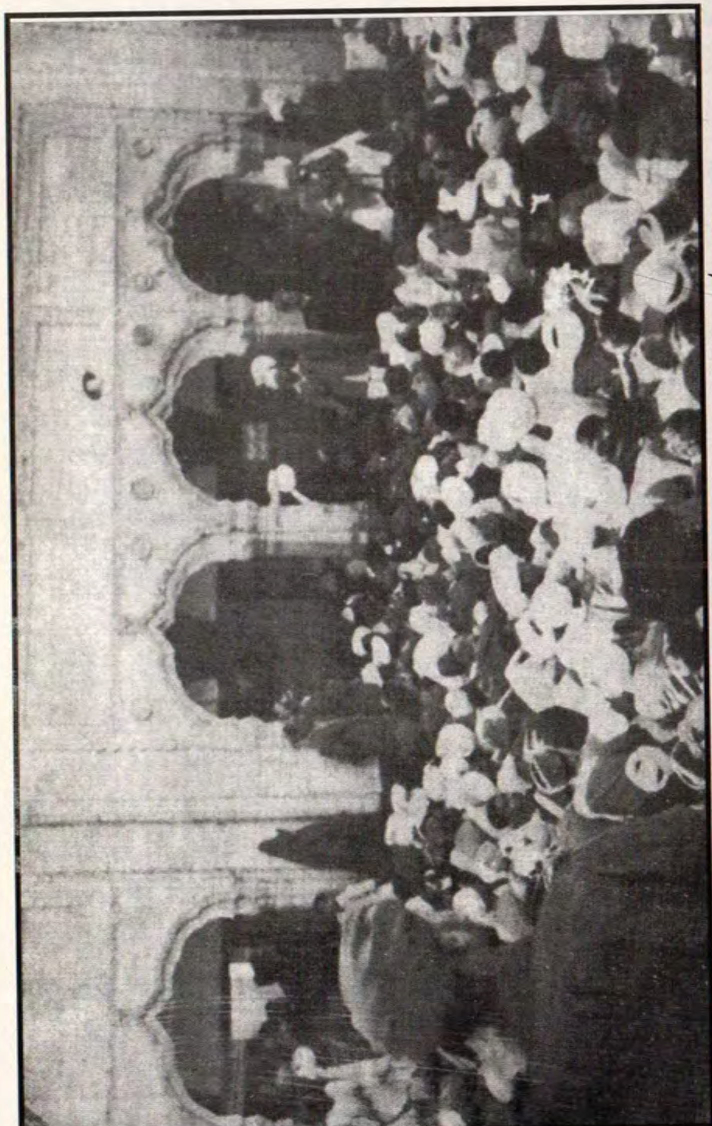
دور کی نسبت ہے اک مجھکو بھی تیری ذات سے — ہے یقیں حق کو لحاظ ہوگا مرا اس بات سے
ہے دعا یہ بسمل عاصی اے مولا کریم — روزِ محشر تیری خوشنودی ملے رب رحیم

حضرتِ میرزا محمود احمد صاحبؓ: آپ حضرت مولوی صاحب کے شاگرد خاص اور داماد بھی تھے۔ گویا بیٹے کے حکم میں تھے۔ اس لئے آپ کو بھی بھیرہ سے ایک خاص نسبت ہے۔ ۱۹۵۰ء میں آپ بھیرہ تشریف لائے تو احمدیہ مسجد فضل بھیرہ میں تقریر کے دوران آپ نے فرمایا:-

''بھیرہ والوں نے بھیرہ کی رہنے والی ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پیا ہے۔ لیکن میں نے بھیرہ کی ایک بزرگ ہستی (حضرت مولوی نورالدینؓ) کی زبان سے قرآن مجید اور حدیث شریف کا دودھ پیا ہے۔ اس طرح بھیرہ بھی ایک طرح میرا وطن ہے۔ پیشگوئیوں کے مطابق آپ حضرت مسیح موعودؑ کے شکوے معلّی میں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے حسنِ صورت و سیرت سے متصف تھے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے تعلیمِ دین حاصل کی کچھ ہائی سکول میں ہی پڑھے۔ ۱۹۱۲ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ ۱۹۱۴ء میں خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہوئے۔ آپکی اہلیہ حضرت امۃ الحئی بیگم صاحبہ دختر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ بھیروی نے بھی مستورات کی تربیت کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ لجنہ اماءاللہ کا قیام آپ کی یادگار ہے۔ افسوس آپ ۱۹۲۴ء میں فوت ہوگئیں

حاشیہ

آپکی خلافت پر اختلاف ہوا تھا۔ جماعت کا ایک حصہ اس امر پر بضد تھا۔ کوئی خلیفہ نہ ہو۔ حالانکہ ان لوگوں یعنی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے و خواجہ کمال الدین (وکیل) وغیرہ نے خلیفہ اوّل مولوی نورالدین صاحب کو مطابق وصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تسلیم کیا تھا۔ اگرچہ کچھ عرصہ بعد آپ کے دور میں ہی اطاعت سے روگردانی کرنے لگے تھے۔ مگر حضور کی تنبیہہ پر دوبارہ بیعتِ خلافت کی۔ مگر حضور کی وفات کے قریب یہ لوگ کھل کر کھیلنے اور سازشیں کرنے لگے۔ آخرکار خلافتِ ثانیہ کے انتخاب پر ناراض ہوکر لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کے نام سے الگ جماعت قائم کی۔ لیکن اِن کو خلافت کے انکار سے حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کے مقام نبوّت سے بھی منحرف ہونا پڑا۔ اور غیر احمدیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عقائد میں بڑی لچک پیدا کی۔ مگر پھر بھی ترقی نہ کر سکے۔



حضرت مصلح موعودؓ اہل بصرہ سے خطاب فرمارہے ہیں (نومبر 1950ء)

ان کے بطن سے صاحبزادی امۃ القیوم حرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مشیر معاشیات صدرِ پاکستان اور صاحبزادی امۃ الرشید اور مرزا خلیل احمد صاحب ہیں۔

حضرت مرزا محمود صاحبؓ نے اسلام کی خدمت کا کام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔ آپ کے عہدِ مبارک میں جماعت کی تربیت تنظیم نہایت عمدہ طریقہ سے ہوئی اور تبلیغ کا کام دنیا کے

بقیہ حاشیہ

جماعت احمدیہ فریق قادیان بفضلِ خداوند کریم صحیح عقیدہ پر قائم ہے۔ اور دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہی ہے۔ یہ خلافت کی برکت سے ہے۔ الحمدللہ!

بجا لائیں نہ کیوں شکر الٰہی ☆ ملا ہے درِ شاہوارِ خلافت
نبوّت کی حقیقت جو نہ سمجھے ☆ وہ کیا سمجھیں گے اسرارِ خلافت
خلافت ہے نبوت کی نگہباں ☆ نبوت ہے نگہدارِ خلافت

حضرت مرزا محمود احمد صاحب کو خلیفہ کا منصب سنبھالنے پر دوہری مشکلات کا سامنا ہوا۔ مخالف تو مخالف تھے ہی فریق لاہور نے عقیدہ کو خراب کر کے نظام کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی تبلیغ اسلام اور عیسائیت سے مقابلہ کی مہم الگ تھی۔ مگر اس ''اولوالعزم'' نے اللہ تعالی کے فضل سے حضرت مسیح موعود کے مشن کو کماحقہ سنبھالا۔ ان کی شان میں ہی بندہ نے اپنی تصنیف ''مسدس اصغر'' میں لکھا تھا۔

جہاں بھر میں تبلیغ دین متیں کریں ☆ کناروں تلک پہنچی آواز دیں کی
مساجد علامت ترقی دیں کی ☆ سو بنوائیں مرکز میں ہر سرزمیں کی
تراجم کرائے کئی السنہ میں
قرآنی حقائق کئی السنہ میں

آپ نے ۱۹۲۰ء میں لندن احمدیہ مشن کو مضبوط کیا نیز نیویارک (امریکہ) میں مشن کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۱ء میں مسجد فضل لندن کے لئے قطعہ زمین خریدا۔ ۱۹۲۴ء میں آپ لندن تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی موجودگی میں ویمبلے کانفرنس میں آپ کا مضمون محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا۔ مضمون بہت مقبول ہوا۔ اس میں آپ نے قیام امن کے لئے گُر بیان فرمائے تھے۔ اسی سال ہندوستان میں شدھی کی تحریک آریوں نے چلائی۔ بے شمار مسلمانوں کو مرتد کیا گیا۔ اس سیلاب کا مقابلہ آپ کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے کیا۔ اور مسلمانوں کی شکست کو فتح سے بدل دیا۔ ۱۹۲۷ء میں کتاب ''رنگیلا رسول'' کے ناشر کی بریّت پر احتجاج کیا اور برطانوی پارلیمنٹ کے ذریعے تعزیرات ہند میں پیشوایان مذاہب کی حفاظت ناموس کے بل

کناروں تک وسیع ہو گیا۔

قرآن مجید کے تراجم متعدد زبانوں میں کروائے گئے اور مساجد تعمیر کرائی گئیں یورپ اور افریقہ میں خدمتِ خلق کے لئے سکول اور کالج بھی بنوائے بڑی فتح حاصل کی کیونکہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔

اور دنیا نے تسلیم کیا کہ آپ کے مقابلہ کی کسی بڑے سے بڑے آدمی کو مجال نہیں۔ اپنا کام ختم کر کے آپ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور ربوہ میں اماناً دفن ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شادی حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم دختر میر ناصر نواب صاحب دہلوی سے ۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ آپ کے بطن سے ہی حضرتِ میرزا محمود احمد صاحبؓ حضرتِ میرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرتِ میرزا شریف احمد صاحبؓ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرتِ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ پیدا ہوئے۔ آپ ہمہ صفت موصوف خاتون

بقیہ حاشیہ میں نئی دفعہ کا اضافہ کرا دیا۔ ساتھ ہی سیرۃ النبی کے سالانہ اجلاس منعقد کروائے۔ تا کہ دنیا کو حضرتِ رسولِ اکرمؐ کے اسوہ حسنہ کا علم ہو۔

بھیرہ میں بھی ایسے جلسے ہوتے تھے۔ ایک جلسہ میں عاجز نے یہ نعت پیش کی تھی:۔

ہے یہ بڑی سعید بات نعت کہیں رسول کی — اُمّی دُرِّ یتیم کی باغ عرب کے پھول کی
حمدِ خدا کے بعد ہے صلی علیٰ زبان پر — جتنے ملائک ہیں سب گائیں ثنا، رسول کی
حق نے بھی تحفہ سلام بھیجا ہزار شوق سے — اور ''لولاک'' کہہ دیا شان میں پاک رسول کی
کیا ہی جمال پاک تھا کتنا ہی وہ خلیق تھا — کایا پلٹ گئی تھی کیا وحشی عرب جہول کی
وحدتِ حق قلوب میں جن و بشر کے گاڑ دی — اور اساس دی رحم کے پاک اصول کی
ذات میں اس کی جمع تھے سارے جمال ملک وانس — تاب کسے گنا سکے خوبیاں اُمّی رسول کی
دعوتِ حق قبول کی جس نے فلاح پا گیا — جس نے نہ مانا آپ کو اس نے ہے سخت بھول کی

حشر کے دن شفیع ہوں میرے جناب مصطفیٰ
بس یہی آرزو ہے اک بسمل حزین و ملول کی!

آپ کی قیادت میں آزاد کشمیر کی داغ بیل ڈالی گئی۔ مجلس احرار نے از حد سلسلہ کی مخالفت

تھیں۔ پاکستان بننے پر قادیان سے ہجرت کی۔ پھر ربوہ تشریف لائیں اور ۱۹۵۲ء میں آپ نے انتقال کیا۔ آپ کا جسدِ مبارک ربوہ میں امانتاً دفن ہوا۔ اس سلسلہ میں چند اشعار عرض ہیں۔

زمیں ربوہ مثلِ قادیان ہے — یہاں آرامگاہِ نصرت جہاں ہے
وہی نصرت جہاں جو فضل حق سے — حرم حضرتِ مسیح آخر زماں ہے
بنے امت محمد میں ہیں عیسیٰ — نزول از آسماں تیرا گماں ہے
نہیں شک اس میں کوئی واللہ باللہ — غلام احمد مسیح آخر زماں ہے
زمین و آسماں نے دی گواہی — ہویدا ذرہ ذرہ سے نشاں ہے
مجدد ہے یہی صد چار دم کا — وگرنہ اور کوئی مہدی کہاں ہے
مثیل موسیٰ ہیں حضرت محمدؐ — مثیل عیسیٰ یہ آخر زمان ہے
ہوا محمود بھی ہے مثلِ عیسیٰ — خلیفہ اسکا اور آرام جاں ہے
گئے جو چشموں ٹیلوں پر ہیں بتلؔ — مثیل ہے ساتھ اسکے عیسیٰ کی ماں ہے

بقیہ حاشیہ شروع کردی۔ چنانچہ ۱۹۳۴ء میں احرار کانفرنس قادیان میں منعقد کی گئی جس کا علی الاعلان دعویٰ تھا۔ کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ مگر حضرت مرزا محمود احمد صاحب کی حسنِ تدبیر سے جماعتِ احمدیہ اور مرکز قادیان کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ کیونکہ محض صبر سے تمام مظالم کو برداشت کیا گیا تھا۔ ۱۹۳۵ء میں حضور نے غیر ممالک میں تبلیغ کی مہم کو تیز کرنے کے لئے۔ انجمن ''تحریکِ جدید'' قائم کی حبشہ، سیرالیون اٹلی اور پولینڈ میں تبلیغ مشن قائم کروائے۔ اسی سال کوئٹہ میں سخت زلزلہ آیا۔ جو مامور من اللہ کی صداقت کا ثبوت تھا۔

''ما کنامعذ بین حتیٰ نبعث رسولا۔''

۱۹۳۹ء میں آپ کی عمر پچاس سال اور خلیفہ بنے پچیس سال ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کی جوبلی منائی گئی۔ اس موقعہ پر تین لاکھ روپے کی گرانقدر رقم حضور کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کی گئی۔ حضرت مسیح موعود کی دعا شان سے پوری ہوئی۔

''دے اس کو عمر و دولت کر دور سب اندھیرا''

۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمایا کہ آپ مصلح موعود ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں تفسیر کبیر لکھ کر آپ نے دنیا کو قرآنی علوم سے متعارف کرایا۔

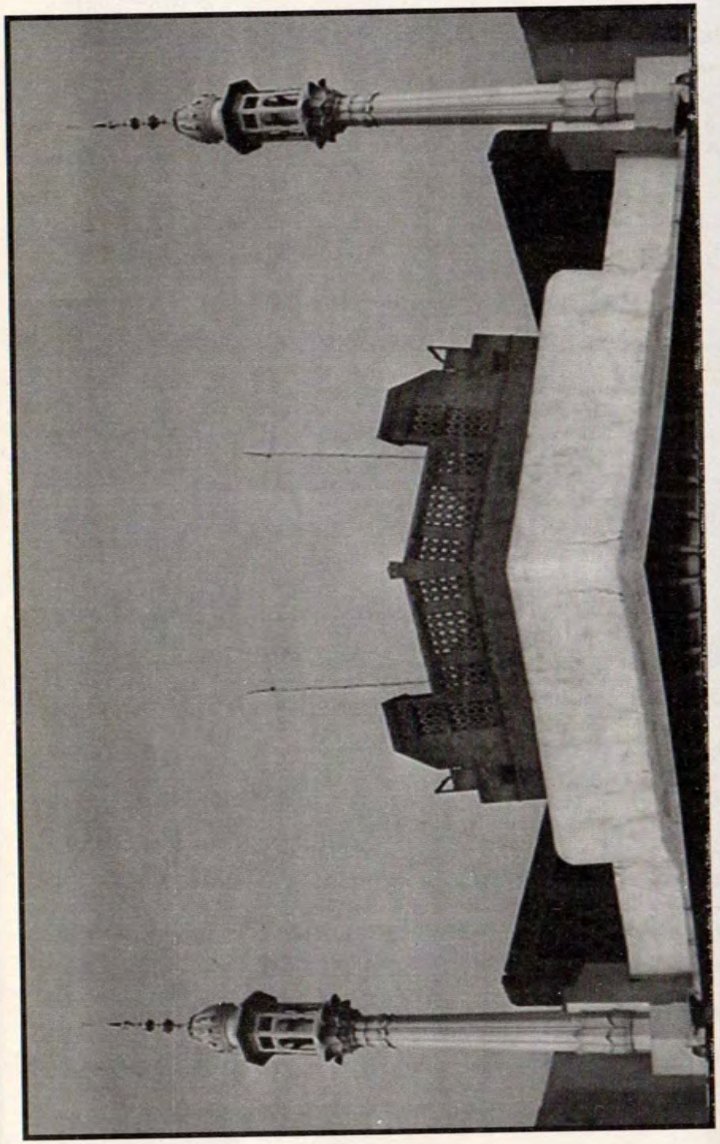
۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف ملک میں سخت طوفان برپا ہوا۔ مغربی پاکستان کی اکثر آبادی نے احمدیت کو ختم کردینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ یا تو احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تا کہ محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پاکستان کے وزیر خارجہ نہ رہ سکیں (کیونکہ وہ اہلِ غرض حاکموں کو قوم کی قسمت پر کھیلنے نہیں دیتے تھے) ورنہ احمدیوں کو کچل دیا جائے۔ املاک کو لوٹ لیا جائے۔ علماء اور سیاسی لوگوں نے حکومت پر بھی زبردست دباؤ ڈالا۔ ملک میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔ بھیرہ میں بھی احمدیوں کو تباہ کردینے کے منصوبے سوچے گئے۔ حکومت بھی گھبرا گئی۔ آخر کار لوگوں کے سخت مطالبات کی بناء پر حکومت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو محبوس کرنے کی کوشش بھی کی۔ عین اس وقت اللہ تعالیٰ کی مدد ظاہر ہوئی۔ گورنر جنرل نے مرکزی کابینہ توڑ دی۔ صوبائی اسمبلیاں بھی معطل ہوگئیں۔ مفسد لوگوں کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ جماعت احمدیہ کے عقائد کی چھان بین کی گئی آخر ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ احمدی مسلمان ہیں خداوند کریم کے فضل سے فتنہ فرو ہوا۔ اگرچہ احمدیوں کو کافی مالی نقصان برداشت کرنا پڑا مگر جماعت اپنے مسلک پر نہ صرف قائم رہی بلکہ اسے ترقی نصیب ہوئی اولوالعزم خلیفۃ المسیحؑ نے اشاعتِ اسلام کی مہم تیز کردی۔ قرآن مجید کے متراجم کئی زبانوں میں شائع کروائے غیر ممالک میں مساجد بھی تعمیر کروائی گئیں۔

بقیہ حاشیہ ۱۹۴۷ء میں آپ قادیان (ہندوستان) سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور نیا مرکز ربوہ قائم کر کے جنگل سے منگل کردیا۔

مرکزیت میں ہے مضمر زندگی اسلام کی — بس یہی تعلیم پہلے دن سے ہے اسلام کی

بندہ نے آبادیٔ ربوہ پر ایک نظم لکھی تھی۔ کچھ اشعار یہ ہیں:۔

چشمے کنویں دھاریں ہیں — اب تو باغ بہاریں ہیں
پہلے تھا بنجر دیکھا — ربوہ نور کا گھر دیکھا
کالج اور ادارے ہیں — تعلیمی گہوارے ہیں
علم کا بحر و بر دیکھا — ربوہ نور کا گھر دیکھا



بیت نور بھیرہ

پاکستان میں تعلیم وتربیت اور اصلاح وارشاد کے کام کو وسیع کیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں حضرت مصلح موعود پر قاتلانہ حملہ مسجد مبارک ربوہ میں نمازِ عصر کے بعد کیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان محفوظ رکھی آپ کو علاج کے لئے یورپ بھی جانا پڑا وہاں آپ نے احمدیہ مشنوں کا بھی معائنہ فرمایا کئی لوگوں کو

بقیہ حاشیہ

کمرے ہال خزانے ہیں جاری لنگر خانے ہیں
ہر رنگ کا دفتر دیکھا ربوہ نور کا گھر دیکھا
امریکہ کا گورا ہے افریقہ کا کالا ہے
چینی زرو بشر دیکھا ربوہ نور کا گھر دیکھا
رحمت نازل ہوتی ہے قطرہ قطرہ موتی ہے
ہیرا ہر پتھر دیکھا ربوہ نور کا گھر دیکھا

۱۹۴۸ء میں کشمیر میں پاکستانی افواج کی امداد کے لیے فرقان فورس تیار کروا کر بھیجی جس نے بڑا کام کیا۔ اس وقت کے کمانڈر انچیف نے ان خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ ربوہ میں آپ کی دعا سے معجزانہ طور پر پانی میسر آ گیا تھا۔ آپ کو الہام ہوا تھا۔

''پاؤں کے نیچے سے ترے پانی بہادیا''

۱۹۵۰ء میں حضور نے بھیرہ کا دورہ کیا۔ یہاں احمدیہ مسجد نور میں (جو پہلے حضرت نور الدین اعظم کا ذاتی مکان تھا مگر ۱۹۱۲ء میں حضور نے اسے مسجد بنانے کے لئے فی سبیل اللہ دے دیا تھا) اس کمرہ میں جہاں حضرت مولوی صاحبؓ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی نوافل پڑھے ایک امریکن نو احمدی رشید احمد نام بھی آپ کے ہمراہ تھا۔

اتفاق سے مسجد نور میں بھیرہ کے جو احباب حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اکثر کا نام فضل الٰہی تھا۔ تعارف پر حضور نے تبسم ہو کر فرمایا'' یہاں تو بڑا فضل الٰہی ہے آپ نے یادگاری کتبہ نصب فرمایا۔ اس موقعہ کے لئے عاجز کے اشعار ہیں۔

جناب مرزا سے عالی گہر کو دیکھتے ہیں خوشا کہ حضرتِ فضلِ عمر کو دیکھتے ہیں!
بقول حضرتِ غالب یہاں یہ عالم ہے کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
مرے بدن میں نہ کیسے بڑھے لہو ہر دم جنابِ والا جو خستہ جگر کو دیکھتے ہیں
خدا کی نظر عنایت جو ہو گئی ہم پر! گھرا ہے ابرِ کرم جدھر کو دیکھتے ہیں

اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے مبلغین احمدیت کو کئی نصائح کیں۔ یورپ کے کئی ممالک میں مساجد کی بنیاد رکھی اور کامیاب دورہ کے بعد واپس تشریف لائے۔ آپ نے دین کی ترقی کے ضمن میں کوشش کی راتوں کو بھی بیدار رہتے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ پھر سخت بیمار پڑ گئے۔ آپ کی ہمشیرہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ان الفاظ میں دعا کی تحریک کی تھی ؎

قومِ احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے

کیا جو ہدیہ اخلاص پیش اے بنبل لباس شعر میں بند جگر کو دیکھتے ہیں

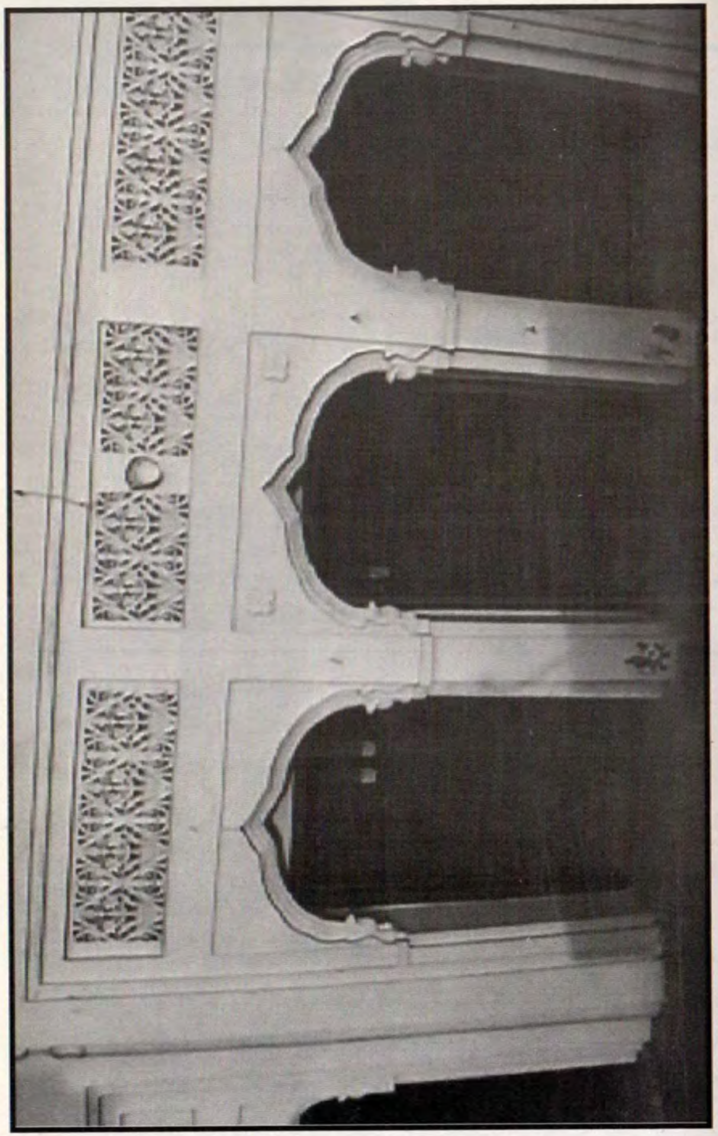
بقیہ حاشیہ نوافل سے فارغ ہو کر حضور نے حضرت مولوی صاحب والی مطب کی اس عمارت کو دیکھا جو حضور کی یادگار ہے۔ پھر آپ احمدیہ مسجد فضل میں تشریف لے گئے اور ایک تقریر فرمائی خلاصہ یہ ہے۔

'' بھیرہ والوں کے لئے یہ اینٹ گارے کا بنا ہوا شہر ہے لیکن میری نگاہ میں اس کی بڑی قدر ہے کیونکہ یہ میرے استاد حضرت نورالدین اعظمؓ کا جنہوں نے مجھے قرآن مجید اور علم حدیث پڑھایا مولد و مسکن ہے۔ مجھے یہاں آنے کی دیرینہ خواہش تھی کیونکہ میں نے اپنی بیگم (امتہ الحیٔ صاحبہ بنت حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ) سے ان کا وطن دیکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ جو افسوس کہ ان کی زندگی میں پورا نہ ہو سکا بہر حال اب خدا نے پورا کروایا الحمدللہ!

مقامی جماعت کے بعض دوست ڈرتے تھے کہ مخالف شورش مچائیں گے مگر میں سمجھ نہیں سکتا کہ شورش کیوں ہوگی۔ میں نے بھیرہ والوں کا کیا بگاڑا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ ہم نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ کے مخالف ہیں۔ اس وجہ سے ان کا مخالفت کرنا ایک طرح سے پسندیدہ امر ہے کیونکہ ان کے زعم میں یہ میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہے۔ لیکن وہ اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ ہم تو رسول کریم ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ ہمیں بہت عزیز ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ؎

اے دل تو نیز خاطر اینا نگہدار کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

محبت اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کا اتنا رتبہ مانتے ہیں کہ حضور کی غلامی میں مسیح علیہ اسلام کے درجہ سے بھی بڑا انسان امت محمدیہ میں پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرتِ مسیح موعود علیہ اسلام کے درجہ سے بھی بڑا انسان امت محمدیہ میں پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو مقام ملا ہے۔ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی وجہ سے ملا ہے۔ حدیث میں ہے ''عُلَماءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ'' مکرم ڈاکٹر اقبال صاحب نے بھی رسول پاک ﷺ کے ایک امتی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے متعلق فرمایا ہے۔



بیت النور بھیرہ

ان گنت راتیں جو تیرے درد میں سویا نہیں

آپ نے نوجوانوں کی تربیت کا کام بھی خوب توجہ سے کروایا۔ فرمایا کہ نوجوان ہی قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ ان کو احساسِ ذِمّہ داری دلایا۔ فرمایا ۔

جب گزر جائیں گے ہم تو تم پر پڑے گا سب بار سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
خدمتِ خلق کو اک فضلِ الٰہی جانو ! اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
دل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہو آنسو تم میں اسلام کا ہو مغز فقط نام نہ ہو
امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصّہ مت لو باعثِ فکر و پریشانی حکّام نہ ہو
اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ جانو بعد میں تاکہ شکوہ ایام نہ ہو !
عسر ہو یسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ اسلام نہ ہو
تم نے دنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا نفسِ وحشی و جفا کیش اگر رام نہ ہو
میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

بقیہ حاشیہ

''مسیح وخضر سے بڑھ کر مقام ہے تیرا''

حضور نے مزید فرمایا میں خوش ہوں کہ ان لوگوں کے دل میں میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کی چنگاری سلگ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم غصّہ میں نہ آئیں بلکہ ان کی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور ان کی غلط فہمی کو دور کرنا چاہئے اور اس مخالفت کو رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس اے جماعت احمدیہ بھیرہ! تم دعائیں کرو نیز ان لوگوں کو اصل حقیقت سے واقف کرو۔ جب ان کو پتہ لگ جائے گا۔ کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمن نہیں بلکہ آپ کے سچے عاشق ہیں تو یہی لوگ جو ہمیں مارنے پر آمادہ ہیں ہماری تواضع کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔

اگر کوئی کہے کہ ہم نعوذ باللہ حضرتِ امام حسینؓ کی ہتک کرتے ہیں تو تم ان کو کیوں نہیں بتاتے کہ ہم ان سے بڑھ کر حضرت حسینؓ کی عزت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

''خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است''

پس ہم تو سب نیک اطوار لوگوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہم پر یہ بہتان ہے کہ ہم پنجتن پاک کی عزت

حضور نے ۱۹۶۵ء ہندو پاک کی جنگ میں پاکستان کی کامیابی کی دعا کی۔
اور پہلے ہی فرما دیا کہ انشاءاللہ پاکستان کی فتح ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یادِ محمودؓ

آج اک کرب سا محسوس مجھے ہوتا ہے — چشمِ گریاں ہی نہیں دِل بھی میرا روتا ہے
بے قراری ہے مرے قلب حزیں کو لاحق — پہلو بدلوں تو مجھے درد سوا ہوتا ہے
جس کا دم شمع شبستان تھا زمانہ کیلئے — آہ وہ ماہ لقا زیر زمیں سوتا ہے!
ہجر کا داغ دیا فضلِ عمر نے افسوس — غمِ جدائی میں مجھے اس کی بہت ہوتا ہے
حضرت مصلح موعود پہ ہوں لاکھ سلام! — اب تو بس میرے یہی وردِ زباں ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ

کہ ہم ان سے بڑھ کر حضرت حسینؓ کی عزت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا

"خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است"

پس ہم تو سب نیک اطوار لوگوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہم پر یہ بہتان ہے کہ ہم پنجتن پاک کی عزت نہیں کرتے ہم تو سب بزرگوں کی عزت کرتے ہیں۔ سب ائمہ مجددین اولیاء اکرام ہماری نگاہ میں معزز ہیں۔ ہم سب کو مانتے ہیں۔ کسی اہل اللہ کے منکر نہیں۔

اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ "مسلم اور بخاری میں لکھا ہے آنے والا مسیح شادی کرے گا اور اسکی اولاد ہوگی اب دیکھو یہ بات کیسے پوری ہوئی ہے۔ میں جو مسیح موعود کا بیٹا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے مصلح موعود بنایا ہے۔ یہی مطلب تھا کہ مسیح موعود شادی کرے گا۔ اسکا بیٹا بھی ہوگا۔ میرا وجود بھی حضرتِ نبی اکرم ﷺ کے علاوہ مسیح موعود کی صداقت کا بھی ثبوت ہے۔ احبابِ جماعت کو بھی چاہئے کہ وہ لوگوں کو نرمی سے سمجھائیں۔ تاکہ وہ مسیح موعود کو مانیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے صحیح معنوں میں مطیع اور فرمانبردار بن جائیں۔ اور ہمارے مارنے کی بجائے ہمارے ساتھ آگے بڑھ کر عیسائیت کے سینہ میں خنجر گھونپیں تاکہ اسلام کا بول بالا ہو۔

حضرتِ ناصر دیں تو ہے بروز عثماں! شغفِ قرآن پہ اِک خاص نشاں ہوتا ہے

قدرت ثانیہ کا مظہر ثالث ہے

پسر نافلہ مہدی کا یہی پوتا ہے

حضرت مرزا محمود احمد صاحب ؓ کی وفات پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) کو خلیفہ ثالث چنا گیا۔ آپ خداوند کریم کے فضل سے سلسلہ کو نہایت کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی عمر میں برکت دے۔ آمین!

خادم کا سلام آقا کے نام

اے خلیفۂ عیسیٰ معہود اے نبیرہ مہدی مسعود

پسرِ موعود مصلح موعودؓ یعنی دلبند حضرتِ محمود

عرض کرنے کو ہوں سلام آیا

لے کے تحفہ میں یہ کلام آیا

اب بھیرہ کے دیگر احمدی بزرگوں کا تذکرہ کرتا ہوں سب سے پہلے اوّلین صحابہ مسیح موعودؑ کا جن کو ۳۱۳ کی فہرست میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر دیگر صحابہ کرام کا اسکے بعد تابعین کا۔

نوٹ: اگر چہ اس کتابچہ میں عاجز نے اپنے محدود علم کے مطابق تمام ضروری امور لکھ دیے ہیں لیکن فروگذاشت انسان کا خاصہ ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ آمین!

حضرت حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب ؓ

ولادت ۱۸۴۲ء بیعت ۱۸۹۱ء وفات ۱۹۰۸ء

آپ ایک معزز خواجہ فیملی کے چشم و چراغ تھے۔ نیک طینت اور سعید الفطرت تھے۔ حضرت مولوی نور الدین ؓ صاحب کے بچپن کے دوست اور ہم مکتب تھے۔ آپ کا دل اہلِ اسلام کی ہمدردی سے لبریز تھا۔ خلوص اور راست گفتاری میں منفرد تھے۔ آغازِ سلسلہ احمدیہ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اکثر حضور کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے تھے آپ ایک بڑے زمیندار تھے۔ تجارت میں بھی حصہ لیتے تھے متمول آدمی تھے۔ سلسلہ کی مالی خدمت دِل کھول کر کرتے تھے۔ آپ کو حضور کی خوشنودی حاصل تھی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

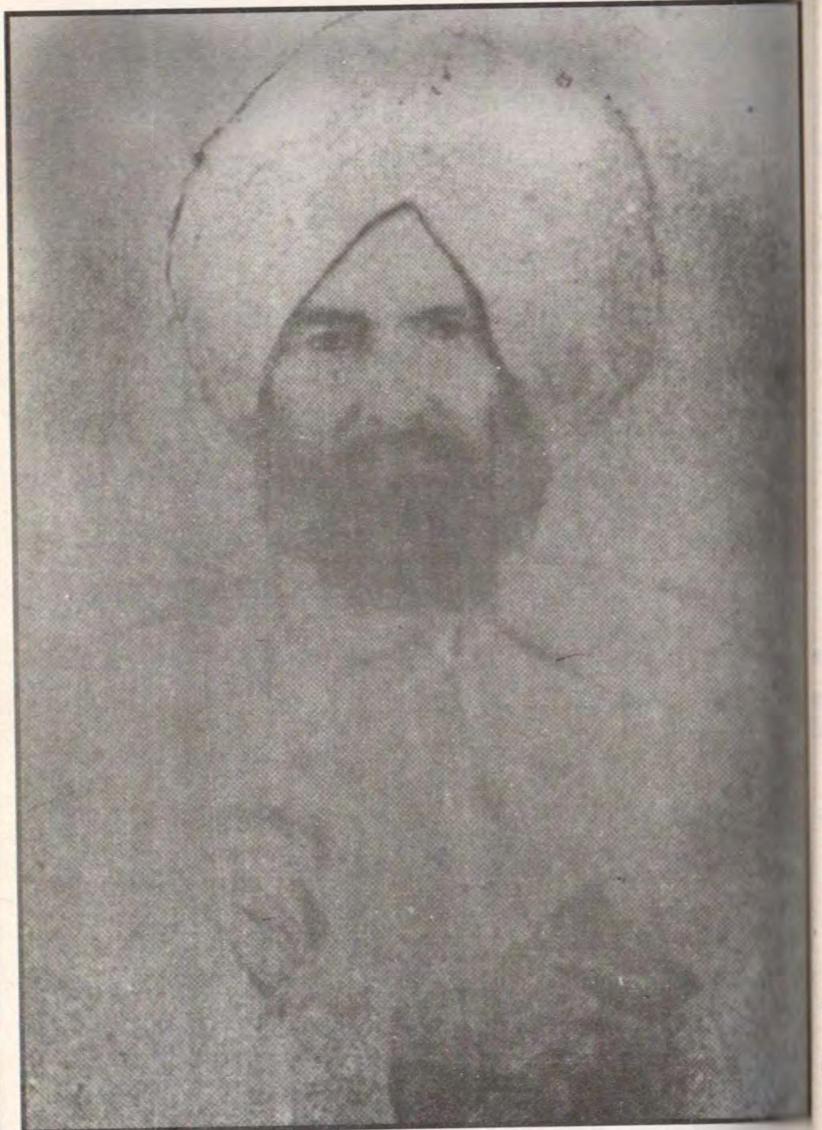
"اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی جس قدر مجھ سے محبت کرتے ہیں اس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میرے سچے خیر خواہ دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں۔ بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اشتہار کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی اور اپنی بات خاصہ سے امیدیں دلائیں۔"

حاشیہ عام معترضین کی اطلاع کے لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ موجودہ زمانہ میں جس قدر مختلف فرقے اور مختلف رائے کے آدمی اسلام یا تعلیم قرآنی پر ہمارے سیّد و مولا حضرتِ محمد رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں یا جو کچھ ہماری ذاتی امور کی طرف نکتہ چینی کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے الہامات یا ہماری الہامی دعوئی کی نسبت ان کے دلوں میں وساوس اور شبہات ہیں ان کو ایک رسالہ کی صورت میں نمبروار مرتب کر کے چھاپ دیں اور پھر انہی نمبروں کی ترتیب سے ہم ہر ایک اعتراض اور سوال کا جواب دینا شروع کر دیں۔ لہٰذا تمام عیسائیوں اور ہندوؤں آریوں اور یہودیوں مجوسیوں اور دہریوں برہموں اور فلسفیوں اور مخالف الرائے مسلمانوں وغیرہ کو مخاطب کر کے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ ہر ایک شخص جو اسلام کی نسبت یا قرآنِ شریف یا ہمارے خیر الرسل ﷺ کی نسبت یا ہماری نسبت یا ہمارے الہامات کی نسبت کچھ اعتراض رکھتا ہے۔ اگر وہ طالب حق ہے تو اس پر لازم ہے کہ لکھ کر ہماری طرف بھیج دے تا کہ تمام اعتراضات کو ایک جگہ اکٹھے کر کے ایک رسالہ میں نمبروار مفصل جواب دیا جائے۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؑ

(قادیان ۱۰۔ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ)



حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ

میں نے کئی لوگوں سے اشتہار لکھنے کا تذکرہ کیا کوئی مجھ سے متفق الرائے نہیں ہوا۔ لیکن میرے عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے محرک ہوئے اور اسکے ضروری اخراجات کیلئے سو روپیہ اپنی طرف سے دیا۔ میں ان کی ایمانی فراست سے متعجب ہوں کہ انکے لئے ارادے کو خدا کے ارادہ سے توارد ہو گیا۔ حضرت حکیم صاحب بڑے عالم فاضل تھے۔ آپکے کلام میں بڑی شگفتگی اور دِل آویزی تھی۔ حلیم الطبع، خلیق، ملنسار اور فقید المثال مقرر تھے۔ آپ کے کلام میں ظرافت بھی پائی جاتی تھی۔ قرآن مجید کا درس باقاعدہ دیتے تھے۔ احمدی اور غیر احمدی بھی اس سے مستفید ہوتے تھے۔ ایک دفعہ مکرم حکیم اللہ دین صاحب آف شیخ پور نزد بھیرہ کو جو غیر احمدی تھے کہا کہ مرزائیوں کا درس کیوں سنتے ہو؟ تو انہوں نے جواباً کہا کہ اب سوائے احمدیوں کے قرآن کو کوئی نہیں جانتا۔ مکرم حکیم اللہ دین صاحب موصوف حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے پورے ہونے کی گواہی بھی دیتے تھے۔

حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ دورانِ تفسیر قرآن مجید تصوف کے مسائل بھی بیان فرماتے تھے۔ آپ بڑے سخی اور غریب نواز؎ تھے لیکن بڑا حسرت کا مقام ہے کہ حضرت حکیم صاحب کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اس غرض کے لئے آپ نے تین شادیاں کیں۔ مگر خداوند کریم کو منظور نہ تھا کہ اولاد ہو آپ اپنی بیویوں کے درمیان مساوات قائم رکھتے تھے۔ ہر لحاظ سے مساوی سلوک فرماتے تھے۔ آپ اکثر قادیان جایا کرتے تھے۔ آپ کی چھوٹی بیوی عموماً ساتھ جاتی تھی۔ ایک مرتبہ درمیانی

حاشیہ

؎ ایک واقعہ ہے کہ ایک رات آپ کے مکان میں نقب لگا کر چوروں نے کپڑے کے تھان چرانے چاہے۔ جو تجارت کی غرض سے لائے گئے تھے۔ مگر چوروں کو آپ نے موقعہ پر پکڑ لیا۔ وہ اسی محلہ کے کچھ غریب لوگ تھے۔ وہ آپ کے قدموں پر گر کر معافی کے خواستگار ہوئے کہنے لگے کہ ان کی ایک عزیزہ کی شادی ہے جہیز کے لئے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ روپیہ پاس نہ تھا۔ اس لئے یہ حرکت کی حکیم صاحبؓ نے ازراہ رحم دلی فرمایا "اچھا پہلے اس دیوار کی مرمت کرو جو تم نے پھاڑی ہے۔ اور دیکھو کسی سے ذکر نہ کرنا ہم بھی چپ رہیں گے۔ اس کے بعد ان کی حسب ضرورت کپڑے ان کو دیے اور رقم اَپنے ذمہ ڈال لی کیونکہ بھائی سے تجارتی کاروبار میں ساجھا تھا اللہ اللہ خلقِ عظیم کی کتنی بڑی اور اچھی مثال ہے۔

بیوی کو بھی ہمراہ لیا اس نے ازراہِ عقیدت حضرت مولوی نورالدین صاحب کی دعوت کی تھی۔ دوسرے دن چھوٹی بیوی نے بھی دعوت دی مگر حضور نے منظور نہ فرمائی کیونکہ خلوص نہ تھا۔ وہ پہلے بھی قادیان جا چکی تھی مگر کبھی دعوت نہ دی تھی۔ اللہ کے بندوں کے سب کام اچھے اصولوں پر مبنی ہوتے ہیں۔

حضرت حکیم صاحبؓ کو فضول رسومات اور بدعات سے نفرت تھی۔ آپ لوگوں کو غیر شرعی رسومات سے منع فرماتے رہتے تھے۔

لطیفہ: ایک دفعہ بھیرہ میں ایک شخص نے اپنے لڑکے کے ختنے کے موقعہ پر بڑا رنگ ڈھنگ جمایا۔ ڈھول باجے، ناچ مجرا، سبھی کچھ ہو رہا تھا۔ حضرت حکیم صاحبؓ کا وہاں گزر ہوا تو اس کا سبب پوچھا صاحبِ خانہ نے بڑی مسرت سے بتایا کہ بچے کی سنتیں (ختنے) ہیں۔ اس لئے خوشی منا رہے ہیں۔ آپ نے نہائیت سنجیدگی سے فرمایا کہ موئے زیرِ ناف صاف کرنا بھی سنت ہے اس لئے جب کوئی شخص اس فرض کے لئے غسل خانہ یا حمام میں جائے تو چاہئے کہ ڈھول باجے بجوائے جائیں اور ناچ گانا ہو۔ وہ شخص شرمسار ہوا۔ حضرت حکیم صاحبؓ ہجرت کر کے قادیان تشریف لے گئے تھے حضرت مسیحِ موعودؑ نے مطبع کی نگرانی کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ جس کو آپ نے احسن طریقہ سے نبھایا۔

حضرت حکیم صاحب نے اپنی حویلی جو مسجد قاضیاں بھیرہ کے بالمقابل واقع ہے۔ صدر انجمن قادیان کو بیعہ کر دی۔ انجمن نے ۱۹۱۳ء میں اسے فروخت کرنا چاہا۔ ہندوؤں نے کافی رقم اس کے لئے پیش کی مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حویلی مذکورہ سیّد ہادی حسین صاحبؓ کو دی جن سے حکیم صاحبؓ نے حاصل کی تھی۔ اور قیمت بھی وہی وصول کی جو حکیم صاحبؓ نے ادا کی تھی۔ اس طرح تقریباً چار ہزار روپے کا نقصان تھا۔ صدر انجمن کے بعض معزز رکن (مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال دین وغیرہ) بہت جز بز ہوئے۔ مگر خلیفہ کا فیصلہ ناطق تھا۔ اختلاف کرنے

حاشیہ: روائت ہے کہ اس موقعہ پر مولوی محمد علی صاحب ایم اے (امیر جماعت فریق لاہور) نے ریمارک پاس کیا تھا۔ کہ بڈھا (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) بہترا گیا ہے "یعنی ہوش ٹھکانے نہیں ہیں"۔ نیز ان کے خیال

والے دانت پیس کر رہ گئے۔ وہ اطاعت کے مقام سے بھٹک گئے۔ ہندوؤں نے وہاں مسجد کے بالمقابل مندر بنانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو نورِ بصیرت دیا تھا۔ حضور کی بصیرت و فراست پر صد آفرین ہے۔

حاشیہ میں تھا۔ خلیفہ کو اتنے اختیارات نہیں ہونے چاہئیں۔ وہ سوچنے لگے کہ اگر خلیفہ مطاع کل ہوتا ہے تو ایسی خلافت کو وہ نہ مانیں گے۔ ساتھ ہی یہ خیال ان کے دل میں آیا کہ خلیفے نبیوں کے ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی نبی نہ تھے۔

عقائد کے اختلاف کی یہ خلیج یہ وسیع تر ہوگئی حتیٰ کہ انہوںؓ نے خلیفہ ثانی سے کلیتاً انکار کر کے قادیان بھی چھوڑ دیا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد لاہور میں الگ بنالی۔ خلافت کے انکار سے یہ لوگ احمدیت سے دور ہوتے چلے گئے۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس گروہ کے لوگوں کی اولادیں احمدیت سے روگردانی کرتی گئیں۔

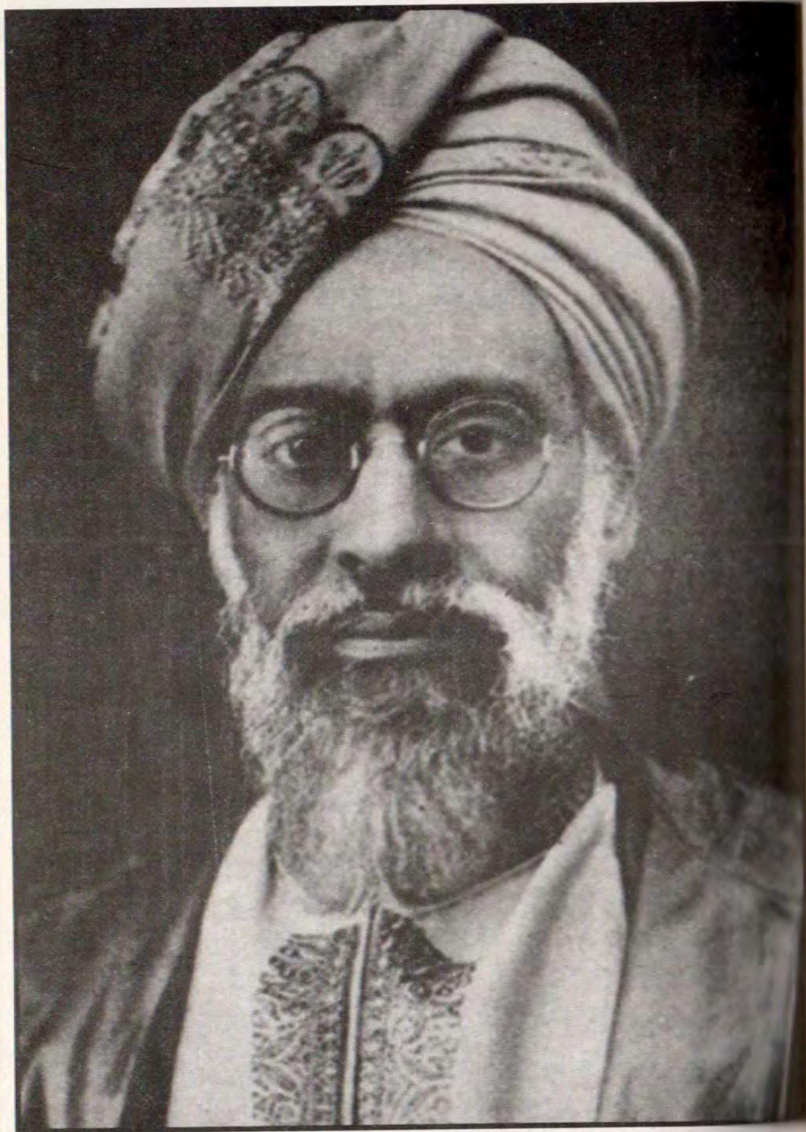
انا للہ و انا علیہ راجعون!

حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحبؓ

ولادت ۱۸۷۲ء بیعت ۱۸۹۰ء وفات ۱۹۵۷ء

آپ بھیرہ کے مفتیوں کے ایک معزز خاندان کے نونہال تھے۔ آپ کے خودنوشت تذکرہ میں ہے:-

''خدا کی بخشش اور رحمت ہو۔ حضرت والد مرحوم و مغفور پر اور والدہ مرحومہ پر جن کی توجہ ہمیشہ علماء فقراء اور صوفیاء کی محبت کی طرف رہی۔ ہنوز میں پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ کہ والدہ مرحومہ اپنے وطن (بھیرہ) کے زاہدوں مجاہدوں اور درویشوں سے میری صلاحیت کے واسطے دعا کی خواستگار ہوا کرتی تھیں۔ قرآن خوانی اور درود شریف و وظائف کے درمیان میری پیدائش ہوئی۔ علماء نے سب سے اوّل بذریعہ آذان توحید کی تعلیم دی۔ قوم کے بزرگ کو القاء ہوا کہ میرا نام ''محمدؐ صادق'' ہو۔ سارے شہر میں یہ نام مجھ سے قبل اور کسی کا اس وقت نہ تھا۔ میری پیدائش پاک نفس علماء کی دعاؤں کا نتیجہ تھی۔ پھر میری تربیت ایک مقدس اسلامی ماحول میں ہوئی۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ مجھے فطرتاً اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے اور دعائیں کرنے کی عادت تھی اور بہت چھوٹی عمر میں ہی مجھ کو قبولیت دعا کے نشانات دکھائی دیتے رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ چھوٹی عمر میں ہی حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب جیسے باخدا انسان کی صحبت حاصل ہوئی۔ جموں و کشمیر میں کئی ماہ آپ کی خدمت میں سفر و حضر میں رہ کر آپ کی پاک زندگی کے دیکھنے اور اس کے طرز کو اختیار کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ ہنوز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے دیکھا نہیں تھا۔ کہ آپ کی آمد کی خبر مجھے دی گئی اور آپ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہوگئی اور حضور کے قبول کرنے کی مجھ کو توفیق ملی۔ الحمدللہ! پھر ۱۷ سال کی عمر میں جب میں بھیرہ کے سکول کی دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ آسمان پر ایک ستارہ نمودار ہوا ہے۔ اور دیکھتے دیکھتے روشن ہوگیا اور آسمان پر محیط ہوگیا۔ اس کی چمک سے میری نیند کھل گئی اس کی تعبیر



حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ (امریکہ میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ)

بزرگوں نے بتائی کہ "مامور من اللہ ظاہر ہونے والا ہے"۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود کا ظہور ہوا تو ۱۹ سال کی عمر میں آپ نے بیعت کر لی۔ آپ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے:

"ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن جوان صالح اور ہر طرح سے لائق جن کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ بھیروی ہیں۔"

آپ پہلے کشمیر میں ملازمت کرتے تھے۔ پھر اکاونٹنٹ جنرل لاہور کے دفتر میں آ گئے۔ آپ اکثر قادیان جایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشقِ صادق تھے۔ حضور بھی آپ سے محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب مفتی صاحب رضی اللہ عنہ قادیان سے لاہور جانے لگے۔ تو حضور نے وقت کی تنگی کے پیشِ نظر خادم سے روٹی پکوا کر لانے کو فرمایا۔ حضور خود مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کو الوداع کہنے کے لئے اڈہ تک تشریف لے گئے۔ خادم جلدی میں ہاتھ میں روٹیاں پکڑ لایا۔ رومال پاس نہ تھا۔ حضور نے از راہِ شفقت اپنی دستارِ مبارک کا ایک حصہ پھاڑ کر روٹیاں اس میں لپیٹ دیں۔ سبحان اللہ کیا خلقِ عظیم ہے۔ اپنے خادموں پر یہ عنایت خاص الخاص لوگوں سے ہی مخصوص ہے۔ آپ کو حضرت مسیحِ موعودؑ سے خاص محبت تھی۔ حضور نے اپنی زندگی میں آپ کو محبِ صادق "مخلص دوست" لائق و صالح ایڈیٹر اور سلسلہ کا برگزیدہ رکن کے جلیل القدر خطابات سے نوازا۔ آپ انگریزی فارسی عربی اور عبرانی زبان کے عالم تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کشف والہام والے بزرگ تھے۔ آپ ۱۹۰۰ء میں ملازمت چھوڑ کر مستقل طور پر قادیان چلے گئے۔ آپ کو حضور کی ڈاک کا کام سپرد ہوا۔ گویا پرائیویٹ سیکرٹری امام الزّمان مقرر ہوئے۔ حضور جو کچھ مجلس میں فرماتے تھے حضرتِ مفتی صاحب رضی اللہ عنہ لکھ کر اخبار میں چھپوا دیتے پھر آپ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بنے۔ دورِ خلافتِ اولیٰ میں آپ نے سارے ملک ہندوستان کا دورہ کر کے تبلیغی لیکچر دیئے۔ خلافتِ ثانیہ کے عہد میں آپ کو بطور مشنری انگلستان اور پھر امریکہ بھیجا گیا۔ آپ نے (امریکہ) واشنگٹن میں مشن ہاؤس اور مساجد تعمیر کروائیں۔ رسالہ سن رائز

جاری فرمایا۔ آپ کی تبلیغ سے بہت سے امریکی لوگ مسلمان (احمدی) ہوئے۔ جب آپ امریکہ جا رہے تھے تو سمندر ایک دفعہ متلاطم ہوگیا۔ آپ نے سمندر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آئی کہ مسیح مہدی کا غلام تبلیغِ اسلام کے لئے امریکہ جارہا ہے۔ اور طوفان برپا کر کے اس جہاز کو جس میں وہ سوار ہے خطرہ میں ڈالتا ہے، خدا کی قدرت سمندر میں سکون ہوگیا۔ اس طرح آپ خود فرماتے ہیں: امریکہ میں ہمارے ایک دوست مسٹر ردمن نام ہیں۔ ایک شب مجھے ان کے گھر قیام کرنے کا موقعہ ملا۔ ان کی بیوی ہمیشہ میری بہت خدمت کرتی تھی۔ میں نے دیکھا وہ ایک آسودہ حال گھر تھا۔ مگر ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ بے اختیار میرا قلب ان کے واسطے دعا کی طرف متوجہ ہوا۔ خداوند کریم نے بہت جلد ان کو اولادِ نرینہ عطا کی۔

محبت کے شور سے دِل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طور ہوتا ہے

آخری عمر میں بھی (حضرت مفتی صاحب کے اور بھی اولادیں تھیں)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ مفتی صاحب کو ایک لڑکا عطا فرمایا۔ اسکا نام احمد صادق ہے اللہ تعالیٰ اسکی عمر دراز کرے اور وہ اپنے عظیم المرتبت باپ کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہو۔ آمین!

حضرت مفتی صاحب جلسہ سالانہ پر عموماً ''ذکرِ حبیب'' کے موضوع پر تقریر فرماتے تھے۔ بڑے شگفتہ انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے۔ جسے سن کر ایمان تازہ ہوتا تھا۔ آپ نئی پود کو شاندار ماضی سے آشنا کر کے اسکے مستقبل کو درخشاں بناتے تھے۔

یہی آئینِ قدرت ہے یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل پر گامزن محبوبِ فطرت ہے

آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور میت کو کندھا دیا۔ بہشتی مقبرہ صحابہ کے قطعہ خاص میں آپ کو دفن کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب اقطاب میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مقامات کو اعلیٰ علیین تک ترقی دے۔ آمین!

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا ایک خواب

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہر بھیرہ میں منڈی میں جارہے ہیں۔ جس کو وہاں گنج کہتے ہیں۔ جب یہ خواب میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا بھیرہ کو قادیان سے ایسی مناسبت ہے جیسے کہ مدینہ کو مکہ سے کیونکہ بھیرہ سے ہم کو نصرت پہنچی ہے۔

(ذکر حبیب ص۱۶۳ تا ۱۶۴)

حضرت قاضی سیّد امیر حسین شاہ صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۴ء بیعت ۱۸۹۱ء وفات ۱۹۳۰ء

آپ بخاری سیّد تھے۔ مغلوں کے عہد میں آپ کے آباء کو قاضی کا جلیل القدر عہدہ حاصل رہا۔ اس لئے یہ خاندان قاضی کے نام سے موسوم ہوا۔ آپ دراز قد، خوش اندام اور سرخ و سفید چہرہ والے تھے داڑھی رکھتے تھے۔ لباس سادہ مگر پاکیزہ ہوتا تھا۔ آپ مروجہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہو کر مدرسہ مظاہر العلوم سارن پور میں مدرس بنے۔ عالم بے بدل اور فاضل اجل تھے۔ آپ کو بہت سعید فطرت ملی تھی۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت کا سن کر فوراً ایمان لے آئے۔ جلد ہی ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔ اور حضور کے ۳۱۳ صحابہ میں شامل ہونے کا شرف پایا۔ مدرسہ احمدیہ کے پہلے صدر معلّم مقرر ہوئے۔ ساری عمر خدمتِ دین میں بسر کی۔ معمولی گزارہ پر درس و تدریس کا کام کرتے رہے۔ صابر شکر گزار اور سخی تھے۔ علم کے اتھاہ سمندر تھے۔ فصیح اور خوش گفتار تھے۔ چند الفاظ میں بڑے بڑے مطالب ادا فرما دیتے تھے۔ علمِ حدیث میں آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی۔ گفتگو وضع دار اور بامحاورہ ہوتی تھی۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمسؔ اور مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب آپ کے شاگردِ خاص تھے۔ آپ کے فرزند سعید صاحب مخلص بزرگ ہیں۔ دینی اشعار بھی لکھتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت مخدوم محمد صدیق صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۶ء بیعت ۱۸۹۱ء وفات ۱۹۲۵ء

آپ پیروں اور بزرگوں کے ایک مشہور معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے آباء کے مریدوں کا حلقہ وسیع تھا۔ آپ کے والد محترم مخدوم محمد عثمان صاحب کو اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا شوق تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مرید یا دوسرے لوگ ان کی اولاد کی تعظیم یونہی پیرومرشد کی اولاد سمجھ کر نہ کریں بلکہ انکی تعظیم بوجہ ان کے علم دین اور اعمال صالحہ کے ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے لڑکوں کو محترم مخدوم محمد صدیق صاحبؓ اور مکرم مخدوم محمد اعظم صاحب کے لئے ایک مشہور عالمِ دین اور نیکوکار بزرگ حضرت مولوی خان ملک صاحب مصنف قانونچہ کھوالی (عربی گرائمر) کو اتالیق مقرر فرمایا۔ مخدوم محمد عثمان صاحبؓ چاہتے تھے کہ انکی اولاد در اولاد بھی حضرت مولوی صاحب موصوف سے استفادہ علم کرے لیکن جلال پور (ضلع جہلم) کے پیرومرشد جناب پیر حیدر شاہ صاحب انہیں اپنے بچّوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مانگ کر لے گئے۔ اور مخدوم صاحبان کے اتالیق مولوی صاحب موصوف کے فرزندِ ارجمند حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ مقرر ہوئے جنہوں نے تقریباً ساری عمر بھیرہ میں بسر کی حضرت مولوی خان ملک جلال پور سے فارغ ہو کر کیمبل پور تشریف لے گئے۔ پھر قادیان گئے اور ۳۱۳ صحابہ میں شامل ہو گئے وہیں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے حافظ مبارک احمد صاحب انہی کے پوتے ہیں۔ حضرت مخدوم محمد صدیق صاحب میانہ قد کشادہ پیشانی اور پر وقار چہرہ رکھتے تھے۔ آپ

حاشیہ ۔ میرے ایک غیراز جماعت دوست حکیم عبدالرحیم پراچہ بھلوال کی روایت ہے کہ کیمبلپور کے بڑے مولوی خان ملک صاحب کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کے دوستوں نے اعتراض کیا کہ "مرزائی کی تعظیم اتنی کیوں"، مگر بڑے مولوی صاحب بولے مجھے ان کے علم کی قدر ہے۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے   جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے۔

کو حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے ساتھ دوستی کا گہرا تعلق تھا۔ آپ بڑے مستعد تھے۔ عہد خلافتِ ثانیہ میں جب مقامی جماعتوں کی تنظیمِ نو قائم کی گئی تو حضرت مخدوم صاحبؓ کو جماعت احمدیہ بھیرہ کا پہلا امیر منتخب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور تازیست آپ کو یہ مقام حاصل رہا آپ ہمہ تن سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ متمول زمیندار تھے۔ سلسلہ کی خدمت دل کھول کر کرتے تھے۔ خاموش طبع تھے۔ مگر نکتے کی بات کہتے تھے۔ اخلاص کا عمدہ نمونہ آپکی ذات میں ملتا تھا۔ غرباء کے غمگسار اور مددگار تھے۔ آپ طبِ یونانی میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ علوم دینی اور عقل و فراست کی خوبیوں سے آراستہ تھے۔

حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب

ولادت ۱۸۶۸ء بیعت ۱۸۹۱ء وفات ۱۹۲۵ء

آپ محلہ احمدیہ کے ایک نیک گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ پرجوش اور مخلص بزرگ تھے۔ انتظامی امور میں پیش پیش ہوتے تھے۔ آپ کو تبلیغ کا جنون تھا رات کو اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر بآواز بلند تبلیغی تقاریر کرتے تھے۔ کئی لوگوں کو پیغامِ حق پہنچایا اور بعض نے احمدیت قبول کی۔ آپ سرکاری ملازمت میں اوورسیر تھے۔ پھر میو سکول آف آرٹس (نیشنل کالج) لاہور میں انسٹرکٹر مقرر ہوئے اس عرصہ میں کئی نوجوان احمدیوں کو ڈرائینگ ماسٹر کا تربیتی کورس وہاں کرا دیا اور وہ لوگ باعزت ملازمت مکمل کر کے پینشن یاب ہوئے۔ محترم حافظ صاحب افریقہ بھی گئے۔ آخر عمر میں حیدرآباد دکن جا کر رہائش کر لی تھی۔ وہیں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆

حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب

ولادت ۱۸۷۶ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۲۴ء

آپ بھیرہ کے مفتیوں کے خاندان سے تھے۔ ۳۱۳ صحابہ میں شمولیت کا شرف پایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے شاگرد اور داماد تھے۔ نیز حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ کے ہم سبق اور ہم زلف تھے ہجرت کر کے قادیان گئے۔ سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے۔

حضرت میاں عبدالکریم صاحبؓ

ولادت ۱۸۷۴ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۲۳ء

آپ ایک دراز قد شہ زور بے حد نیک زاہد مجاہد شخص تھے۔ جوانی میں ہی احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ ۳۱۳ صحابہ میں شمولیت کا شرف پایا۔ اکثر قادیان جایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیار سے آپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ بھیرہ واپس آ کر جب آپ نے یہ امر بیان کیا تو اکثر احمدیوں نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر برکت حاصل کی آپ کے صاحبزادہ عبدالرحیم کا اچانک نوجوانی میں انتقال ہوا تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اس کے جلد بعد آپ خود بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا علیہ راجعون!

آپ کے دوسرے صاحبزادے مکرم بشیر احمد صاحب نیک شخص ہیں۔ مسجد فضل کی رونق کا باعث ہیں۔ تجارت نیز زمیندارہ کرتے ہیں۔ ان کے بھائی لیفٹیننٹ مشتاق احمد صاحب ایم اے بھی احمدیت سے بہت اخلاص رکھتے ہیں۔ انکے دو اور بھائی ہیں وہ بھی مخلص احمدی ہیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت مستری قطب الدین صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۶ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۳۴ء

آپ صوفی منش بزرگ تھے۔ زاہد و عابد تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں داخل تھے۔ حضور کے فدائی تھے ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔ آپ افریقہ بھی گئے تھے۔ دوبارہ قادیان گئے۔ مسجد اقصیٰ کے مغرب میں مکان تعمیر کر کے رہائش پذیر ہوئے۔ تا زیست سلسلہ کے خادم رہے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر بھیرہ کی جماعت کو اپنے ہاں ٹھہراتے تھے۔ اور لنگر خانہ سے کھانا وغیرہ لانے میں مدد فرماتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر ان کے ہاں پہنچا۔ رات گئے مکرم محمد حیات صاحب پراچہ بھی وہاں پہنچے علی الصبح بندہ کو مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب میں قیام گاہ پر واپس آیا تو مکرم محمد حیات صاحب بیدار ہو چکے تھے حضور کے پیچھے نماز با جماعت کا موقعہ کھو جانے کا انہیں اتنا افسوس ہوا کہ آبدیدہ ہو گئے۔ میری طبیعت پر اس کا بہت اثر ہوا۔ اس سال بندہ نے جلسہ سالانہ پر ایک نظم بھی لکھی تھی:

اللہ کی رحمت ہے یہ جلسہ سالانہ — اس مرتبہ رمضان میں ہے فیضان ہے دوگانہ!
... اصل بہاری ہو گھنگھور گھٹائیں ہوں — پھر کیوں نہ قدم اٹھے رندو سوئے میخانہ!
... شان سے ثابت ہے احمد کی مسیحائی — اب مرجع عالم ہے گمنام سا ویرانہ!
... ہی صداقت نے ہے کھینچ لیا سب کو — بیکار ہی جاتا ہے اغیار کا بہکانہ!
... بر یکساں ہیں سفاک ندامت سے — ہر سال فزوں تر ہے لنگر تیرا شاہانہ!
... ان کو مبارک ہو جو قادیاں آئے ہیں — واللہ غنیمت ہے یہ حج مجازانہ!
... دل کو لبھاتا ہے نظارہ جاں افزا — لبریز خم نوری گردش میں ہے میخانہ!
... ہیں نیاز اس کے جو جانِ مسیحا ہے — وہ فضلِ عمر اپنا اللہ کا مستانہ!

اسٹیج پر حضرت جب تقریر کو آتے ہیں　　دِل بلبلوں اچھلتا ہے یوں ہوتا دیوانہ
ہر لفظ پہ وجد آئے ایماں کی ہو افزائش　　داؤدی ترانہ ہے اندازِ کلیمانہ
رحمٰن کے سایہ میں ہر آن رہے بسمل　　اس شمعِ خلافت کا بے شک تو ہے پروانہ

حضرت میاں غلام الٰہی صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۲ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۱۵ء

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ اوّلین صحابہ میں سے تھے بڑے نیکوکار بزرگ تھے۔ شوق سے دینی خدمت بجالاتے تھے۔ سلسلہ سے بہت محبت تھی۔ عموماً قادیان جاتے تھے۔ واپس آکر نہایت محبت سے حضور علیہ السلام کی باتیں سناتے تھے۔ ان کے صاحبزادے مکرم حافظ فضل الرحمان صاحب بڑے نیک اور مخلص ہیں جماعتی کاموں میں دلچسپی اور حصہ لیتے ہیں۔ بڑے اچھے قاری ہیں۔ بچوں کو بھی قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ رمضان شریف میں تراویح میں کبھی مقامی مسجد فضل اور کبھی مسجد نور میں قرآن شریف سناتے ہیں۔ اجلاس کے موقع پر عموماً تلاوت کرتے ہیں۔

مکرم حافظ صاحب کے سب لڑکے بھی مخلص احمدی ہیں۔

حضرت قریشی عالم دین صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۰ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۱۱ء

آپ حضرتِ مولوی نورالدین اعظمؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ بڑے اللہ والے بزرگ تھے۔ صوفی منش۔ کلام مجید کے عاشق تھے۔ ہر وقت قرآن کریم

پاس رکھتے تھے۔ ذرا فرصت ملنے پر فوراً تلاوت کرنے لگ جاتے تھے۔ انکی زندگی اس شعر کی مصداق تھی:-

فقیرانہ آئے صدا کر چلے　　میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

انکی ایک ہی لڑکی تھی جو معذور تھی۔ اس نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت دستی کی خواہش کی مگر اسکا قادیان لے جانا مشکل تھا۔ محترم قریشی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت طلب کی تاکہ حضور کی طرف سے اپنی لڑکی کی بیعت اپنے ہاتھ پر لے لیں۔ حضور نے از راہِ شفقت اجازت دیدی۔ چنانچہ قریشی صاحبؓ نے اپنی لڑکی کی بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اپنے ہاتھ پر لی۔

حضرت قریشی محمدؐ شفیع صاحبؓ

ولادت ۱۸۷۸ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۵۷ء

آپ قریشی مولوی نورالدین صاحبؓ کے حقیقی بھانجے تھے اور قریشی کامل دین صاحب کے جو کہ بڑے نیک منش سخی اور مخیّر احمدی تھے۔ فرزندِ ارجمند تھے۔ محترم قریشی محمدؐ شفیع صاحب بھی ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کے مکان کے ساتھ ہی آپ کا مکان تھا۔ حضور کا مکان مسجدِ نور میں منتقل ہو چکا ہے۔ قریشی محمدؐ شفیع صاحبؓ نے بھی اپنا مکان توسیع مسجد مذکور کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ آپ میانوالی بطور اوورسیر ملازمت کرتے تھے۔ وہیں مقیم ہو گئے آپ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ اس لئے مکان برائے مسجد ہبہ کرکے دینے کے لیے جماعتِ بھیرہ کو لکھا کہ کسی نمائندہ کو بھیجیں تاکہ میانوالی میں مختار نامہ تحریر کر دیا جائے۔ اس کام کے لئے جماعت بھیرہ نے اس عاجز کا انتخاب کیا۔ پس میرے حق میں (مختار نامہ) تحریر ہوا۔ بندہ نے بھیرہ آکر وہ جائیداد جماعت احمدیہ کو رجسٹری کرکے دیدی دعا ہے اللہ کریم احمدیہ مسجد نور کو وسیع تر

کرے۔ نیز اتنے احمدی نمازی ہوں کہ مسجد ہمیشہ معمور رہے۔ آمین!

حضرت قریشی محمد شفیع صاحبؓ کو تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ ← آپ کے فرزند قریشی احمد شفیع صاحب بھی بہت مخلص احمدی ہیں۔ میانوالی میں تجارت پیشہ ہیں۔ ان کے بچے بھی ماشاءاللہ اپ باپ دادا کی طرح بہت مخلص ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خوش وخرم رکھے اور خدمتِ دین کی توفیق دے۔

حضرت قریشی محمد شفیع صاحبؓ کے منجھلے فرزند مکرم قریشی غلام احمد صاحبؓ (ولادت ۱۹۰۷ء) میرے محسن تھے تعلیم سے فارغ ہو کر ضلعدار نہر مقرر ہوئے۔ آپ بھیرہ میں بھی متعین رہے۔ بڑے مخلص اور پرہیز گار تھے۔ ۱۹۳۹ء میں جبکہ بندہ موضع سالم میں ٹیچر تھا آپ میری دل خواہش کے مطابق وہاں تبدیل ہو کر آئے۔ ایک احمدی پٹواری (نہر) میاں بدر دین صاحب ج کہ مولوی عبداللطیف صاحب (مبلغ مشرقی افریقہ کے والد ماجد تھے) وہاں موجود تھے۔ اس کے علاوہ ایک معمر بزرگ ریٹائرڈ ٹیچر غلام رسول صاحب نے بھی بفضلہ بیعت سلسلہ کر لی تھی جو ک تازیست تحریکِ جدید دفتر اوّل کا چندہ ادا کرتے رہے۔ اس طرح وہاں ایک مختصر سی جماعت احمدیہ قائم ہو گئی تھی۔ محترم قریشی صاحب کے آنے سے ہمیں بڑی خوشی ہوئی۔ ہم مل کر نماز پڑھتے تھے۔ درسِ تدریس اور اجلاس بھی ہوتے تھے۔ انہی دنوں عاجز نے وصیت بھی کر تھی۔ مکرم احمد شفیع صاحبؓ موصوف کی شادی بھی محترم قریشی نجم الدین صاحبؓ کی نواسی سے ہوئی تھی۔ میرے ہاں لڑکا (عبداللطیف) تولد ہوا تھا۔ غرضیکہ وہ بڑی خوشی کے دن تھے۔ مز خوشی یہ ہوئی کہ مکرم قریشی غلام احمد صاحبؓ کی شادی بھی مکرم و معظم حضرت حافظ عبدالعلی صاحب وکیل سرگودھا صحابی از فہرست ۳۱۳ برادر حقیقی حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی صاحبزادی روش

حاشیہ ← مکرم ملک منظور حسین صاحب منظور ایم اے ایم او ایل نے مجھے بتایا کہ وہ زمانہ طالب علمی م میانوالی میں محترم قریشی صاحب کو دیکھا کرتے تھے۔ کہ سر بازار تبلیغ کرتے تھے۔ ان کا چہرہ جو سر وسفید تھا جوشِ تبلیغ میں کابلی انار کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ بندہ نے بھی نوٹ کیا کہ واقعی آپ احمدیت کے لئے غیرت مند تھے۔

بخت سے ہوئی تھی۔ بندہ نے دولھا کا سہرا لکھا تھا۔ کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

بخت روشن کا تیرے مصحف رخ پر سہرا — اے اخی باندھ یہ اخلاص کا زیور سہرا
دین کو کردیا دنیا پہ مقدم تو نے — کیوں نہ پہنائیں ملائک تجھے آکر سہرا
رشتہ حسنِ عقیدت میں پڑی آکے گرہ — جبھی تو شان میں شوکت میں ہے برتر سہرا
آپ کے حسنِ خداداد کے کیا کہنے — ناز ہے اس کو کہ تیرا ہے یہ دلبر سہرا
بعد مدت کے یہ جولان طبیعت بسملؔ — حبذا خوب کہا تو نے سخنور سہرا

اللہ تعالیٰ نے قریشی غلام احمد صاحب کو بڑا غنی دِل دیا تھا۔ رشوت ہرگز نہ لیتے تھے۔ نہ کبھی نفسانی جوشوں سے مغلوب ہوتے تھے۔ خداوند کریم نے انکو ترقی پر ترقی دی۔ کلکٹر سے بھی بڑے عہدہ تک پہنچے۔ پھر ریٹائر ہو کر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں مختار عام بنے۔ وہاں مکان بنایا۔ مگر افسوس آپ ۱۹۷۰ء کے وسط میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے فوت ہوئے۔ ربوہ میں ہی تدفین ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہائے بسملؔ خاک میں کیا صورتیں ہیں چھپ گئیں

حضرت قریشی نجم الدین صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۴ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۱۲ء

آپ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ بڑے مخلص بزرگ تھے۔ ۳۱۳ صحابہ میں شامل تھے۔ قادیان میں ہجرت کر کے چلے گئے۔ اور لنگر خانہ کے مہتمم رہے۔ بڑی عمدگی سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ وفات سے کچھ پہلے انہوں نے وصیت کی کہ ان کی دونوں لڑکیوں کی شادی اور ان کی اہلیہ کی وفات کے بعد بھیرہ والا مکان جو مسجد نور سے ملحق ہے مسجد کی توسیع کے کام میں لایا جائے۔ چنانچہ اس کے مطابق عمل ہوا۔ آپ کے نواسے مکرم سمیع اللہ صاحب

بڑے مخلص آدمی ہیں اور احمدی ہیں۔ محکمہ ٹی ڈی اے میں اکاؤنٹس کلرک ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں جوہر آباد کی جماعتِ احمدیہ کے پریذیڈنٹ تھے۔

حضرت بابو غلام رسول صاحب اعوانؓ

ولادت ۱۸۷۸ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۱۹ء

آپ بھی حضرتِ مسیح موعود کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ نوجوانی میں ہی سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ کو حضرت خلیفہ اوّلؓ سے قرابت داری تھی۔ بڑے نیک اور مخلص تھے ریلوے میں اسٹیشن ماسٹر تھے۔ ایک دفعہ علاقہ فرنٹیئر میں کسی اسٹیشن پر متعین تھے کہ پٹھانوں کو معلوم ہوا کہ آپ احمدی ہیں۔۔۔۔۔حضرتِ سیّد عبداللطیف صاحب شہیدؓ کو کابل میں ہی سنگسار کیا گیا تھا۔ ایک پٹھان نے آپ کو بھی ''جرم احمدیت'' میں قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ کئی مواقع تلاش کئے مگر ناکام رہا اس سے اس کے دل میں خوف طاری ہوگیا۔ اور اس نے نہ صرف قتل کرنے کا ارادہ ترک کیا بلکہ آپ کی خدمت کرنے لگا۔ اس کے بعد آپ تبدیل ہو کر بھیرہ بھی آئے مقامی جماعت کے سرگرم رکن تھے ایک مرتبہ کسی تحریک کے سلسلہ میں چندہ کے وعدہ جات (دوستوں سے) لکھوا رہے تھے کہ کسی نے کہا کہ آپ اپنا خود بھی وعدہ لکھوائیں۔ آپ نے فرمایا جتنا آپ سب لوگ دیں گے اس کے برابر میں اکیلا دوں گا۔ چنانچہ اسی وقت رقم موعودہ ادا کردی۔ آپ کو قرآن مجید سے بڑی محبت تھی۔ تبلیغ بھی کرتے تھے۔ اس وجہ سے ایک متعصب ہندو افسر نے ان کے خلاف ایک جھوٹا کیس کھڑا کردیا۔ جس پر معطلی کا حکم آگیا۔ مگر آپ کو ذرا رنج نہ ہوا زمین کافی تھی اس کی آمدن پر گزر اوقات اچھی ہوسکتی تھی۔ اس لئے نوکری کا خیال ہی چھوڑ دیا اور زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی اگرچہ آپ کو ملازمت پر بحالی کا حکم آگیا مگر آپ نے استعفٰی دیدیا۔ لیکن افسوس آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور جلدی ہی فوت ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرتِ منشی خادم حسین صاحبؓ

ولادت ۱۸۷۲ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۳۵ء

آپ کے والدین شیعہ اعتقاد رکھتے تھے۔ مگر آپ نے عنفوانِ جوانی میں ہی احمدیت قبول کرلی۔ ۳۱۳ صحابہ میں شامل ہوئے۔ فارسی کے اچھے عالم تھے کابل جاکر قونصل خانہ میں میر منشی بنے۔ لیکن امیر امان اللہ خان کے اعلان خودمختاری پر قونصل خانہ افغانی کا دفتر ٹوٹ گیا۔ آپ کو ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑا۔

بھیرہ آکر سکول ماسٹر بنے محققانہ طبیعت پائی تھی۔ ''تحقیقات واقعاتِ کربلا'' آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ اس میں کربلا میں حضرتِ امام حسینؓ کو پیش آنے والے واقعات کو صحیح طور پر پیش کیا گیا ہے۔ آپ حضرتِ امام حسینؓ کے مداحوں میں سے تھے۔ آپ نے ایک مرثیہ امام بھی لکھا تھا۔ ایک بند یوں ہے:

بن کربل وچ قافلہ لٹیا اک بیکس ونجارے دا
تریں دیہاں دے بھکّے سے سخی حسیں سوہارے دا
عرش فرش وچہ پھر گئے ہو کے آکھن سب ملائک روکے
زین توں گریا زخمی ہو کے کنگرا عرش منارے دا
بن کربل وچہ۔۔۔۔۔۔

واقعات اور عبارت کی سلامت کے ساتھ جذبات میں متانت آپ کی بڑی خوبی تھی۔ کلام میں درد اثر اداسی اور افسردگی پائی جاتی تھی جوان کے مصائب کی تصویر تھی۔ آپ جماعتِ

حاشیہ ۔ حضرت منشی صاحبؓ کا ایک مضمون ریویو آف ریلیجنز قادیان جنوری 1927ء میں شائع ہوا تھا کہ شیعہ مجتہدین نے خود لکھا ہے کہ ائمہ حدیث میں سخت اختلاف ہے۔ کاش امام غائب ظاہر ہوتا کہ اختلافات دور ہوں ورنہ حدیثوں کے تضاد سے تو دین کو نقصان عظیم ہے۔

بھیرہ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ اپنے فرائض کو عمدگی سے انجام دیتے تھے۔ بڑے عالم فاضل تھے اور پنجابی کے پایہ کے شاعر تھے۔ میرے دوست قاضی فضل عظیم صاحب حال راولپنڈی کے استاد تھے امتحان منشی فاضل کی تیاری کروائی جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ آخری عمر میں ان کو نرینہ اولاد عطا ہوئی۔ لڑکے کا نام یحیٰی رکھا گیا مگر وہ چیچک کی وبا میں مبتلا ہوگیا۔ آپ نے ایک دعائیہ نظم لکھ کر چھپوائی۔ ترکیب بند یوں تھا۔

یارب چیچک دور ہٹا　　　نکے وڈے کرو دعا

مگر وہ بچہ جانبر نہ ہو سکا۔ اور آخر داغ مفارقت دے گیا۔ یہ صدمہ آپ کے لئے جانکاہ ثابت ہوا۔ آپ نے بھی بصد حسرتِ جان ۔ جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ عاجز نے انکی وفات پر مرثیہ لکھا تھا۔ یہ چند اشعار ہیں۔

آج ہم میں نہیں ہے بیٹھا کہیں　　خاتم انس و لطف کا وہ نگیں
متقی پاک بازو نیک نہاد　　پیرو احمد مجدّدِ دیں
دارِ فانی سے کر گیا رحلت　　منشی خادم حسین با تمکیں
اس پہ فضلِ عظیم کر مولا　　سن دعا میری تو طفیل امیں

حضرت مولوی دلپذیر صاحبؓ نے بھی حضرتِ منشی صاحب کی وفات پر مرثیہ لکھا تھا۔ شاید وہ ریویو آف ریلیجنز کے پرچہ ماہ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا تھا۔

حضرت میاں غلام محی الدین صاحبؓ

پیدائش ۱۸۶۰ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۴۵ء

آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ بڑے نیک اور متقی انسان تھے مکرم میاں خدا بخش صاحبؓ صحابی اطال عمرہ کے ماموں اور خسر تھے۔ آپ کو فنِ تعمیر میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ اچھے انجینئر تھے۔ نیز سکنی جائیداد مشترکہ کی تقسیم مابین وارثین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کا اسٹیمنٹ صحیح ہوتا تھا۔ حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے شیدائی رہے۔ نیک اور پاکباز انسان تھے۔ ۱۹۳۹ء میں ان کے صاحبزادے میاں محمد شفیع صاحبؓ بی اے بی ٹی گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ کے ہیڈ ماسٹر بنے تھے۔ وہ بھی لائق اور نیک انسان تھے۔ اعلیٰ درجہ کے منتظم تھے۔ آپ کے عہد میں سکول مذکور کے نتائج قابلِ تعریف ہوتے تھے۔ مکرم مولوی عبدالسلام صاحب عمر ابن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بڑے صاحبزادے مکرم ہیڈ ماسٹر موصوف کے زیر تربیت تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مکرم ہیڈ ماسٹر محمد شفیع صاحب مقامی جماعت کے سرگرم رکن تھے۔ مکرم امیر جماعت ملک محمد حسین صاحب محکمہ کے دستِ راست تھے۔ ان کی اجازت سے نمازِ جمعہ ہمیشہ وہی پڑھاتے تھے۔ خطبہ جمعہ نہایت عمدگی سے پڑھتے تھے۔ جو کہ عمدہ مضامین ضروریہ پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپ سب عہدیداران جماعت کی بہت عزت کرتے تھے۔ نوجوانوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ مگر جب ان کا خوبصورت تعلیم یافتہ بھائی فوت ہوا نیز ان کا اکلوتا بیٹا بھی داغ مفارقت دے گیا تو ہیڈ ماسٹر صاحب کا دل ٹوٹ گیا۔ آپ جھنجھلا گئے۔ پھر سخت بیمار ہوگئے۔ اور جلد ہی دائمی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح دنیاوی لحاظ سے ایک لہلہاتا باغ اچانک برباد ہوگیا۔ مکرم میاں غلام محی الدین صاحبؓ کو یہ صدمات دیکھنے پڑے اور وہ بھی جلد ہی فوت ہوگئے۔ محترم ہیڈ ماسٹر کی بیوہ ہجرت کر کے قادیان چلی گئی مگر تبادلہ آبادی پر پھر بھیرہ آگئی۔ بڑی مخلص خاتون ہیں۔ مقامی

لجنہ کی صدر ہیں رمضان شریف میں ربوہ جا کر درس سنتی اور اعتکاف بیٹھتی ہیں۔ان کی بیٹی اس خاندان کی یادگار ہے جو کہ مکرم محبوب الٰہی صاحب ایم ایس سی پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی کی زوجہ ہے ان کا لڑکا مقبول احمد بی ایس سی انجینئرنگ ہے۔

حضرت میاں اسلام احمد صاحبؓ

ولادت ۱۸۵۰ء بیعت ۱۸۹۲ء وفات ۱۹۱۹ء

آپ کا نام اسلام دین تھا۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام احمدؑ تبدیل کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہمسایہ تھے۔آپ کو حضرت سے بڑی عقیدت تھی۔ حضرت بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود کے اعلان بعثت پر آپ نے بیعت کر لی اور ۳۱۳ صحابہ میں شامل ہوئے۔ اکثر قادیان جاتے تھے اور حضور کی مجلس عرفان میں بیٹھ کر فیضیاب ہوتے تھے۔ایک مرتبہ حضور نے تقویٰ اختیار کرنے کی دوستوں کو تاکید فرمائی تو مکرم میاں اسلام احمد صاحبؓ نے عرض کیا حضور! تقویٰ کی تشریح فرما دیں۔حضور نے فرمایا:

دیکھو انسان جب جنگل میں سے گزرتا ہے تو اپنے جسم اور کپڑوں کو جھاڑیوں سے بچا کر گزرتا ہے۔اسی طرح ہر خراب بات سے بچنا تقویٰ ہے۔حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ذکرِ حبیب کے دوران اس واقعہ کا تذکرہ کیا تھا۔

اس کے بارے میں حضور ایک نظم بھی فرماتے ہیں:۔

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو   کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو   اس یار کے لئے رہِ عشرت چھوڑ دو

مکرم میاں اسلام صاحبؓ ادھیڑ عمر میں بصارت کھو بیٹھے تھے۔لیکن آپ کی بصیرت ترقی پذیر تھی۔مسجد نور کے قریب مکان ہونے کی وجہ سے آپ نمازِ تہجد کے لئے بھی مسجد تشریف

لے آتے۔نوافل کے بعد ذکرِ الٰہی کرتے پھر نماز با جماعت اور اسکے بعد پھر ذکر میں مشغول ہو جاتے۔دن نکل آنے پر نمازِ اشراق پڑھنے کے بعد گھر واپس آتے تھے۔گھر میں نیز ملنے کے لئے آنے والے لوگوں کو حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سناتے تھے۔اسی کیفیت سے زندگی کے دن پورے کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں چلے گئے۔ اللھمّ اغفر لہٗ!

آپ کے بڑے صاحبزادے میاں محمد حیات صاحب (ولادت ۱۸۶۹ء) سابق اوورسیر دعا گو بزرگ تھے بعمر تقریباً سو سال اپنے لڑکے کیپٹن محمد اسحٰق راولپنڈی صاحب کے ہاں وفات پائی۔

آپ کے دوسرے فرزند میاں محمد ابراہیم صاحب گورنمنٹ ہائی سکول میں انگلش ٹیچر تھے۔بڑے نیک صوفی منش بزرگ تھے۔احمدیت کے لئے اخلاص رکھتے تھے۔ریٹائر ہونے کے بعد جلد ہی ۱۹۴۸ء میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ و انّا الیہ راجعون۔ انکی چھوٹی لڑکی عاجز کے چھوٹے بھائی ایم شریف احمد صاحب جولائل پور میں الیکٹریکل سپروائزر ہیں سے بیاہی گئی ہے۔میاں اسلام احمد کے تیسرے فرزند مکرم میاں فضل الٰہی صاحب ہیں آپ مسجد نور بھیرہ کے متوّلی اور مقامی جماعت کے سیکرٹری ضیافت ہیں۔ مہمانوں کی تواضع اور احمدیہ ہال و لائبریری زیرِ تعمیر کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔خوش طبع آدمی ہیں جمعہ کے دن مسجد نور میں نمازیوں کے آرام کے لئے موسمِ گرما میں سائبان لگانے کا انتظام کرتے ہیں۔خداوند کریم انکی عمر دراز کرے بڑے مفید وجود ہیں۔

حضرت میاں امام الدین صاحبؓ

ولادت ۱۸۵۵ء بیعت ۱۸۹۳ء وفات ۱۹۱۰ء

آپ مکرم میاں اسلام احمد صاحبؓ موصوف کے حقیقی بھائی تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے مخلص صحابی تھے۔ بطور اوورسیر بلوچستان نیز ضلع کیمبل پور وغیرہ میں مقیم رہے۔ ریٹائر ہو کر آئے تو چند دن کے بعد راہی ملک بقاء ہوئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون! آپ موصی تھے مگر بوجہ غفلتِ ورثا آپ کی نعش قادیان نہ پہنچا سکے۔ آپ بڑے محنتی جفاکش دانا نیک اور پرہیزگار تھے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ تازیست سلسلہ کے ساتھ اخلاص سے منسلک رہیں۔ بڑی دانا خاتون تھیں غرباء کی مددگار ہمسایوں کی غمگسار تھیں۔ بڑی فیض رساں نیک اور پارسا باقاعدہ چندہ دینے والی نیک نمونہ والی معزز خاتون تھیں سادگی ان کا طرہ امتیاز تھا۔ ان کا مکان بڑا کارآمد تھا۔ جماعت کے کئی بزرگ جن کا اپنا مکان نہ تھا بسلسلہ ملازمت بھیرہ میں آئے تھے۔ مثلاً مکرم حاجی محمد فاضل صاحب صحابی ربوہ کے والد بزرگوار جو یہاں سکول ماسٹر تھے اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب احمد آبادی اور ان کے بیوی بچے کافی عرصہ سے اس مکان میں رہتے تھے۔ ہمارا مکان اسی کے ساتھ ہے۔ یہ نیک خاتون کرم بھری اسمِ بامسمّٰی تھیں۔ میرے والدین پر بہت مہربان تھیں نیک مشورے دیتی تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں فوت ہوئیں۔ آخری دم تک نماز اور چندہ سے غافل نہ ہوئیں۔ ایسے مبارک وجود بہت کم ہوتے ہیں۔ ان کے فرزند میاں عبدالرحمٰن صاحب انجینئر نے جو ۱۹۱۳ء میں لاہور میں اوورسیر مقرر ہوئے تھے اور احمدیہ بلڈنگ میں رہائش اختیار کی۔ اسی ماحول میں انجمن اشاعتِ اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ مگر آپ متعصب نہیں۔ گاہے بگاہے جلسہ سالانہ پر ربوہ بھی تشریف لاتے ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ مکرم میاں خدا بخش صاحب صحابی کی دخترِ نیک اختر ہیں ان کی خلافت سے بیعت ہے مکرم میاں ۔۔۔۔ عبدالرحمٰن صاحب میرے محسن ہیں۔ خلیفۃ المسیح الاول کے مطب والی جائیداد آپ نے خرید لی تھی۔ آپ کے فرزند بھی اکثر انجینئر ہیں۔ بڑے لڑکے میاں عبدالقدوس صاحب بی ایس سی انجینئرنگ کی شادی حافظ محمد اسحٰق صاحب ؓ صحابی از فہرست ۳۱۳ کی پوتی سے ہوئی ہے۔ آجکل یہ سارا خاندان مسلم ٹاؤن لاہور میں آباد ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آسودہ زندگی گزار رہے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب ؓ

ولادت ۱۸۶۶ء بیعت ۱۸۹۴ء وفات ۱۹۴۰ء

آپ حضرتِ مولوی خان ملک صاحب ؓ مصنف قانونچہ کھیوالی کے فرزند تھے۔ مخدوم فیملی بھیرہ کے اتالیق بن کر بھیرہ میں مقیم رہے۔ زندگی کا زیادہ عرصہ یہیں گزارا۔ حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ زاہد عابد اور درویش صفت بزرگ تھے۔ علم کے دریا تھے۔ نوجوان مردوں عورتوں سب کو دینی تعلیم دیتے تھے قرآن کریم حدیث اور فقہ کا درس بھی دیتے تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ میرے والد کے خاص تعلق والوں میں سے تھے۔ آخری عمر میں آپ قادیان چلے گئے فوت ہو کر وہیں سپردِ خاک ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے مکرم حافظ مبارک احمد صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان بڑے فاضل شخص ہیں۔ آپ حضرتِ حافظ روشن علی ؓ کے داماد ہیں۔ پارٹیشن کے بعد بھیرہ تشریف لائے۔ پھر ہائی سکول بھلوال میں عربک ٹیچر مقرر ہوئے۔ ساتھ ہی چک نمبر ۶ پنیار کی جماعت کی تربیت بھی فرماتے رہے تھے۔ کچھ عرصہ ربوہ میں مکان تعمیر کروا کر رہنے لگے۔ ان کے ایک عزیز حکیم غلام عباس صاحب (ولادت ۱۹۱۲ء) بھیرہ میں مطب کرتے ہیں۔ صوفی منش اور عابد زاہد ہیں۔ جماعت سے اخلاص رکھتے ہیں۔

عاجز کے قیام موضع سالم کے ایام میں ایک نیک کردار ٹیچر میاں سراج دین صاحب ساکن ہریہ (ولادت ۱۹۰۸ء) ہمارے سکول میں تبدیل ہو کر آئے۔ وہ وفاتِ مسیح کے قائل تھے۔ مگر

۱۹۳۸ء میں مکرم حافظ صاحب تعطیلات موسم گرما برائے تبلیغ وقف کر کے میرے پاس موضع سالم میں آئے تھے۔ وہاں ایک نمبردار کا نوجوان لڑکا میرے زیرِ تبلیغ تھا۔ مکرم حافظ صاحب نے بھی اسے تبلیغ کی وہ بڑے مولوی صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے عوام کو اکسایا۔ وہ مجھ پر حملہ آور ہونے کو آ رہے تھے کہ اتفاقاً اس دن تحصیلدار صاحب بھلوال وہاں موجود تھے۔ انکو علم ہوا تو انہوں نے وعدہ کیا مرزائی ماسٹر (یہ عاجز) اور مرزائی پٹواری کو تبدیل کروا دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو لکھا۔ ہمارے محکمہ کے سربراہوں نے ہم سے جواب طلب کئے ہم بے قصور تھے۔ آخر مثل داخل دفتر ہوئی۔

مسیح موعود کو قبول کرنے میں ان کو تامل تھا۔ میرے ساتھ ان کی اکثر گفتگو رہتی تھی۔ وہ حق کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ مولانا مودودی کے پاس پٹھان کوٹ گئے۔ مگر وہ ان کی تسلی نہ کر سکے پھر انہوں نے حضرت سیٹھ عبداللہ الہٰ دین صاحب (سکندر آباد) کے چیلنج کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر جا کر حلف اٹھانے کو کہا۔ مگر وہ آمادہ نہ ہوئے۔ اب ان پر صداقتِ احمدیت واضح ہوگئی تھی۔ مگر فریقِ لاہور قادیان کا وقوعہ ابھی باقی تھا۔ وہ لاہور احمدیہ بلڈنگس بھی گئے۔ اور قادیان بھی گئے۔ آخر ۱۹۴۶ء میں جبکہ خاکسار لاہور میں بی ٹی کلاس میں پڑھتا تھا۔ میرے پاس تشریف لائے۔ وہ مولوی محمد علی صاحب (امیر غیر مبائعین) سے تو مایوس ہو چکے تھے۔ مگر مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری سے ملاقات باقی تھی ہم دونوں مل کر ان کے پاس بھی گئے۔ مگر وہ تشفی نہ کر سکے۔ پھر ہم مسجد احمدیہ لاہور بیرون دہلی گیٹ گئے۔ وہاں مبلغ سلسلہ نے انکی کافی تشفی کی ان کے تعاقب میں ایک پیغامی دوست بھی آئے وہ داڑھی منڈاتے ادھیڑ عمر کے آدمی تھے۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد وہ گھبرا کر چلے گئے سراج الدین صاحب کا میلان اب جماعت قادیان کی طرف ہوگیا ایک بات نے ان پر خاص اثر کیا۔ قادیان میں نماز تہجد ادا کرنے والے بزرگ انہوں نے بکثرت دیکھے مگر احمدیہ بلڈنگس میں انھوں نے صرف ایک آدمی دیکھا تھا اس کے علاوہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی محمدؐ علی صاحب (لاہور) ایک نہر کے کنارے ۔۔۔ جو نماز میں مصروف ہیں یوں تو قبلہ رخ تھے مگر گردن

حاشیہ ۔ موضع سالم میں میرے نام اخبار الفضل آتا تھا۔ سراج الدین صاحب بڑے شوق سے مجھ سے بھی پہلے مطالعہ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا مضمون تمباکو نوشی کے خلاف شائع ہوا وہ خود کچھ عرصہ پہلے اس عادت کو ترک کر چکے تھے۔ مضمون مذکور پڑھ کر مجھے کہنے لگے اگر تم یہ مضمون پڑھ کر بھی تمباکو نوشی ترک نہ کردو تو تمہارے اور ہمارے ایمانوں میں کیا فرق ہے۔ یہ بات تیر کی طرح میرے کلیجے میں لگی۔ میں نے بے ساختہ کہا اسی وقت سے میں اس عادتِ بد کو (جس کا میں بدقسمتی سے ان دنوں شکار تھا) ترک کرتا ہوں۔ اس کے بعد اگرچہ دو ہفتوں تک مجھے سخت تکلیف رہی مگر میں نے اس عادتِ بد سے نجات پائی۔ جس کے لئے میں سراج الدین صاحب کا شکر گزار ہوں۔ اگر میں اسی طرح تمباکو پیتا رہتا تو ہزاروں روپے اس فضول کام میں خرچ کر چکا ہوتا۔ اور شاید صحت بھی برباد ہوتی۔ نیز مجلس بھی خراب ہوتی۔

ایک طرف موڑ رکھی تھی۔ بیدار ہونے پر سراج الدین صاحب موصوف کو تفہیم ہوتی ہے کہ احمدیت حق پر ہے مگر فریقِ لاہور نے راہِ راست سے تھوڑا سا منہ موڑ لیا ہے۔ لہٰذا ان کو یقین ہو گیا کہ جماعت قادیان ہی احمدیت کی حقیقت پر قائم ہے۔ پس انہوں نے بیعتِ خلافت کر لی ۔

خوب پرکھا ہے خوب جان لیا تب مسیح الزماں کو مان لیا

مکرم سراج الدین کے لڑکے بھی جو کہ گریجوایٹ ہیں بفضلِ خدا احمدی ہیں۔ اور وہ مکرم ماسٹر امام علی صاحب ربوہ کے داماد ہیں۔

حضرت خان صاحب سیّد غلام حسین شاہؓ

ولادت ۱۸۷۵ء بیعت ۱۸۹۴ء وفات ۱۹۵۳ء

آپ حضرت قاضی سیّد امیر حسین شاہ صاحبؓ کے برخوردار تھے۔ میرے والد بزرگوار کے کلاس فیلو تھے۔ آپ نے بطورِ وٹنری ڈاکٹر ملازمت شروع کی اور ڈپٹی کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ جب وٹنری کالج لاہور میں زیرِ تعلیم تھے تو امتحان کے قریب بیمار ہو گئے۔ تیاری امتحان اچھی طرح نہ کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کی حضور کی توجہ سے ایسا اتفاق ہوا کہ رات کو شاہ صاحب جو پڑھتے تھے۔ دوسرے دن پرچہ میں پوچھا جاتا تھا۔ اس لئے آپ آسانی سے پاس ہو گئے اور ملازمت میں بھی بڑی ترقی پائی۔ بعد ریٹائرمنٹ قادیان میں سکونت پذیر ہوئے۔ تبادلہ آبادی پر بھلوال آکر آباد ہوئے۔ آپ بڑے مخلص بزرگ صحابی تھے۔ ۱۹۵۰ء میں جماعت بھلوال کے پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں امراء نے بھلوال میں ایک جلسہ منعقد کیا عطاء اللہ صاحب بخاری بھی آئے میں نے انکی تقریر بھی سنی تھی انہوں نے کہا تھا کہ مرزائی پاکستان کو مٹانے کے درپے ہیں مرزا محمود احمد نے الفضل میں شائع کروا دیا ہے کہ ہم اندرونِ پاکستان خانہ جنگی کروا دیں گے اور ہندوستان کو کہا ہے کہ وہ

باہر سے حملہ کرے ایک مہاجر دوست نے کہا کہ حوالہ دکھائیں ۔شاہ صاحب بولے اخبار تو میری جیب میں ہے مگر حکومت مرزا محمود احمد کو عدالت میں مجرم کی حیثیت سے پیش کرے گی اس وقت دکھاؤں گا ۔شاہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ میرزا غلام احمد صاحب نے خود تحفہ قیصریہ میں لکھا ہے کہ ''احمدیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے'' تقریر سن کر میں نے سید غلام حسین شاہ صاحبؓ کو رپورٹ سنائی ان کے پاس اتفاق سے تحفہ قیصریہ میز پر رکھی تھی کتاب اٹھا کر فرمانے لگے میں ابھی عطاء اللہ بخاری سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ الفاظ اس کتاب میں دکھادے میں بھی ہمراہ گیا۔عطاء اللہ صاحب اپنی قیام گاہ سے چل کر واپسی کے لئے اڈہ پر چلے گئے تھے ۔ہم بھی وہیں پہنچے وہ بس میں سوار تھے شاہ صاحبؓ نے عطاء اللہ صاحب سے کہا کہ دیکھو میں بھی بخاری سید ہوں اور احمدی ہوں آپ ''احمدیت انگریز کا خود کاشتہ پودا'' اس کتاب سے دکھادیں تو ہم احمدیت کو چھوڑ دیں عطاء اللہ شاہ صاحب اٹھ کر ان سے لپٹ گئے اور کہا ''تم میرے بخاری سید بھائی ہو وہ باتیں سٹیج کی تھیں''میں حیران رہ گیا اتنے مشہور ''امیر شریعت'' بھی بہتان طرازی اور فریب دہی سے نہیں چوکتے ۔سید غلام حسین شاہ صاحبؓ نے ۱۹۵۳ء میں وفات پائی بڑے نیک خصال تھے ۔ آپ کے فرزندِ ارجمند **سید ظہور احمد شاہ صاحب** ولادت ۱۹۰۵ء ڈرنری کالج میں پروفیسر رہے ہیں دین کے خادم ہیں ریٹائرمنٹ پر جزائر فجی میں مبلغ اسلام کے طور پر عمدہ کارکردگی کے بعد ربوہ تشریف لائے ہیں ۔اللہ کریم انہیں برکت دے۔ان کے بھائی مکرم سید ممتاز احمد صاحب ملٹری میں کمانڈر رہے ہیں وہ بھی بہت مخلص احمدی ہیں ۔اللہ تعالیٰ سب کو خوش وخرم رکھے آمین!

حضرت میاں احمد صاحب جنجوعہ رضی اللہ عنہ

ولادت ۱۸۷۳ء بیعت ۱۸۹۴ء وفات ۱۹۳۲ء

آپ حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے مخلص صحابی تھے بڑے زاہد و عابد تھے بھیرہ کی جماعت

احمدیہ کے جنرل سیکرٹری تھے ۔آپ کو تبلیغ کی لگن رہتی تھی ۔چنانچہ آپکی دوکان (عطاری) پر بعد نمازِ عصر تبادلہ خیالات کی محفل گرم ہوتی تھی ۔ بہت سے لوگوں کو آپ نے پیغامِ حق پہنچایا ۔آپ نڈر قسم کے مومن تھے ۔ایک مرتبہ نادر حسین شاہ تحصیلدار بھیرہ کی ملاقات کیلئے انکے بھائی ڈاکٹر محمد حسین شاہ جو اہل پیغام سے تعلق رکھتے تھے تشریف لائے انہوں نے سابقہ واقفیت کی وجہ سے میاں احمد صاحب موصوف کو بلا بھیجا وہاں کئی ایک سرکاری افسر اور معززین کی موجودگی میں محمد حسین شاہ صاحب نے سوال اٹھایا کہ قادیانی احمدی دوسرے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں ان کا خیال تھا کہ میاں صاحب موصوف افسران کے رعب کی وجہ سے لجاجت اختیار کریں گے مگر اس مردِ مومن نے کہا ہم اس شخص کو کافر سمجھتے ہیں جو ہمیں کافر سمجھتا ہے یہ جواب سن کر شاہ صاحب کھسیانے ہو گئے ۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی ۔ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ کے بڑے صاحبزادے **مکرم ماسٹر نور الٰہی صاحب** (ولادت ۱۸۹۸ء) ایک لمبا عرصہ ٹی آئی ہائی سکول میں ڈرائنگ ماسٹر رہے ۔ساری عمر خدمتِ سلسلہ میں بسر کی ان کے صاحبزادے مکرم احسان الٰہی صاحب (ولادت ۱۹۲۴ء) ایڈووکیٹ چنیوٹ بھی سلسلہ کے مخلص خادم ہیں ۔آپ کے چھوٹے بھائی برکات احمد صاحب ایم ایس سی ڈاکٹر کی ڈگری کے لئے کینیڈا گئے ہیں ماسٹر نور الٰہی کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر نور الدین صاحب بدوملہی میں طبابت کرتے ہیں اور مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں چھوٹے بھائی ماسٹر عبداللہ صاحب سرگودھا کے قریب چک میں ریٹائرڈ ٹیچر ہیں ۔ جمعہ کی نماز پڑھنے بارہ میل کا سفر کر کے گرمیوں میں بھی سائیکل پر سرگودھا آتے اور واپس جاتے ہیں ۔ان کی یہ قربانی بہت بڑی ہے ۔مکرم میاں احمد صاحبؓ کے خاندان کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دستار مبارک ہے ۔

حضرت میاں محمد صاحبؓ

ولادت ۱۸۷۰ء بیعت ۱۸۹۴ء وفات ۱۹۲۴ء

آپؓ حضرت میاں احمد صاحبؓ کے بھائی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بڑے نیک اور پارسا تھے۔ شہ زور پہلوان تھے عیدالاضحیٰ پر بہت مضبوط بکرا قربانی کرتے تھے۔ سلسلہ کی مالی خدمت کرتے تھے۔ آپ موصی تھے۔ ان کی فوتیدگی پر ان کی لاش بھیرہ سے قادیان لے جائی گئی اور آپ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ ان کے فرزند ارجمند فضل الٰہی صاحب مقبول الٰہی صاحب ایم۔اے کے والد ہیں۔ (ولادت ۱۸۹۶ء بیعت پیدائشی) آپ مخلص احمدی ہیں چندہ باقاعدہ دیتے ہیں نماز اور دعا میں مصروف رہتے ہیں اخبار الفضل کا مطالعہ بہت شوق سے کرتے ہیں۔ غیر ممالک میں احمدیت کی ترقی کے کوائف معلوم کر کے بہت خوشی محسوس کرتے ہیں۔ تبلیغ کرتے ہیں نڈر اور حاضر جواب ہیں۔

حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۰ء بیعت ۱۸۹۶ء وفات ۱۹۲۷ء

آپ ایک خدا رسیدہ صوفی بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابہ میں سے تھے۔ حضور آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔ ان کے صاحبزادے قریشی عبدالرحمٰن صاحب (ولادت ۱۹۰۰ء) کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ اپنا ایک عصاء حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ہاتھ آپ کے لئے بھیجا تھا۔ جو ان کے گھر میں موجود ہے۔ حضرت قریشی صاحبؓ کشف والے بزرگ تھے۔ محترم میاں خدا بخش صاحبؓ صحابی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ سے ملاقات کے لئے آپ کے مکان پر عام راستہ کی بجائے ایک کام کی وجہ سے گلیوں سے

گزر کر پہنچے۔ جب دستک دی تو حضرت قریشی صاحبؓ نے اندر سے ہی بغیر انہیں دیکھے کہا ''خدا بخش تو آج گلیوں میں سے گھوم کر آیا ہے''۔ آپ کا مکان کشمیری دروازہ بھیرہ کے قریب ہے۔ آپ نماز جمعہ کے لئے مسجد نور میں تشریف لاتے تھے۔ جو شہر کے درمیان میں واقعہ ہے اور عیدین کی نماز کے لئے مسجد فضل جو کہ شہر کے دوسرے سرے پر ہے تشریف لاتے تھے۔ مکرم میاں فضل الٰہی صاحب ولد اسلام احمد صاحبؓ صحابی کا بیان ہے کہ حضرت قریشی صاحبؓ کو بازار میں سے گزر کر مسجدوں میں آنا پڑتا تھا۔ جہاں ہندوؤں وغیرہ کی دوکانیں تھیں۔ آپ منہ ڈھانک کر جلدی جلدی گزر جاتے تھے ان سے وجہ پوچھی گئی تو کافی تامل کے بعد فرمایا کہ بعض غیر مسلم ان کو مختلف جانوروں کی شکل میں نظر آتے ہیں لہٰذا بوجہ کراہت نظر بچا کر جلدی جلدی گزر جاتا ہوں حضرت قریشی صاحبؓ کو کئی لوگ نذرانہ پیش کرتے تھے مگر آپ رشوت خور افسروں اور سود خور مہاجنوں سے نذرانہ بالکل نہ لیتے تھے آپ سالانہ جلسہ پر قادیان تشریف لے جاتے تھے۔

میرے والد مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ روزانہ فرصت نکال کر آپ کے پاس جاتے تھے۔ اور تحفۃً کھانڈ یا مصری لے جاتے تھے۔ جو کہ حضرت قریشی صاحبؓ کو بہت مرغوب تھی۔ والد صاحب جماعت کے محصل بھی مقرر تھے۔ اس لئے قریشی صاحبؓ انہی کو باقاعدہ چندہ دیتے تھے۔ والد صاحبؓ بزرگوار کی وفات (۱۹۲۴ء) کے بعد برادرم عطاالرحمٰن صاحب سیکرٹری مال بنے۔ قریشی صاحب نے ان کو تاکید کر رکھی تھی کہ ماہ بماہ آ کر چندہ لے جایا کرو۔ بھائی صاحب کا بیان ہے کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ میں چندہ لینے گیا تو آپ کے پاس پیسے نہ ہوتے تھے۔ مجھے فرماتے تھے بیٹھ جاؤ ابھی دیتے ہیں چنانچہ جلد ہی کوئی نہ کوئی شخص نذرانہ لے کر آتا اس میں سے آپ چندہ ادا کر دیتے۔ قریشی عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ انکے والد حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ کو بوقتِ ضرورت ہمیشہ کسی نہ کسی طرف سے رقم آجایا کرتی تھی۔ آپ

کی ضرورت کبھی نہ رکتی تھی۔

محترم ملک صاحب خان صاحب نون ۔ ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر حضرت قریشی صاحبؓ کے بڑے معتقد تھے بعد میں وہ احمدی ہو گئے تھے۔

حاشیہ ۱۹۴۷ء میں عاجز ہائی سکول ہڈالی ضلع سرگودھا میں انگلش ٹیچر مقرر تھا کہ محترم ملک صاحب خان صاحب نون اپنے بعض رشتہ داروں سے ملنے کے لئے ہڈالی تشریف لائے۔ مجھے معلوم ہوا تو مکرم محمد افضل صاحب اسٹیشن ماسٹر اور ملک نصراللہ خان ٹیچر کو ہمراہ لے کر ان کی ملاقات کو گیا۔ میں نے ملک صاحب سے عرض کیا کہ اپنا قبولِ احمدیت کا واقعہ سنائیں۔ ملک صاحب نے فرمایا کہ میں گورداسپور میں نائب تحصیلدار کی ٹریننگ لینے گیا تھا۔ وہاں ایک رات خواب میں دیکھا حضرت نبی کریم ﷺ کا دربار لگا ہے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضور نے ایک سبز پوش بزرگ سے فرمایا کہ اذان کہیں جسے نہایت خوش الحانی سے کہا گیا۔ میں بیدار ہو گیا۔ مجھے روحانی خوشی ہوئی کہ حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس خواب کا ذکر میں نے ایک شریف مسلمان کے گھر پر بیٹھے کیا۔ وہ اُٹھ کر دوسرے کمرے سے ایک تصویر لائے اور مجھے دکھا کر کہا اس شکل کا کوئی انسان اس مجلس میں تھا۔ میں نے تصویر دیکھ کر کہا یہی صاحب اذان دینے والے تھے۔ اس پر اس اہلمد نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی موعود ہیں اور میں ان کا مرید ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انکو اشاعتِ اسلام کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے تسلیم کیا اور بیعت کا خط لکھ دیا۔ یہ خلافت اولیٰ کا دور تھا۔ مکرم قریشی صاحب کی طرف سے بھی ملک صاحب کو تبلیغ احمدیت پہنچی ہوئی تھی۔ آپ بھیرہ کے مضافات کے ہی رہنے والے تھے۔ تعلیم بھی بھیرہ میں ہی پائی تھی۔ ملک صاحب کے ہاں اولاد نہ تھی۔ ساٹھ سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعا سے ان کے ہاں احمد خانصاحب پیدا ہوئے۔ ملک صاحب خانصاحب نے ربوہ میں کوٹھی تعمیر کی اور بچے کی تعلیم کا انتظام کیا ملک صاحب نے ۱۹۶۹ء میں وفات پائی۔ مسجد محمود ربوہ کی تعمیر میں ملک صاحب کا خاص حصہ ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء!

حضرت شیخ محمدؐ شفیع صاحبؓ

پیدائش ۱۸۷۶ء بیعت ۱۸۹۶ء وفات ۱۹۲۵ء

آپ محلہ شیش محل بھیرہ کے قانونگو خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار شیخ محمد بخش صاحب بھیرہ کے نمبرداروں میں سے تھے ۱۸۹۴ء میں نشان کسوف خسوف کے ظاہر ہونے پر شیخ صاحب نے اپنے والد صاحب سے عرض کیا کہ امام مہدی کے ظہور کے نشان پورے ہو رہے ہیں اس لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مدعی مہدیت یقیناً راستی پر ہیں لہٰذا انکی بیعت کر لینی چاہئے۔ ان کے والد صاحب نے فرمایا ہاں درست ہے ہمارے شہر کے عالم باعمل حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ نے بھی ان کی بیعت کی ہے۔ لہٰذا میری طرف سے اجازت ہے۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اصالتاً جا کر قادیان میں بیعت کی اور صحابی بننے کا شرف حاصل کیا۔ آپ بڑے نیک اور پاکباز تھے۔ محکمہ نہر میں ضلعدار تھے۔ لیکن رشوت ہرگز نہ لیتے تھے۔ نماز کے بڑے پابند تھے۔ ایک دن جمعہ کی نماز کے موقعہ پر مہتمم صاحب نہر نے جو کہ ہندو تھا کسی کام سے بلا بھیجا۔ مگر آپ نے جواباً کہلا بھیجا کہ جمعہ کی نماز کا وقت ہے لہٰذا نہیں آسکتا۔ مہتمم صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ انگریز سپرنٹنڈنگ انجینئر سے شکایت کر دی کہ حکم عدولی کا مرتکب ہوا ہے۔ مگر آپ نے انگریز افسر کے سامنے صاف صاف کہہ دیا کہ جمعہ کی نماز کے وقت رکاوٹ مذہب میں دخل اندازی ہے۔ اس پر انگریز افسر نہ صرف اس سے باز پرس نہ کی بلکہ نماز جمعہ کے لئے محکمہ سے ایک گھنٹہ کی چھٹی منظور کرا دی تا کہ مسلمان ملازمینِ سرکار اطمینان سے جمعہ کی نماز ادا کر سکیں۔ حضرت شیخ صاحبؓ کو میلکم ہیلی صاحب جوان دنوں ضلع کے ڈپٹی کمشنر تھے چند مربع جات اراضی الاٹ کی تھی۔ مگر آپ نے اس امر کو جائز نہ سمجھا اور لینے سے انکار کر دیا۔ آپ خداوند کریم پر توکل رکھتے تھے۔ کسی ناجائز ذریعہ سے کچھ حاصل کرنے کو تیار نہ تھے۔ اللہ کی رضا پر راضی رہتے تھے۔ ایک

دفعہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کسی افسر مجاز نے ان کو معطل کر دیا مگر آپ نے ذرا بھر گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ فرمایا میں بالکل بے قصور ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحال کر دیا جاؤں گا۔ چنانچہ واقعی خود بخود آپ کو بحال کر دیا گیا۔ مجسٹریٹ نے آپ کو غلط شکایت کرنے والوں کے خلاف دعویٰ دائر کرنے کو کہا مگر آپ نے درگزر کیا۔ آپ جانوروں پر بھی رحم فرماتے تھے۔ دودھ دوہتے تو نصف بھینس کے بچے کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ آپ اکثر قادیان جاتے تھے بٹالہ سے قادیان تک ایک دفعہ رات کے وقت پیدل سفر کیا تا کہ مرکز کے مقدس مقامات کی برکات سے زیادہ سے زیادہ وقت متمتع ہوں۔ خلافت اولیٰ و ثانیہ کی بیعت بھی کی تھی۔ افسوس آپ کی زندگی مختصر تھی۔ آپ ۱۹۲۵ء میں فوت ہو گئے۔ اس وقت آپ کے دونوں بیٹے محمد رفیع صاحب اور محمد اکرم صاحب قادیان ٹی آئی ہائی سکول میں زیرِ تعلیم تھے۔ اوّل الذکر نے بی اے ایل ایل بی کیا اور مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کے سیکرٹری مقرر ہوئے مقامی جماعت کے سرگرم رکن تھے۔ بڑے مخلص اور بااخلاق آدمی تھے۔ مہمان نواز اور فراخ دل آدمی تھے۔ آپ بھی جلد ہی یعنی ۱۹۶۵ء میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ کے خاص دوست قریشی غلام احمد صاحب کا بیان ہے کہ شیخ صاحب بڑے روادار تھے۔ مکرم شیخ منور احمد صاحب وکیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منڈی بہاؤالدین (گجرات) کا بیان ہے کہ شیخ محمد رفیع صاحب لاء کالج میں انکے ہم جماعت تھے۔ انہی کے اخلاق فاضلہ نے محترم منور احمد صاحب کو احمدیت کی طرف مائل کیا تھا۔ شیخ محمد رفیع صاحب کو جماعت بھیرہ کے احباب سے بڑا انس تھا۔ وہ ہمارے محبّ تھے اور ہمیں اسکی قدر ہے۔ اللھم اغفر لہ۔ آپ کے دوسرے بھائی مکرم جناب شیخ محمد اکرم صاحب بی اے بھی مخلص ہیں۔ لاہور محکمہ نہر میں ملازم ہیں۔ انکے لڑکے بھی سلسلہ کے فدائی ہیں۔ اللہ کریم سب کا حافظ و ناصر ہو آمین!

حضرت میاں الہٰ دین صاحبؓ

ولادت ۱۸۵۲ء بیعت ۱۸۹۸ء وفات ۱۹۰۵ء

میرے دادا بزرگوار تھے۔ آپ مولوی نورالدین صاحبؓ کے ہم مشرب اور معتقد تھے۔ حضور کے مکان کے قریب ہی مکان تھا۔ اس لئے آپ کے خاندان سے گہرے تعلقات تھے۔ میرے والد بزرگوار کو حضرت مولوی صاحبؓ کی حقیقی بھتیجی کا رضائی بھائی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ پھر حضور کی اسی بھتیجی کی لڑکی میرے بھائی حبیب الرحمٰن صاحب کی رضائی بہن بنی تھی دادا جان تہجد گزار عابد اور زاہد انسان تھے۔ ان کے زہد کا ایک واقعہ مشہور ہے۔ ایک دفعہ موسم سرما میں بوجہ شدت سردی انہوں نے نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہوئے طبیعت میں کسل محسوس کیا تو رضائی سمیت اپنے تئیں فرش پر گرا دیا اور یہ کہتے ہوئے اٹھے الہٰ دین اب وضو کر کے نماز پڑھے گا کہ نہیں آپ اہل حدیث خیال کے آدمی تھے۔

حضرت الحاج میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ

ولادت ۱۸۷۴ء بیعت ۱۸۹۸ء وفات ۱۹۲۴ء

میرے والد بزرگوار تھے۔ ان کے طالبِ علمی کے زمانے میں سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ مسلمان ہو کر بھیرہ میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی زیرِ تربیت آئے تھے۔ ہر دو عبدالرحمٰنؓ گہرے دوست بن گئے اور یہ دوستی تا زیست رہی۔ والد صاحبؓ بزرگوار کو احمدیت قبول کرنے میں تامل تھا کیونکہ ہمارے دادا صاحب کو اختلاف تھا لیکن ایک مرتبہ آپ سرکاری تعمیرات کے سلسلہ میں منڈی بہاؤالدین کے نواحی علاقہ میں گئے۔ جہاں ۱۹۶۷ء میں میرا لڑکا احمد سعید اختر (جس کی شادی ہمشیرہ مکرم امجد صاحب انجینئر ولد ڈاکٹر محمد انور صاحب جڑانوالہ سے ہوئی

ہے) بھی اودور سیر رہا ہے۔ وہاں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر پڑھنے کا موقعہ ملا۔ شرح صدر ہونے پر آپ وہیں سے قادیان چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل ہو گئے۔ قادیان سے ہی اپنے والد بزرگوار کو تبلیغی خط لکھا اس پر انہیں بہت صدمہ ہوا۔ اور وہ کہنے لگے افسوس میرا تعلیم یافتہ خوبصورت خوب سیرت شادی شدہ بیٹا (نعوذ باللہ) ہلاکت کے گڑھے میں گر گیا۔ دادا صاحب اپنی دانست میں حدیث کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ امام مہدی علیہ السلام جب ظاہر ہوں گے تو عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے۔ وہ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے پھر دونوں مل کر بذریعہ تلوار دنیا میں اسلام کو غالب کریں گے۔ مکرم دادا صاحب نے ارادہ کیا کہ قادیان جا کر حضرت میرزا صاحب کے سامنے **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما کم منکم** پیش کریں گے کہ مسیح کی حیات ثابت ہے۔ اور وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ چنانچہ وہ قادیان پہنچے۔ جونہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی ان کے دل میں ایک خاص اثر ہوا حضورؑ نے نماز کے بعد دوستوں کے درمیان بیٹھ کر ایک تقریر فرمائی جس میں عموماً یہ ذکر تھا کہ قرآن مجید (سورہ جمعہ) میں امام مہدیؑ کو خود محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ قرار دیا گیا ہے۔ مسیح موعود بھی وہی ہے۔ حدیث "لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی"۔

چوں مراکارازۓ قوم مسیحی دادہ اند! مصلحت را ابن مریم نام من تینہادہ اند

ورنہ عیسیٰ علیہ السلام تو محض بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ انکے آنے سے تو خاتم النبیین کی مہر ٹوٹتی ہے۔ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتا ہے۔ ان کا اصالتاً آنا ناممکن ہے۔ یہ سنکر مکرم دادا صاحب کے اعتراضات کی عمارت ریت کے ٹیلے کی طرح گر گئی۔ دل صاف ہو گیا اور حضور علیہ السلام کی دستی بیعت کر کے صحابہ میں داخل ہوئے۔ پھر باپ بیٹا حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے پاس چند دن رہ کر خوشی خوشی واپس بھیرہ آئے اور سارے خاندان کی طرف سے بیعت کے خطوط لکھوائے۔ والد صاحب کے دو بھائی حاجی فضل الٰہی صاحب و نور الٰہی صاحب عالم شباب میں تھے۔ حضرت والد صاحب کے ذریعہ انکے ہم زلف نیک محمد صاحب اور

ہمارے ماموں نور محمد صاحب بھی احمدی ہوئے تھے۔ اور بھی بہت سے لوگوں کو تبلیغ کرتے رہے۔ آپ غیر مسلم لوگوں کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔ چناچہ آپ نے ایک تبلیغی اشتہار[1] بھی شائع کروادیا تھا۔ آپ مقامی جماعت احمدیہ کے سرگرم رکن تھے۔ جلسہ سالانہ پر قادیان جاتے تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے ہاں قیام کرتے تھے۔ مجھے خواب کی طرح یاد ہے

حاشیہ

[1] اشتہار کا عنوان تھا" آریوں کا خدا۔ عیسائیوں کا خدا اور مسلمانوں کا خدا" خلاصہ یہ ہے۔

میں اس اشتہار کو مولا کریم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جو زمین اور آسمان کو اور مافیہا کو بغیر کسی امداد کے پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے کان نہیں مگر کیڑے کے پاؤں کی آواز بھی سنتا ہے۔ آنکھیں نہیں مگر ظاہر و چھپی سب چیزوں کو دیکھتا ہے۔ (۱) وہ رب ہے ذرہ سے لے کر بڑی چیز کا پالنے والا (۲) رحمٰن ہے بے شمار چیزیں اس نے بن مانگے دی ہیں۔ (۳) رحیم ہے سچی توبہ سے گناہ معاف کر دیتا ہے اور محنت کا پھل ضرور دیتا ہے۔ (۴) مالک ہے جزا سزا کا پورا اختیار رکھتا ہے کوئی اس پر نگران نہیں وہ واحد لاشریک ہے۔ مادہ اور روح کا محتاج نہیں۔ وہ گونگا نہیں کہ دید کے زمانہ کے بعد خاموش ہو بلکہ اسلام کا خدا ہر زمانہ میں بذریعہ الہام اپنے بندوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس زمانہ میں لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو خدا بنالیا ہے۔ لہٰذا غیرتِ خداوندی نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی موعود بنا کر مبعوث کیا۔ آپ کے لئے آسمان پر کسوف وخسوف ماہِ رمضان ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہوئے جیسا کہ دارقطنی میں پیشگوئی ہوئی تھی۔ زمین نے طاعون کے ذریعہ گواہی دی مطابق پیشگوئی مشکوۃ شریف۔ کیا اب بھی خدائے قادر کے بولنے میں کچھ شک باقی ہے۔ جبکہ اس زمانہ کے مامور کے ذریعے خداوند کریم کے الہام کے مطابق حضرت نبی کریم ﷺ کا گستاخ دشمن لیکھرام غیبی چھری سے ہلاک ہوا۔ نیز اسلام کا شدید دشمن ڈوئی (امریکہ) آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا۔ حضرت مرزا صاحب پر مخالفین نے خوفناک مقدمات بنائے مگر ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ نے آپکو کامیابی کی خوشخبری دی جو ہمیشہ پوری ہوئی۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے!
جس کام کو کہے کہ کروں گا میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

یہ مسلمانوں کا خدا ہے لیکن آریہ صاحبان کا خدا دیکھئے اس کا غمہ تمتا ہی نہیں۔ نہ ہی اس سے کوئی امید ترقی کی ہوسکتی

کہ ۱۹۱۲ء یا ۱۹۱۱ء کے جلسہ سالانہ پر ہمارا سارا کنبہ قادیان گیا تھا۔اور حضور کے ہاں قیام کیا تھا۔ مجھے حضور کی زیارت بھی ہوئی تھی۔ پھر جب ہم قادیان جاتے تھے تو حضرت اماں جیؓ کے لئے تحائف لے جاتے تھے۔حضرت اماں جیؓ ہمیں دعائیں دیتی تھیں۔بھیرہ میں حضرت مولوی صاحبؓ کے جدی مکان کے ملحق ایک مسجد میں حضور کے خاندان کے افراد ہی امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔آپ کے مکان کی غربی دیوار میں ایک کھڑکی تھی جو اس مسجد میں کھلتی تھی۔سلسلہ احمدیہ کے قیام پر اس مسجد کے بعض مقتدیوں نے احمدیت قبول کر لی اور بعض نے نہ کی پہلے تو سب اکٹھے ہی نمازیں پڑھتے تھے۔لیکن جب علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا تو چونکہ فقہ کی رو سے کفر الٹ کر مکفرین پر پڑا لہٰذا احمدیوں کو علیحدہ نمازیں پڑھنے کا حکم ملا۔مسجد میں دونوں فریق کی الگ الگ نمازیں ہونے لگیں۔اذان البتہ ایک ہی کافی سمجھی جاتی تھی۔

۱۹۱۱ء میں ایک دن جب اذان کے بعد احمدیوں کی نماز باجماعت ہو رہی تھی کہ ایک مخالف نے از راہ شرارت بلند اذان کہنی شروع کر دی تا کہ احمدیوں کی نماز میں خلل پڑے۔ حضرت والد صاحب (عبدالرحمٰنؓ) کو سخت غصہ آیا۔انہوں نے مؤذن کو اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک

بقیہ حاشیہ: ہے؟۔کیونکہ آریوں کے نزدیک تناسخ کا چکر قائم ہے ورنہ دنیا کا خاتمہ ہو جائے مجھے تناسخ والوں سے اس جواب کا انتظار ہے۔مثلاً جس شخص کی والدہ دوسرے جنم میں اس کی زوجہ بن جائے تو اس کا کیا حال ہوگا۔(ستیارتھ پرکاش باب نمبر ۹) تناسخ کے رو کی ایک یہ دلیل بھی ہے کہ اس اصول سے دنیا میں حیوان اور پرندے ہی ہونے چاہئیں۔کیونکہ کل جگ ہے اور سب انسان گنہگار ہیں جس کے نتیجے میں انسان بری صورتوں میں پیدا کئے جاتے ہیں۔عیسائی صاحبان کا خدا آرام سے بیٹھا ہے۔اس نے لوگوں کے گناہوں کے بدلہ میں اپنا اکلوتا بیٹا (عیاذ باللہ) مسیح پھانسی پر لگوا دیا اب عیسائی آزاد ہیں کفارہ کو مانیں اور جو گناہ چاہیں کریں اسی عقیدہ نے یورپ میں فسق و فجور پھیلا دیا ہے۔تثلیث کا عقیدہ بھی عقل کے خلاف ہے۔اب سلیم الفطرت فیصلہ کر لیں کہ کون سا مذہب انسان کو اپیل کرتا ہے۔یقیناً اسلام ہے جو کہ خداوند کریم کی جامع صفات حسنہ کو پیش کرتا ہے۔پس ہر قیمت پر حق کو قبول کرنا چاہئے۔

دنیا روزے چند آخر کار با خدا وند۔

المشتہر: ایم عبدالرحمٰن بھیرہ ضلع سرگودھا

دیا۔اس پر بڑا فساد کھڑا ہو گیا۔معاملہ حکومت تک پہنچا۔جماعت کے سیکرٹری نے حضرت خلیفۃ الاوّلؓ کو لکھا کہ عبدالرحمٰنؓ فساد کا ذمہ دار ہے۔حضور نے جواب دیا کہ عبدالرحمٰنؓ نے ٹھیک کیا ہے۔مزید فرمایا کہ افسوس لوگ ہمیں مسجد میں نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔آخر حضور نے مجبوراً اپنے مکان کو جو اس مسجد سے ملحق ہے۔مسجد کی شکل دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔چنانچہ احمدیہ مسجد نور تعمیر ہوئی۔اللہ اللہ کس قدر قربانی ہے۔صدیقی شان کا مظاہرہ ہے۔گھر کا گھر خدا کی راہ میں دے

حاشیہ: اس مسجد میں محلہ کے احمدی بڑے خشوع و خضوع سے نمازیں پڑھتے تھے۔دعائیں مانگی جاتیں تھیں درس ہوتا تھا۔چونکہ یہ شہر کے مرکز میں ہے اس لیے جمعہ بھی یہیں پڑھا جانے لگا۔محلہ احمدیہ کے دوست بھی جاتے تھے۔مسجد بھر جاتی تھی۔رمضان شریف میں عموماً حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی مبلغ سلسلہ کو قادیان سے منگوایا جاتا تھا۔آپ نمازِ تراویح میں قرآن کریم سناتے تھے۔اور ہر چار رکعت کے بعد تلاوت کردہ حصہ قرآن مجید کا مضمون اور مطلب سمجھاتے تھے۔اور مسنون دعائیں سکھاتے تھے۔دن کے وقت آپ مستورات میں وعظ اور درس فرماتے تھے۔نبی اکرم ﷺ اور حضور کے صحابہ اور اولیاء امت کے حالات بیان فرماتے تھے۔توکل و تقویٰ اور صدقہ کی برکات بذریعہ امثلہ بیان کرتے تھے۔ہم بچے بھی ان سے مسائل سیکھتے تھے۔دینی معلومات حاصل ہو جانے کی وجہ سے ہم بڑی عمر کے غیر احمدیوں سے بھی سوال و جواب کر سکتے تھے۔ایک واقعہ بندہ عاجز (فضل الرحمٰن) ابھی آٹھوں جماعت میں پڑھتا تھا۔کہ ایک معمر غیر احمدی سے گفتگو ہوئی۔میرا ایک ہم مکتب مجھے اس کے پاس لے گیا تھا۔کیونکہ وہ خود گفتگو میں ناکام رہا تھا۔اس معمر آدمی نے کہا یہ بچہ ہے میں ایک ہی سوال پوچھتا ہوں کہ کیا خدا قادر نہیں کے عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر رکھے۔میں نے جواباً کہا کہ قرآن مجید خود کہتا ہے کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں فلما توفیتنی سے یہ ثابت ہے۔نیز یہ شعر پڑھا ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر　　مدفون ہو زمین میں شاہِ جہاں ہمارا

چٹھی جماعت کے احمدی طالب علم (بشارت احمد) نے کہا کہ لیکھرام کا ہلاک ہونا مطابق پیشگوئی کیا حضرت میرزا صاحب کی صداقت کی کم دلیل ہے۔محترم میاں عطاالرحمٰن صاحب ایم ایس سی میرے ہم جماعت تھے۔وہ ہم سے بڑھ کر دینی مسائل سے واقفیت رکھتے تھے۔ایک دفعہ غیر احمدی طالب علم نے حضرت مسیح موعود کی شان میں نازیبا الفاظ کہے آپ نے فرمایا ''ہم تو کسی کو گالی نہیں دیتے'' اس نے کہا ''یار تم ہمارے پیر دستگیر کو گالی دے لو'' میاں صاحب نے فرمایا ''ہم سب بزرگوں کی عزت کرتے ہیں'' اس پر وہ سخت نادم

دیا۔ جولوگ اعتراض کرتے ہیں کہ احمدی انکے ساتھ مل کرنماز نہیں پڑھتے وہ سوچیں کہ علیحدگی کی ابتداء کس نے کی ہے۔ احمدیوں پر تو معشیت تنگ کر دی جاتی ہے مسجدوں میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے۔ ردّ عمل یہی تھا کہ نمازیں الگ ہوں۔ حضرت والد صاحب بڑے ہی باغیرت انسان تھے۔ شرم وحیاء کے پتلے تھے۔ فضول رسم ورواج سے متنفر شریعت کے پابند تھے۔ عقیدہ کے پختہ اور علم دوست تھے۔ تبلیغ و وعظ عمدہ پیرایہ میں کرتے تھے۔ وہ ایک معزز انسان تھے اور عزت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ عالم باعمل تھے۔ محترم مولوی جلال الدین صاحب شمس کی تقریر صداقت مسیح موعود علیہ السلام جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء (شائع شدہ) کے آخر میں بزرگان سلسلہ کی ایک لمبی فہرست دی ہے اس میں حضرت والد کا نام بارہویں نمبر پر درج ہے۔

ہماری والدہ صاحبہ ایک سلجھی ہوئی خاتون تھیں۔ ہماری تربیت کافی اچھی طرح سے کی۔ ہمیں بچپن میں ہی دعائیں اور مسائل سکھائے۔ ان کو بھی حضرت مولوی نورالدین صاحب

بقیہ حاشیہ ہوا مسجد نور بھیرہ کی تعمیر اس کا ثبوت ہے کہ احمدی مجبور کئے گئے تھے کہ نمازیں علیحدہ پڑھیں۔ ایک دفعہ حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ اپنی اہلیہ محترمہ کو بھی ہمراہ لائے تھے۔ وہ نیک خاتون گھر پر احمدی مستورات کو باجماعت نماز ادا کرواتی تھیں۔ اور مسائل بیان فرماتی تھیں۔ مسجد نور میں دینی مشاغل کے سلسلہ میں گہما گہمی تھی۔ اس پر ملحقہ مسجد میں غیر احمدیوں نے مخالف علماء کو بلا کر تقاریر کروائیں تا کہ احمدیت کا اثر زائل ہو۔ یہ سلسلہ کئی سال تک رہا۔ جب بعض غیر احمدی علماء نے مخالفت میں زیادتی کی تو مرکز سے ایک مرتبہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو بھی بلوایا گیا۔ آپ نے پبلک جگہ پر بھی تقریریں کیں اور مخالف علماء کو چیلنج کیا۔ اس وقت پر کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ کشمکش کا سلسلہ بعد میں بھی بار بار جاری ہوتا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں ایک غیر احمدی مولوی محمد حسین صاحب کولوتارڑوی کے ساتھ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب (احمدی) حال کلکتہ کا مناظرہ ہوا مکرم مولوی صاحب نے مسیح موعود کا اصولی چیلنج پیش کیا کہ اگر خدا فاعل ذی روح مفعول ہو تو اس پر مکرم بابو امام دین صاحب احمدی (پنشنر سروے آف انڈیا) نے نقد ہزار روپیہ رکھ دیا۔ مگر کوئی بھی انعام نہ حاصل کر سکا۔ اس پر سیٹھ محمد الحق صاحب نے احمدیت کا اعلان کر دیا۔ آپ مکرم محمد اشرف صاحب مرحوم واقف زندگی کے چچا ہیں۔ انہیں سمجھ آگئی کہ رسول کریم ﷺ کے فیض سے مقام مسیحی اسی امت میں ہیں۔

ے خاص عقیدت تھی۔ چناچہ اپنی اولاد کے نام (۱) عطاالرحمٰن (۲) فضل الرحمٰن (۳) حبیب الرحمٰن حضور سے ہی تجویز کرائے تھے۔ وہ بڑی متواضع خاتون تھیں۔ ان کے حسنِ سلوک کی وجہ ے متعدد مستورات ان کی بہنیں بنی ہوئی تھیں۔

حضرت والد صاحبؓ بڑے عدیم الفرصت تھے۔ دن بھر کاروبار میں مصروف رہتے۔ رات کو افسانہ علم کی خاطر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کے درسِ قرآن شریف وحدیث میں شامل ہوتے۔ رات گئے واپس آتے۔ پھر نمازِ تہجد وفجر کی ادائیگی کے لئے مسجد نور میں چلے جاتے تھے۔ ہم ان کو صرف کھانے کے اوقات میں گھر پر دیکھتے تھے۔ ہمارے گھریلو حالات بڑے اچھے جارہے تھے۔ مگر ۱۹۲۳ء میں ہماری ہمشیرہ ایک شیر خوار بچی چھوڑ کر فوت ہوگئیں۔ جلدی بعد ہماری والدہ مکرمہ بیمار پڑ گئیں۔ ہر چند علاج ہوا مگر وہ فوت ہوگئیں۔

انہی دنوں ہماری دادی اماں نے حج بیت اللہ کی تیاری کر رکھی تھی۔ وہ ضعیف العمر تھیں۔ اور دل میں خواہش رکھتی تھیں کہ مر کر سرزمین حجاز میں دفن ہوں۔ انکے ہمراہ جانے کے لئے میرے دو صاحبان فضل الٰہی اور احمد دین بھی تیار ہوئے مگر دادی اماں مصر تھیں کہ میرے والد صاحب (عبدالرحمٰنؓ) بھی ساتھ چلیں والد صاحب تردّد میں تھے کہ بن ماں کے بچوں کو چھوڑ کر کیسے جائیں۔ مگر ایک رات انہوں نے اپنے تئیں مکہ شریف میں دیکھا تب انہوں نے جانے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ ہمارے گھر سے چار کس بیک وقت حج کے لئے روانہ ہو پڑے دادی اماں تو حج کر کے دوسرے دن فوت ہوگئیں۔ اور اس مقدس سرزمین میں دفن ہو کر مراد کو پہنچیں ان دنوں عرب میں خانہ جنگی تھی۔ مدینہ شریف جانے کا راستہ دو ماہ کے لئے بند کر دیا گیا تھا۔ اکثر حاجی واپس آگئے۔ مگر حضرت والد صاحبؓ کو مدینہ پاک کی زیارت کا شوق تھا تینوں بھائیوں نے حضرت ابوبکر یوسف صاحبؓ احمدی (جو بعد میں خلیفۃ المسیح الثانی کے خسر بنے) کے ہاں جدّہ میں قیام اختیار کرلیا کہ راستے کھلنے پر مدینہ شریف جا کر روضہ رسول ﷺ کی زیارت کریں گے۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ والد صاحبؓ مکرم جلدی ہی بیمار پڑ گئے۔ اور چند دن کے بعد اللہ کو

پیارے ہو گئے اور جدہ میں ہی دفن ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون! ؎

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے بیٹھے بیٹھے مجھ کو کیا جانیے کیا یاد آیا

میرے چچا صاحبان کا بھی جی چھوٹ گیا اور وہ بادلِ نخواستہ زیارت روضہ رسولؐ کا جذبہ سینے میں دبائے اور بڑے بھائی کی وفات کا صدمہ جانکاہ لے کر واپس وطن آ گئے۔ہم پر بے کسی کا دور آ گیا والد صاحب کی وفات مقامی جماعت کے لئے بھی نقصان کا باعث تھی۔مکرم بابو امام دین صاحب نے شملہ سے ماتم پرسی کے خط میں لکھا تھا کہ میاں عبدالرحمٰنؓ کی وفات پر جماعت احمدیہ بھیرہ کو سخت دھکا لگا ہے

بندہ عاجز فضل الرحمٰن بسمل

ولادت: ۱۹۰۸ء بیعت: پیدائشی احمدی

بندہ کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی اور نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔بڑے بھائی صاحب (عطاء الرحمٰن) سکول چھوڑ چکے تھے۔گھر کا انتظام ان کے سپرد تھا۔بندہ نے ٹی آئی ہائی سکول قادیان سے ۱۹۲۶ء میں میٹرک پاس کیا۔دسویں جماعت کی الوداعی پارٹی کے موقعہ پر کلاس کا فوٹو لیا گیا۔حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی ازارہِ شفقت شرکت فرمائی تھی۔بندہ حضور کے قدموں کے قریب بیٹھا تھا۔ان دنوں سخت بے روزگاری تھی۔آخر بندہ نے جے وی کی ٹرینگ لے کر بطور ٹیچر ملازمت اختیار کی رفتہ رفتہ پرائیویٹ امتحان (بی اے) پاس کیا اور بی ٹی میں داخلہ مل گیا۔بعد کامیابی مجھے ہڈالی ہائی سکول میں جگہ ملی۔وہاں ایک تعلیم یافتہ نوجوان کو عاجز کی معرفت احمدیت کی طرف رغبت ہوئی تو میرے خلاف غصے کی لہر قصبہ بھر میں دوڑ گئی۔لوگوں کو میرے خلاف اکسایا گیا۔اخبار زمیندار میں مطالبہ کیا گیا کہ مجھے ہڈالی سے فوراً تبدیل کیا جائے۔ہیڈ ماسٹر صاحب نے بھی یہی مناسب سمجھا چنانچہ تبادلہ ہائی سکول بھلوال میں ہو گیا؎

حضرت سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ کی دعا اس امر کی قبول ہوئی۔بھلوال میں حضرت سردار صاحبؓ نے مجھے اپنے مکان میں جگہ دی۔بڑی محبت کرتے تھے۔میرے بچوں کو بھی جو آپ کے چھوٹے بچوں کے ہم عمر تھے نہایت شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ہم باہم اس طریق سے رہتے تھے کہ کئی لوگ مجھے سردار صاحب کا بیٹا سمجھتے تھے۔آپ سے مجھے روحانی فوائد بھی پہنچے۔ان دنوں گورنمنٹ

حاشیہ

؎ بھلوال کی جماعت احمدیہ بڑی مختصر تھی مگر حضرت سردار صاحبؓ اور حضرت سید غلام حسین شاہ صاحبؓ کا وجود بڑی اہمیت رکھتا تھا۔حضرت سردار صاحبؓ کا اوڑھنا بچھونا تبلیغ احمدیت تھا۔اس لئے مخالفین نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب مشہور مخالف احمدیت کو بلوا کر بھلوال میں جلسہ کروایا۔جس میں احمدیت کے خلاف سخت زہر پھیلایا گیا۔اس لئے جماعت احمدیہ بھلوال نے اکتوبر ۱۹۵۱ء میں جلسہ منعقد کیا جس میں محترم سردار صاحبؓ سید غلام حسین صاحبؓ مکرم رشید احمد صاحب ضلعدار نہر (پسر میاں محمد عالم صاحبؓ صحابی لاہور) اور مکرم ڈاکٹر ایم ڈی کریم صاحب کے علاوہ جماعت احمدیہ چک نمبر ۹ پنیار اور ...... عاجز کو کافی خدمت کا موقعہ ملا۔اس جلسہ میں محترم شمس صاحبؓ نے تقریر فرمائی تھی۔جس میں اغیار کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔اور پاکستان کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی کوشش کا ذکر کیا مثلاً

(۱) جماعت احمدیہ کی کوشش سے ہی جنابِ قائداعظم کو انگلینڈ سے ...وطن واپس لایا گیا۔

(۲) خضر وزارت کو مستعفی ہونیکا مشورہ دیا گیا۔جس پر انہوں نے عمل کیا اور مسلم لیگ کو تقویت پہنچی

(۳) محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے مسلم لیگ کا کیس نہایت عمدگی سے باؤنڈری کمیشن کے سامنے پیش فرمایا (۴) حضرت امام جماعت احمدیہ نے استحکامِ پاکستان کی تدبیریں لوگوں کے ذہن نشین کیں۔۱۹۴۸ء میں جماعت احمدیہ نے کشمیریوں کی امداد کے لئے ایک خاص بٹالین فرقان فورس مہیا کی جس کی بے لوث خدمت کا انگریز کی کمانڈر انچیف افواج پاکستان نے اعتراف کیا۔اس کے علاوہ دیگر علماء سلسلہ نے جماعت کے عقائد کے وضاحت کی مثلاً بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ تو وفات پا چکے ہیں اور مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں ظاہر ہوئے ہیں جنہوں نے فنافی الرسول اللہ ﷺ ہو کر نبوت کا رنگ بھی حاصل کیا ہے۔اس سے نبوتِ محمدیہ کی علو شان ثابت ہوتی ہے کہ غلامان محمد بھی مقام عیسوی حاصل کر سکتے ہیں:۔ مسیح و خضر سے بالا مقام ہے تیرا

(ڈاکٹر اقبال حضرت نظام الدین اولیاء) علماء نے واضح کیا کہ اگر بالغرض حضرت مسیح ناصری اصالتاً آ دیں تو چونکہ وہ مستقل نبی ہیں اس لئے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے وہ بنی اسرائیل کے رسول ہیں عالمگیر جماعت کی سربراہی نہیں کر سکتے۔جلسہ کامیاب رہا جماعت احمدیہ بھلوال نے وہاں اپنی مسجد بنانے کا بھی تہیہ کیا ہے

ہائی سکول کے اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافے ہوئے لیکن ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں میں پرانے سکیل تھے۔ آخران مدارس میں ہڑتالیں کی گئیں۔ بھلوال کا سکول ضلع بھر میں ڈسٹرکٹ بورڈ کا پرانا سکول تھا۔ بتیس اساتذہ کام کرتے تھے۔ سب نے ہڑتال میں حصہ لیا۔ بندہ عاجز نے جماعتی اصول کے مطابق ہڑتال میں حصہ لینے سے انکار کردیا تو جملہ اساتذہ نے میرے ساتھ بائیکاٹ کردیا۔ طعن وتشنیع ہوتی تھی۔ بندہ نے صبر وتحمل کا نمونہ دکھایا۔ تقریباً دوماہ ہڑتال رہی۔ بچے آوارہ ہوگئے۔ میرے پاس جو بچے آتے تھے میں انہیں پڑھاتا تھا۔ آخر پبلک نے کہا صرف ''مرزائی استاد'' قوم کا ہمدرد ہے۔ دوسرے اساتذہ تو بچوں کی زندگیاں تباہ کررہے ہیں۔ آخر سکول کھل گئے۔ محکمہ نے وعدہ جات پورے کرنے میں پس وپیش کیا۔ بندہ نے گورنمنٹ سروس کے لئے درخواست دی اور مجھے گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ ؎ ہمیں تعیناتی کا حکم مل گیا۔ بھیرہ میں محترم فضل الٰہی صاحب انوری مبلغ نائجیریا کے والد بزرگوار ماسٹر امام علی صاحب سیکرٹری مال تھے۔ وہ ریٹائر ہوکر ربوہ چلے گئے۔ عاجز کو ان کی جگہ سیکرٹری مال منتخب کیا گیا۔ گیارہ سال بندہ نے خدمات انجام دیں زعیم انصاراللہ اور سیکرٹری تعلیم وتربیت جماعت بھیرہ کا کام بھی بندہ کے سپرد تھا

حاشیہ ؎ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ہی بھیرہ میں سخت مخالفت ہوئی کہا گیا کہ مرزائیت کے بیج کو ختم کردیا جائیگا زبردست جلسے اور جلوس ہوئے اور نعرے بازی کی گئی احمدیوں پر معیشت تنگ کردی گئی مکان جلانے کی دھمکیاں دی گئیں حتیٰ کہ ایک دن خطرہ کے پیش نظر بہت سے احمدی ہمارے مکان نزد مسجد نور میں جمع ہوگئے۔ محلہ احمدیہ کے لوگ بھی خوف زدہ تھے ہم سکول آتے جاتے ہوئے بھی فکرمند رہتے تھے کہ کوئی حملہ نہ کردے مقامی جماعت نے اطلاع کے لئے بندہ کو ربوہ بھیجا میں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی خدمت میں حالات پیش کئے آپ نے صبر کی تلقین فرمائی آخر بھیرہ میں ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد سے ہمارے خلاف زبردست جلوس نکلا مخالفین کا جمِ غفیر اُمڈ کر آگیا لیکن جب جلوس محلہ احمدیہ کی طرف جانے لگا تو سرکردہ مخالفین میں سے کسی نے کہا کہ احمدیوں کے پاس اسلحہ ہے اس لئے ادھر نہ جانا چاہئے قدرت نے ان کے دل پر رعب طاری کردیا اور جلوس نے دوسری طرف رُخ کرلیا اسی دن مارشل لاء نافذ ہوگیا بھیرہ میں بھی مخالفین کی گرفتاریاں عمل میں آئیں اور جوش وخروش آہستہ آہستہ ختم ہوگیا۔ تحقیقاتی عدالت میں بھی بھیرہ کے احمدیوں پر تشدد کا ذکر ہے۔

حتی الوسع خدماتِ سلسلہ بجالاتا رہا۔ حضرت سردار عبدالرحمن صاحبؓ بی اے کے نقش قدم پر چل کر سلسلہ کا لٹریچر پبلک میں تقسیم کرنا اور زبانی تبلیغ کرنا بندہ کو مرغوب ہے۔ جماعتی تحریکوں میں اپنی طاقت کے مطابق حصہ لیا پھر میرا تبادلہ مٹھہ ٹوانہ گورنمنٹ ہائی سکول میں ہوگیا۔ وہاں بھی خدمت دین کا موقعہ ملتا رہا۔ چند سال بعد بندہ بعمر ۵۹ سال میں ریٹائر ہوگیا۔ اس کے بعد موضع سالم میں مکرم جیالال ساہنی ایم-اے کے بچوں کا اتالیق مقرر ہوا۔ ان کا آخری بچہ بانکا ۱۹۷۱ء امتحان میٹرک میں ۶۷۵ نمبر لے کر پاس ہوا ہے۔ اس کے متعلق چند سال پہلے بندہ نے لکھا تھا

بانکے بل بہاری لال ساہنی جی کا نونہال
اللہ اس کو نیک بنائے اور ہو لائقِ باکمال

وہاں بندہ نے اپنی منظوم تصنیف مسدس اصغر (کیفیت احمدیت) شائع کروائی تھی۔ اب بھیرہ کی تاریخ احمدیت لکھی ہے۔ اللہ کریم اسے مفید بنائے۔ دعا ہے میری عاقبت اچھی ہو۔

حاشیہ ؎ ایک دفعہ بعض منطقی قسم کے لوگوں نے اعتراض کیا کہ اللہ کے پیاروں کو اکثر مصائب کا سامنا کیوں ہوتا ہے بندہ نے جواباً عرض کیا کہ اوّل تو اللہ کے پیارے کسی تکلیف کی شکایت نہیں کرتے ہم یہ غلط سمجھتے ہیں کہ ان پر مصائب نازل ہورہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ چونکہ ہر آزمائش کے بعد ان کے مدارج بڑھتے ہیں اس لئے یہ خوش ہوتے ہیں ان کی مثال اس عورت کی طرح ہے جو وضع حمل کی تکلیف کو بخوشی قبول کرلیتی ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں اسے اولاد ملتی ہے وہ تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتی اسی طرح اللہ کے پیارے بھی دکھ درد کو راحت سمجھتے ہیں کیونکہ ہر تکلیف کے بعد ان کو بہت بڑا انعام اعلیٰ مدارج اور کامیابی حاصل ہوتی ہے جملہ انبیاء اور اولیاء کی زندگیاں اس پر گواہ ہیں ایک واقعہ ہے جس سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی درویش صفت صحابی نے عرض کیا حضور ایک دنیا ہے کہ آپ کی مخالفت کررہی ہے ہر طرح ستاتے ہیں قتل کے منصوبے ہوتے ہیں مگر آپ گھبراتے نہیں کیا آپ کو فکر نہیں حضور نے فرمایا کہ جتنے فکر اور غم دنیا کی مخالفت کی وجہ سے ہونے چاہئیں وہ بھی ہیں اس کے علاوہ دنیا کی اصلاح کی فکر بے حد ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر وقت مجھے تسلی دیتا رہتا ہے کہ دنیا تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے گی بلکہ خداوند کریم تیرے مشن کو کامیاب فرمائے گا اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں لہٰذا مجھے فکر کی بجائے یقین ہے کہ انجام بخیر ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو مقدمات آپ پر بنائے گئے اللہ تعالیٰ نے فوق العادت طور پر ان میں آپ

مکرم میاں عطاالرحمٰن صاحبؓ

ولادت ۱۹۰۴ء بیعت: پیدائشی

راقم عاجز کے بڑے بھائی ہیں۔ بڑے نیک اور مخلص احمدی ہیں۔ مسجد نور مقامی کی رونق کا باعث ہیں نمازوں کے لئے نائب امام مقرر ہیں محترم والد بزرگوار کی وفات کے بعد سیکرٹری مال کی خدمات انجام دیتے رہے۔ میرے بھائی حبیب الرحمٰن اوران کالڑکا یحییٰ ندیم انجینئر بھی مخلص احمدی ہیں۔

حضرت مولوی محمد دلپذیر صاحبؓ

ولادت ۱۸۶۵ء بیعت ۱۸۹۴ء وفات ۱۹۴۵ء

آپ پنجابی کے مشہور اور بلند پایۂ شاعر تھے۔عربی فارسی کی مروجہ تعلیم دیسی مکتب میں حاصل کی۔طبع موزوں اور ذہن کی رسائی کے سبب شعروشاعری میں مشغول ہو گئے اور بڑا نام پیدا کیا۔آپ بلند قامت خوبرو اور خوش مزاج بزرگ تھے۔رجحان دینی تھا۔عموماً دینی وادبی قسم کی پنجابی منظوم کتب تصنیف فرماتے تھے۔مثلاً ترجمہ دیوان حافظ منظوم پنجابی ہیں۔اور کتاب احوال الآخرت ،خطباتِ دلپذیر، قصص الحسنین (تفسیر سورۃ یوسف) اس کے علاوہ گلزار مکہ و مدینہ (جن میں حج کے مناسک اور شعائر اللہ کے معلومات درج ہیں) تصنیف کر کے شائع کروائیں۔آپ کی بعض کتب پنجابی عالم و فاضل کے امتحانات میں بطورِ نصاب بھی شامل ہیں آپ نے قرآن مجید کا

بقیہ حاشیہ کی نصرت فرمائی آپ سرخرو ہوئے آپ اللہ کرم کے حضور شکر گزار ہو کر فرماتے ہیں:۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام بے ہنر — کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف تو ذرا بھی نظر نہ تھی — میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسے رجوعِ جہاں ہوا — اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

ترجمہ وتفسیر بھی پنجابی نظم میں لکھ کر شائع کروائے۔

حضرتِ مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی نے (جبکہ وہ محکمہ نہر سرگودھا میں اہلمد تھے) تفسیر کے کچھ حصص کی کتابت محض حصولِ ثواب کی خاطر کی تھی۔مکرم بشیر احمد صاحب کاتب چک نمبر ۴۶ شمالی سرگودھا نے بھی بھیرہ آ کر تفسیر کے اکثر حصص کی کتابت کا کام کیا تھا۔حضرت مولوی صاحب کے کلام میں سلاست اور شگفتگی تھی۔ترجمہ میں آپ کو بڑی دستگاہ تھی۔آپ ظریفانہ انداز میں سیاسی معاشرتی اور دینی مسائل کو بیان فرماتے تھے۔نمونہ ملاحظہ ہو وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (النساء ۴:۱۵۸) کے ضمن میں تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

دوہاں گلاں دی نفی خدا نے گوکیتی اس جائی
نا اوہ قتل ہویا نہ اس نوں موت صلیبی آئی
اپر انہاں دوہاں گلاں تھیں ایہ گل نکلے ناہیں
حضرت عیسیٰ فوت نہ ہویا زندہ ہے ہن تائیں

پھر امامکم منکم کے سلسلہ میں فرمایا

تریجا لفظ امامکم وادچہ حدیث جو آیا — نال اسے دے منکم دابھی لفظ نبی فرمایا
یعنی اوہ امام تساڈا ابن مریم جو آیا — ہوی اوہ تساڈے وچوں پاک نبی فرمایا

آپ کی احمدیت سے پہلے شائع شدہ کتب کی وجہ سے لوگ آپ کو غیر احمدی سمجھتے تھے۔چنانچہ ۱۹۲۴ء میں کشمیر کے چند احمدی دوست اپنے ہمراہ بعض غیر از جماعت دوستوں کو اس لیے جلسہ سالانہ پر قادیان لائے تا کہ محترم مولوی دلپذیر صاحب کی اصالتاً قادیان میں ملاقات کروا کر ثابت کریں کہ مولوی صاحبؓ احمدی ہیں۔ان میں باہم شرط بدی تھی۔اور مولوی صاحبؓ کو احمدی پا کر انہوں نے احمدیت قبول کرنے کا وعدہ کر رکھا تھا۔چنانچہ حضرتِ مولوی صاحبؓ کے سامنے وہ لوگ جماعت احمدیہ بھیرہ کی قیام گاہ پر آئے اور حضرت مولوی صاحبؓ سے باتیں ہوئیں میں بھی موجود تھا۔حضرتِ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ۱۸۹۴ء میں کسوف خسوف کو دیکھ کر جو

حضرتِ امام مہدیؑ کا خاص نشان تھا ہم نے حضرتِ مسیح موعودؑ کو قبول کیا تھا۔ وہ لوگ متاثر ہوئے اور بعض نے بیعت کرنیکا وعدہ کیا۔ حضرتِ مولوی صاحبؓ مسجد نور بھیرہ میں امام خطیب کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ آپکی دوسری بیگم جو سیّدہ تھیں بڑی علمدار تھیں انہوں نے کئی عورتوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا تھا۔ حضرتِ مولوی صاحبؓ کو قادیان اور خاندانِ مسیح موعود سے بڑی محبت تھی۔ چناچہ ایک منظوم رسالہ لکھا تھا۔ ترکیب بند اس طرح تھا۔

شالا قادیاں شہر آباد رہے   جتھے مہدی دی آل اولاد رہے

حضرتِ مولوی صاحب نے ۱۹۲۹ء میں دوسرا حج کیا وہاں علماء کے ایک اجتماع میں آپ نے ایک عربی قصیدہ در شان نبی اکرمؐ پڑھا تھا۔ اس پر آپ کو ایک عربی طرز کا خلعت انعام ملا تھا۔ جسے آپ عیدین پر زیب تن فرماتے تھے۔ آپ نے گلزار مدینہ میں ایک قصیدہ عربی فارسی کا مرکب لکھا تھا۔ ترکیب بند کا شعر تھا۔

یا حبیبی سیّدی للہ نظر حالنا   سیّدا راہِ خدا یک نظر در حال ما

حضرت مولوی صاحبؓ کے اس سفرِ حج میں ایک احمدی پٹھان نادر خان بھی ہمراہ تھا۔ وہ بیچارا راستہ میں ہی فوت ہو گیا۔ مولوی صاحبؓ نے اس کتاب میں اس کا مرثیہ بھی مخمس کی صورت میں لکھا تھا۔ بار بار یہ مصرعہ آتا تھا۔

شالا رحمت رب سچے دی ہووی نادر خاناں

کئی بڑے لوگ آپ کے قدر دان تھے۔ آپ ان کی شادیوں غمیوں پر نظمیں لکھتے تھے۔

افسانہ تیرا رنگیں روداد تیری دلکش   شعروسخن کو تو نے جادو بنا کے چھوڑا

آپ لفظی مصوّر اور صاحبِ طرح ادیب تھے۔ مکرم مولوی نعمت اللہ خان صاحبؓ کو جب کابل میں محض احمدی ہونے پر سنگسار کیا گیا۔ تو آپ نے ایک منظوم رسالہ شائع کیا ترکیب بند کا شعر یہ تھا۔

اگے کربل مقتل آہا سیّد پاک اماماں دا   آہن کابل کربل بنیا احمد دیاں غلاماں دا

آپ نے سلسلہ کے لئے لٹریچر میں پنجابی نظم کے ذریعہ بڑا اضافہ کیا۔ ایک بند یوں تھا۔

بستر چکی پھرے اندھیرا   کم خراب ہو گیا میرا!
لا واں جا کے کتھے ڈیرا   دور کرے لشکارے نوں
چل قادیاں دیکھ خسارے نوں   نور اللہ دے چمکارے نوں

گاندھی جی کی حکومت سے عدم تعاون کی تحریک پر ایک منظوم رسالہ تحریک خلافت لکھا۔

گاندھی دا چرخہ سٹ کڑیئے   مہدی دا چرخہ کت کڑیئے

اس رسالہ میں آپ نے بہت سی باتیں سیاست کے متعلق واضح فرمائیں شعر تھا۔

کر دور مالا مکر دی جنجو کفر دا توڑ دے   ہو جا پجاری رب دا ایہہ رام رولا چھوڑ دے

سپارہ ڈائجسٹ اپریل ۱۹۷۰ء قرآن نمبر صفحہ ۲۶۴ پر لکھا ہے۔ کہ مولوی دلپذیرؓ کا ترجمہ قرآن پنجابی نثر میں معہ حواشی جو ۱۳۴۱ ہجری میں شائع ہوا تھا بہت اعلیٰ چیز ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کرامت والے بزرگ تھے۔ انکی ایک عزیزہ نے مجھے بتایا کہ جب اس کی شادی ہوئی تو حضرت مولوی صاحبؓ نے تحفتہً سات مالٹے اس کی گود میں ڈالے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سات لڑکے دیگا۔ چنانچہ واقعی اس عورت کے ہاں سات لڑکے ہوئے۔ ہم لوگ شادی بیاہ کے موقع پر آپ سے خطبہ نکاح پڑھواتے اور نومولودوں کے کانوں میں اذان آپ سے دلواتے تھے۔ اور نیک بختی کی دعا کرواتے تھے۔ اموات پر جنازہ پڑھوانے کی بھی آپ کو ہی تکلیف دیتے تھے۔

حضرت مولوی صاحبؓ کا دربار عام تھا۔ بازار میں ایک چوبارہ میں آپ کا دفتر تھا۔ ملاقاتیوں کو بھی یہیں وقت دیا جاتا تھا۔ وہیں طلبہ کو قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ تفسیر نویسی میں مصروف رہتے تھے۔ ۱۹۳۹ء میں قادیان میں جلسہ جوبلی پر حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کا وقت نسبتاً کم ملا تھا۔ واپس آ کر چند دن بعد جب میں ان کے دفتر گیا تو گنگنا رہے تھے۔

نوشہ پیر دا نظارہ ملدا مر مر کے

آپ کا اس مختصر ملاقات کی طرف اشارہ تھا۔ ایک موقع پر حضرت فضلِ عمر کے دیدار پر

میں نے لکھا تھا۔

وہ ساعت پر سعادت ہے کہ جس میں دید ہوتی ہے — خدا شاید ہمکو ایک گونہ عید ہوتی ہے!

مرے آقا مرے محسن تیرا دیدار ہونے پر! — خوشی سینہ میں رقصاں صورت ناہید ہوتی ہے

تمہارا ہر قدم ہے جا وہ صدق و صفائی پر! — کہ شامل اس میں مولا کی بہت تائید ہوتی ہے

حضرت مولانا صاحبؓ کے فرزندِ ارجمند حضرت ڈاکٹر منظور احمد صاحبؓ

ولادت: ۱۸۹۶ء بیعت: ۱۹۰۸ء وفات: ۱۹۶۴ء

بڑے مخلص بزرگ تھے۔ ان کو تبلیغ کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ کئی لوگ ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے آپ بسلسلہ ملازمت ضلع سرگودھا کے جنوبی حصہ میں رہے۔ غیر مبائعین کے متعلق لکھا۔

اوہ دارالامان مسیح دا آئے ٹھکانہ چھڈ

انہاں جاتا ہے اسلام دی ساڈے پرنے گڈ

نظم کا سارا مضمون اس شعر کے گرد چکر کاٹتا تھا ۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

مکرم ڈاکٹر صاحبؓ نے ایک کتاب نظارت اصلاح و ارشاد کی فرمائش پر بھی لکھی تھی (امام المتقین) یہ پنجابی نظم ونثر میں ہے۔ ایک شعر یہ ہے ۔

جے کر نبی گھلیندا رہیا پہلے ہر زمانے

ہن بھی اس سنت نوں اپنی چھڈیا نہیں خدا نے

ایک اور نظم کا ایک شعر یوں تھا ۔

شکر الحمد خدا نے سانوں اکھیاں نال دکھایا

جم جم آیا احمد مہدی جیو آیا جیو آیا!

آپ کا بیان واضح رواں دلچسپ اور سادہ تھا۔ انداز مرغوب خاطر اور دماغ میں سرایت کرنے والا تھا۔ آپ نے حضرت مولوی صاحبؓ کی لوح مزار کے لئے یہ اشعار کندہ کرائے۔

مزار خاتم الشعراء دلپذیر بھیروی

جو تاجور مملکت شعروسخن تھا — اس وقت یہاں اسکا تہ خاک محل ہے

تھا جس کا قلم سحر زباں جادو بیاں تھی — آج اسکی زباں بند ہے اور ہاتھ بھی شل ہے

مداح محمدؐ کا ہو منصب جسے حاصل

منظور خنک بخت وہ مغفور ازل ہے

۱۹۴۵ء

حضرت مولوی صاحبؓ کے خادموں میں سے ایک میاں راجہ صاحب تھے۔ بڑے نیک زاہد اور عابد تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ جلسہ سالانہ پر قادیان گئے ہیں۔ مگر ان کے پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے مہمان کھانا کھا چکے ہیں۔ اور کھانا ختم ہوگیا ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں ایک آنہ کا سکہ دیا ہے کہ بازار سے خرید کر کھالیں۔ بیدار ہونے پر وہ اکنی ان کے ہاتھ میں تھی۔ وہاں اور کوئی آدمی نہ آیا تھا۔ اس کشف کے ذریعے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے سرخ چھینٹوں والے کشف کو سمجھنا بڑا آسان ہوگیا ہے۔ اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ ہوا الحمدللہ۔

حضرت میاں قمر دین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۱ء بیعت: ۱۸۹۴ء وفات: ۱۹۲۶ء

آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بڑے مخلص اور بزرگ انسان

تھے۔سلسلہ سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔آپ حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب صحابی از ۳۱۳ کے بھائی تھے۔ان کے صاحبزادے میاں عبدالرحمٰن صاحب سلسلہ کے پر جوش خادم تھے۔افسوس کہ وہ جوانی میں آ کر خداوند کریم کو پیارے ہو گئے۔ان کے لڑکے عبدالرحیم صاحب لالہ موسےٰ میں تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحب کے چچازاد بھائی مکرم ماسٹر احمد خان صاحب (ولادت: ۱۸۹۸ء بیعت پیدائشی وفات: ۱۹۷۱ء) تازیست سلسلہ کے خادم رہے۔ان کے لڑکے بھی بفضل خدا سلسلہ کے خدمت گزار ہیں بڑے لڑکے فضل الٰہی صاحب (ولادت: ۱۹۳۵ء بیعت: پیدائشی) کوئٹہ میں اوورسیر ہیں۔

حضرت ماسٹر عبدالرؤف صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۷ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۴۰ء

آپ مکرم میاں غلام الٰہی صاحبؓ از فہرست ۳۱۳ کے برادرِ حقیقی تھے۔خود بھی صحابی تھے۔تعلیم سے فارغ ہو کر ٹی آئی ہائی سکول قادیان میں ٹیچر مقرر ہوئے تھے۔ساری عمر وہیں گزار دی۔صاحب کشف و رویا بزرگ تھے۔سادہ مزاج تھے۔وصیت کر رکھی تھی بعد وفات بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔اللھم اغفر لہٗ

آپ کے ایک بھائی میاں فضل الٰہی صاحب تھے۔بڑے مخلص احمدی تھے چندہ باقاعدہ ادا کرتے تھے اور خود محصل کو جا کر دیتے تھے۔ان کی اولاد بلکہ در اولاد سب نیک اور مخلص احمدی ہیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت میاں کرم دین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۰ء بیعت: ۱۸۹۴ء وفات: ۱۹۲۸ء

آپ مکرم پروفیسر میاں عطاالرحمٰن صاحب ایم۔ایس۔سی وائس پرنسپل ٹی۔آئی کالج ربوہ کے والد ماجد تھے۔احمد آباد (جہلم) سے ہجرت کر کے بھیرہ آئے اور محلہ احمدیہ میں آباد ہوئے۔بڑے مخلص بزرگ تھے۔حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔خاموش طبع دیانتدار اور محنت کش انسان تھے سلسلہ کے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔

مکرم میاں عطاالرحمٰن صاحب ایم ایس سی بی ٹی

ولادت: ۱۹۰۵ء بیعت پیدائشی

پہلے آپ گورنمنٹ کالج ------- شاہ پور میں لیکچرار تھے۔قادیان میں کالج بننے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک فرمائی کہ مستند اساتذہ زندگی وقف کر کے قادیان میں آئیں۔آپ نے فوراً سرکاری ملازمت چھوڑ کر قادیان آنے کی پیشکش کی۔مرکز نے بلایا تو استعفیٰ دے کر چل کھڑے ہوئے۔مگر مرکز کو کوئی اور آدمی مل گیا۔اس لئے آپ کو استعفیٰ واپس لینا پڑا جب واپس لے چکے تو پھر مرکز نے بلا بھیجا۔آپ نے پھر استعفیٰ دیا۔اگرچہ افسران نے ان کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔مگر میاں صاحب کو سلسلہ کی خاطر سب کچھ منظور تھا۔چنانچہ آپ قادیان چلے گئے اور بڑی دیانت داری اور تن دہی سے خدمات سرانجام دیتے تھے۔آپ ہمیشہ سبق کی تیاری کر کے کلاس میں جاتے تھے۔آپ کے پڑھانے کا طریقہ جاذب اور دلنشین تھا۔آپ بہت نیک اور پرہیزگار ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ چاند گرہن کے بعد پھر روشن ہوگیا

ہے۔ بے ساختہ بولے

کروں گا دور اس ماہ سے اندھیرا　　دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

تفہیم ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ حضرت محمود احمدؓ صاحب خلیفہ منتخب ہوں گے۔ بعض لوگ اختلاف کریں گے مگر ماننے والے ترقی کریں گے۔

مکرم میاں عطاالرحمٰن صاحب کو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے کچھ مماثلت حاصل ہے۔ انہی کی طرح سادگی پسند تھے اور لیاقت بھی تھی اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی تقلید میں جو کہ باوجود نماز میں پیش امام بننے کے حضرت مسیح موعود کے مصلّٰی پر کھڑا ہونے کی جگہ سے ذرا ہٹ کر کھڑا ہوتے تھے۔ اسی طرح وائس پرنسپل ہونے کے زمانے میں جب میاں عطاالرحمٰن صاحب کو قائم مقام پرنسپل ہوتے تھے تو آپ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) پرنسپل کی کرسی پر تشریف نہ رکھتے تھے بلکہ دوسری کرسی پر بیٹھ کر دفتر سے متعلق کام کرتے تھے۔ آپ نے سلسلہ کی بڑی خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی میں برکت دے۔ ؎

اسلاف کے وہ اثر ہیں اب بھی　　اس خاک میں کچھ شرر ہیں اب بھی

میاں صاحب کے بڑے صاحبزادے لطف الرحمٰن محمود مغربی افریقہ میں سلسلہ کے مدارس میں استاد ہیں۔ عمدہ طور پر دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور دوسرے فرزند لطف المنان صاحب ایم ایس سی آج کل پی ایچ ڈی کے لئے امریکہ گئے ہیں۔ اللہ کریم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین!

حضرت مولوی قادر بخش صاحبؓ

ولادت: ۱۸۵۲ء بیعت: ۱۸۹۲ء وفات: ۱۹۰۶ء

آپ احمد آباد جہلم نزد بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اعظم کے محبوں میں سے تھے۔ اوائل میں ہی احمدیت قبول کر کے ۳۱۳ صحابہ میں شمولیت کا شرف پایا۔ ہجرت کر کے قادیان چلے گئے تھے۔ وہیں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۳ء بیعت: ۱۸۹۴ء وفات: ۱۹۱۶ء

آپ حضرت مولوی قادر بخش صاحب موصوف کے فرزند تھے۔ آپ کی شادی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی ایک بھتیجی سے ہوئی تھی۔ آپ مستقل طور پر بھیرہ میں مقیم رہے۔ بڑے عالم فاضل اور شاعر تھے۔ کئی کتب عربی ادب و طب کا ترجمہ اردو میں کیا۔ ادبی لحاظ سے آپ کا پایہ بہت بلند ہے۔ آپ نے سورۃ یٰسین کا ترجمہ اور تفسیر پنجابی میں لکھی تھی۔ حواشی منظوم تھے۔ کئی کتب تصنیف کیں۔ اپنے بیان کی خوش اسلوبی کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کی چاشنی بھی چکھاتے تھے۔ عموماً پنجابی نظم لکھتے تھے۔ کبھی کبھی اردو اور فارسی کی ملاوٹ بھی کرتے تھے۔ جس سے حسنِ کلام دوبالا ہو جاتا تھا۔ ان کے کلام میں متانت اختصار خوش بیانی اور عالمانہ شگفتگی پائی جاتی تھی۔ ایک نظم کے دو اشعار مجھے یاد ہیں

ذرہ کند با مہر نیازے قطرہ بہ بحر سپاسے　　وچھڑے دلبر یار دلاں دے جادن کہڑے پاسے

خوشیاں دے دن گزرے جیونکر پائی پے پتاسے

ہائے ہن بیٹھی ہتھ مروڑاں ہتھوں وقت گیا سے

آپ کی ایک پنجابی مناجات ''طلب اولاد'' بڑی مشہور ہے اس کے ورد سے اولاد ملتی ہے۔ چند اشعار یہ ہیں۔

وڈیاں مہراں والیا سائیاں رب غریب نوازا
اپنے فضل کرم تھیں کھولیں رحمت دا دروازہ
رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے ہک قطرہ بخشیں مینوں کم ہو جاوے میرا
تیرا اوہ دربار الٰہی پاک منزہ عالی!

جس درباروں کوئی سوالی کدیں نہ ولیا خالی
باغ لگا دیں خوشیاں والے بوٹی پٹیں غم دی
سارے کم سنواریں ساڈے کر کے نظر کرم دی
لادیں پھل جناب اپنی تھیں سوہنے پھل نرالے !
بخش کریں فرزند حضوروں نیک حیاتی والے

آپ بڑے درویش منش انسان تھے۔ ساری عمر سادگی میں بسر کی صابروشاکر تھے۔ مرض الموت میں باوجود تکلیف کے منہ سے ہائے نہ کہا بلکہ دعائیہ کلمات اور الحمدللہ کا ورد کرتے تھے۔ آپ بڑے حیادار تھے۔ ہمارے محلہ میں رہتے تھے۔ آپ کی بزرگی کے پیش نظر محلہ کی بعض عورتیں آپ سے پردہ نہ کرتی تھیں۔ مگر جب آپ وہاں سے گزرتے تھے تو اپنے منہ پر پگڑی کا پلہ رکھ لیتے تھے۔

حضرت میاں کرم دین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۵۷ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۱۷ء

آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ بڑے لائق اور دانا آدمی تھے۔ مسجد نور بھیرہ انکی رہائشی مکان سے مسجد کی شکل میں تبدیل ہوئی تھی۔ آپ میرے دادا مرحوم کے دوست تھے اپنے قبیلہ میں تنہا احمدی تھے۔ قرابت داروں کی مخالفت کے باوجود راہِ حق پر گامزن رہے۔ ان کے لڑکے

مکرم ڈاکٹر ایم ڈی کریم صاحب

ولادت: ۱۸۹۷ء بیعت: پیدائشی

جماعت احمدیہ بھلوال کے پریذیڈنٹ ہیں۔ وہ بھی بڑے مخلص اور عابد زاہد بزرگ

ہیں۔ دین کے لیے غیرت رکھتے ہیں۔ ان کی نوجوانی کا ایک واقعہ قابلِ قدر جذبہ کا حامل ہے۔ ان کی منگنی ایک غیر احمدی لڑکی سے ہوئی (ان دنوں یہ منع نہ تھا) رشتہ دنیاوی لحاظ سے اچھا تھا۔ مگر لڑکی کے والد نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں نازیبا الفاظ کہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے برملا کہہ دیا کہ اس لڑکی کا رشتہ نہ لیں گے۔ لڑکی کے والد کو علم ہوا تو سٹ پٹایا۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب بوجہ لیاقت اور ہنرمندی نیز شکل و صورت سے ہمہ صفت موصوف تھے۔ انہوں نے ہر چند کوشش کی مگر بے سود۔ حضرت خلیفہ اولؓ تک یہ معاملہ پہنچا۔ حضور نے فرمایا لڑکے نے اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ میں اس غیور نوجوان کے اس فعل پر بہت خوش ہوں۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کی شادی مکرم میاں محمد دین صاحبؓ صحابی سکنہ جھادریاں کی لڑکی سے ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کے دو لڑکے ہیں۔ جو کہ ڈاکٹر ہیں۔ اور احمدیت کے خدمت گزار ہیں۔ بھلوال میں نمازیں ڈاکٹر صاحب کے مکان پر ہی ادا کی جاتی ہیں۔

مکرم شیخ فضل کریم صاحب

ولادت: ۱۹۰۲ء بیعت پیدائشی

ڈاکٹر صاحب موصوف کے برادر حقیقی ہیں۔ سرگودھا میں تجارت کرتے ہیں بلاک نمبر ۹ کی مسجد احمدیہ میں کئی دفعہ امامت کرواتے ہیں۔ آپ نے سرگودھا بلاک نمبر ۱۶ میں مکان بنوایا تھا حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالویؓ صحابی نے فرمایا کہ مکان کی زمین کے چپے چپے پر نماز پڑھی اس سے بڑی برکت ہوئی۔ شیخ صاحب کے لڑکے منیر احمد صاحب ایم اے کراچی میں کلاس 1 افسر ہیں۔

حضرت میاں فضل احمد صاحبؓ

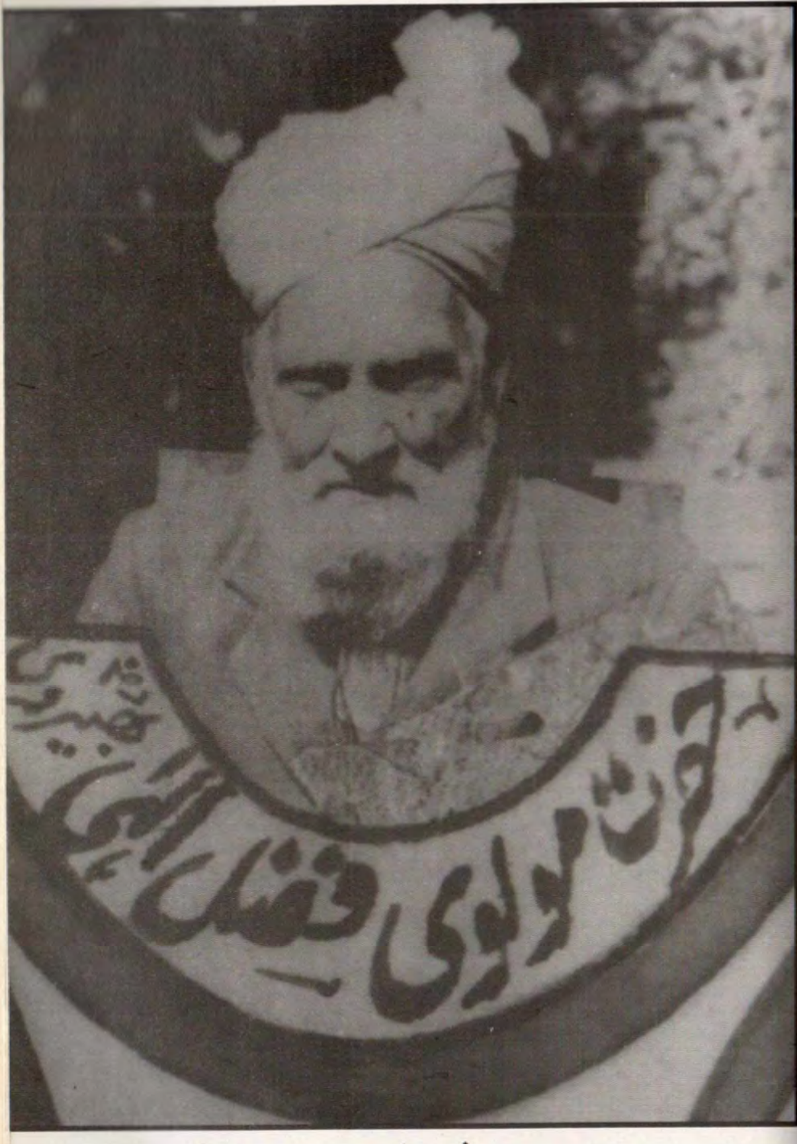
ولادت: ۱۸۶۸ء بیعت: ۱۸۹۴ء وفات: ۱۹۲۱ء

آپ مع اپنے والد بزرگوار میاں اللہ جوایا صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ سلسلہ سے محبت رکھتے تھے۔ معتبر آدمی تھے۔ آپ کا تلوار سازی کا کارخانہ تھا۔ جس میں کئی کاریگر کام کرتے تھے۔ امرتسر تک تلواریں اور کرپانیں یہاں سے جاتی تھیں۔ بید کی چھڑیوں کے سیپ اور پتھر کے دستے بھی تیار ہوتے تھے۔ مکرم فضل احمد صاحبؓ موصوف کے بڑے بیٹے (صحابی) حضرت میاں مولا بخش صاحبؓ (ولادت: ۱۸۸۸ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۷۰ء) بڑے مخلص اور جوشیلے احمدی تھے۔ جماعت کے کاموں میں سرگرمی سے حصّہ لیتے تھے۔ مقامی جماعت کے جلسوں میں تلاوت قرآنِ کریم کرتے تھے۔ خوش الحان تھے۔ تلفظ درست تھا۔ آپ موصی تھے۔ فوت ہوکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ **اللھم اغفر لہٗ** انکے صاحبزادے ایم غلام سرور صاحب ریٹائرڈ اور سیر سلسلہ کے خادم اور موصی ہیں آج کل معہ اہل و اعیال ربوہ میں رہائش پذیر ہیں۔

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۶ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۵۷ء

آپ بھی احمد آباد (جہلم) کے رہنے والے تھے۔ مگر سکونت تبدیل کر کے بھیرہ آ گئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ کا مزار بھیرہ میں ہے۔ آپ پابند شرع عالم باعمل تھے۔ احمدیت قبول کر کے صحابہ مسیح موعود میں شامل ہوئے۔ جلدی بعد سرگودھا منتقل ہو گئے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا بڑے مہمان نواز تھے۔ کئی آدمی آپ کی معرفت احمدیت میں داخل ہوئے۔ مسجد احمدیہ بلاک



حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ بھیروی

نمبر ۹ سرگودھا کی تعمیر میں آپ کی کوشش کا بھی دخل ہے۔ عہد خلافت ثانیہ میں آپ ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔ اور خدمتِ سلسلہ میں مصروف رہے۔ پاکستان بننے سے پہلے آپ کی اہلیہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ پارٹیشن پر آپ لاہور تشریف لائے۔ وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ نعش ربوہ لائی گئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے نماز جنازہ پڑھایا اور نعش کو کندھا دیا۔ آپ کو بہشتی مقبرہ قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا۔ اللھم اغفر لہٗ

آپ سلسلہ کی خاطر رضا کارانہ خدمت کرتے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں جوبلی فنڈ میں اضافہ وصولی بقایا کے لئے دورہ کرتے ہوئے موضع سالم میں بھی آئے۔ آپ کی تحریک پر بندہ نیز قریشی غلام احمد صاحبؓ ضلعدار نہر نے چندہ میں اضافہ کے ساتھ ادائیگی کی۔ حضرت مولوی صاحبؓ موصوف کے صاحبزادے بہت مخلص ہیں۔ مکرم عطاء الرحمان صاحب مولوی فاضل ماڈل ٹاؤن لاہور میں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہیں۔ حضرت مولوی صاحب میرے والد صاحب بزرگوار کے دوست تھے۔ اور مجھے بہت شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

حضرت الحاج مکرم ملک نورالدین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۹ء بیعت: ۱۸۹۴ء: وفات: ۱۹۳۴ء

آپ حضرت مولوی نورالدین اعظمؓ کے ہمسایہ تھے اور حضور کے خاندان سے آپ کو رضاعت کا تعلق تھا۔ محکمہ نہر میں نقشہ نویس تھے عرصہ تک راولپنڈی میں رہے۔ ۱۹۲۸ء میں بعد ریٹائرمنٹ قادیان گئے۔ وہیں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ آپ نے فریضہ حج بھی ادا کیا۔

محترم حضرت حافظ محمد امین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۴۲ء بیعت: ۱۸۹۴ء وفات: ۱۹۴۰ء

آپ بھی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے ہمسایہ بلکہ رضائی بھائی تھے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ جہلم میں کتب فروشی کی دکان تھی۔ فوت ہو کر بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ آپ احمدیت کے پروانے تھے۔ تبلیغ کا شغف رکھتے تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند

حضرت ملک محمد سلیم صاحبؓ

ولادت: ۱۸۹۹ء

کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ بڑے مخلص موصی احمدی ہیں۔ محکمہ نہر میں آفس سپرنٹنڈنٹ رہے۔ سلسلہ کی خدمت میں مستعد رہتے ہیں۔ بچپن میں ایک دفعہ اپنے والدین کے ہمراہ قادیان گئے تو سخت بیمار ہو گئے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے دوادی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا فرمائی تو فوق العادت طور پر صحت یاب ہو گئے۔ آپ کے فرزند فضل الرحمن سعید صاحب (ولادت ۱۹۳۲ء) بہت نیک احمدی ہیں۔ کندیاں (چشمہ بیراج) کے دفتر میں ڈرافٹسمین ہیں۔ وہاں کی جماعت کے صدر بھی ہیں۔

حضرت ڈاکٹر عبدالغنی صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۸ء بیعت: ۱۸۹۸ء

آپ بھی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے ہمسایہ تھے۔ اور مسیح موعود کے مخلص صحابی تھے۔ بسلسلہ ملازمت جہلم اور جڑانوالہ میں مقیم رہے۔ صاحب کردار بزرگ تھے۔ ان کے فرزند گرامی

مکرم ڈاکٹر میجر عبدالحق صاحب ملک

ولادت: ۱۹۰۷ء

سول سرجن کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر اب گجرات میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔ بہت مخلص احمدی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے علاج میں کوشاں رہے۔ سلسلہ کی خاطر قربانی کرنے والے بزرگ ہیں۔ انکے لڑکے ڈاکٹر طاہر محمود صاحب لاہور بھی بڑے مخلص احمدی ہیں۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت معہ اہلیہ صاحبہ مغربی افریقہ گئے ہیں۔

مکرم ملک عبدالقیوم صاحب ایم اے

ولادت: ۱۹۱۱ء

مکرم ملک عبدالحق صاحب موصوف کے بھائی ہیں۔ سلسلہ کے خادم ہیں بھیرہ گورنمنٹ ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر رہے ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی بھیرہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں ٹیچر تھیں۔ وہ بھی مخلص خاتون ہیں ان کے فرزند ملک عبدالشکور صاحب ملٹری میں کیپٹن ہیں۔

حضرت ملک سمندر خان صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۷ء بیعت: ۱۹۰۶ء وفات: ۱۹۱۲ء

آپ بھیرہ کے ایک زمیندار خاندان کے فرد تھے۔ محکمہ سول میں اہلمد تھے۔ ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئے۔ اگرچہ ابھی احمدی نہ ہوئے تھے۔ تاہم علاج کی خاطر حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ کے پاس قادیان گئے۔ آپ کے علاج سے روبصحت ہوئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ان کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضورؑ

نے فرمایا ''ان کو ہمارے پاس لے آئیں''۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے عرض کیا۔ ''وہ آپ کی خدمت میں لائے جانے کے قابل نہیں وہ شرابی کبابی ہیں''۔ (ملک صاحب قادیان میں بھی اپنے ہمراہ شراب کی کئی بوتلیں لے گئے تھے)۔ حضورؓ نے فرمایا ''ہم تو بھیجے ہی ایسے آدمیوں کے لئے گئے ہیں'' چنانچہ ملک صاحب کو حضورؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضورؓ نے ہاتھ اٹھا کر بہت لمبی دعا کی۔ جب فارغ ہوئے تو ملک صاحب کی کایا پلٹ چکی تھی۔ انہوں نے شراب سے توبہ کی اور بیعت بھی کر لی۔ جائے قیام پر پہنچ کر شراب کی بوتلیں توڑ دیں اور اپنی اہلیہ سے جو ہمراہ گئی تھیں کہا ''آج میں مسلمان ہو گیا ہوں''۔ تازیست تائب رہے۔

مکرّم ملک کرم الٰہی صاحب ایڈووکیٹ کوئٹہ

ولادت ۱۹۰۷ء

انہی کے ایک عزیز ہیں۔ آپ بڑے مخلص احمدی ہیں۔ جماعتِ کوئٹہ کے سرگرم رکن ہیں۔ ربوہ میں بھی مکان بنوایا ہے۔

محترم مخدوم محمد ایوّب صاحب بی۔اے

ولادت: ۱۸۹۸ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۶۶ء

آپ حضرت مخدوم محمد صدیق صاحب صحابی از ۳۱۳ (اوّل امیر جماعت احمدیہ بھیرہ) کے فرزند ارجمند تھے۔ لڑکپن سے ہی بڑے نیک اور زاہد عابد تھے۔ آپ نے اخلاص کا اعلیٰ نمونہ دکھلایا۔ اپنے والد صاحب کی وفات (۱۹۲۵ء) کے بعد جماعت بھیرہ نے ان کو امیر منتخب کیا۔ آپ نے اس ڈیوٹی کو بڑی خوبی سے نبھایا۔ بڑی تندہی سے کام کیا۔ آپ بڑے غیرت مند تھے خطباتِ جمعہ میں احبابِ جماعت کو سلسلہ کی اہمیت سمجھنے، ذمہ داری کے ساتھ ادا کرنے اخلاق

ضلہ اختیار کرنے اور مالی قربانی کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ چندوں کی وصولی کے لئے ذاتی طور پر بھی کوشش فرماتے تھے۔ ایک دفعہ وفد کی صورت میں چندہ کی وصولی کے لئے گئے۔ بندہ بھی ہمراہ تھا۔ ایک نام نہاد احمدی کے پاس پہنچے اور چندہ ادا کرنے کو کہا۔ اس نے کہا کہ آپ کی خاطر ۵ روپے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سلسلہ کی خاطر دیں وہ پھر بولا ''صرف آپ کی خاطر سے دیتا ہوں'' مخدوم صاحب نے وہ ۵ روپے واپس کر دیئے۔ کیونکہ اخلاص کے ساتھ نہیں دیئے گئے تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شخص جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔ میری طبیعت پر اِس امر کا خاص اثر ہے۔ مخدوم صاحب خداوند کریم کی رضا کے طالب تھے۔ بڑے سادہ اور حد درجہ کے شریف انسان تھے۔ سلسلہ کا درد رکھتے تھے۔ ان کے دل میں اس کا عظیم وقار تھا۔ آپ اپنے زمیندارہ کے سلسلہ میں میانی منتقل ہو گئے تھے اور جماعتِ میانی وگھوگھیاٹ کے پریذیڈنٹ رہے اور تادم واپسیں جماعت کی تربیت میں مصروف رہے مگر آپ نے جماعت بھیرہ کو فراموش نہیں کیا۔ بھیرہ سے جہاں انہوں نے عمر بسر کی بڑا انس تھا۔ مسجد نور بھیرہ کی توسیع اور لائبریری نیز احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے اپنے خرچ پر دور دراز کے سفر اختیار کر کے بھیرہ سے متعلق احمدیوں سے چندہ وصول کیا۔ اس رقم سے مسجد کی مرمت لائبریری کی تعمیر ہوئی۔ لاؤڈ سپیکر خریدا گیا۔ افسوس آپ جلد ہی وفات پا گئے۔ مخدوم صاحب محتاجوں اور غریبوں کی دامے درمے بہت مدد کرتے تھے۔ آپ صدر انجمن احمدیہ میں نائب ناظر کے عہدہ پر بھی تعینات رہے۔ اللھم اغفر لہٗ

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مخدوم صاحب کے فرزندان میانی میں زمیندارہ کرتے ہیں۔ مخلص احمدی ہیں مکرم الطاف احمد صاحب طبابت پیشہ بھی ہیں۔ آپ مکرم مخدوم بشیر احمد صاحب کے داماد ہیں ان کی اہلیہ سکول میں ٹیچر ہیں۔

مکرم میاں اللہ دتہ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۰ء بیعت: ۱۸۹۶ء

آپ بہت شریف زاہد اور عابد شخص تھے۔ سلیم الفطرت رکھتے تھے۔ بڑے اخلاص سے احمدیت قبول کی۔ آپ کے فرزند مکرم ماسٹر فضل الٰہی صاحب (ولادت ۱۸۹۶ء، بیعت پیدائشی) بھی سلسلہ کے مخلص خادم تھے۔ مقامی جماعت کے مدتوں جنرل سیکرٹری رہے بڑے ہمدرد قسم کے انسان تھے۔ جرأت اور ہمت بھی رکھتے تھے۔ انتظامی امور میں ان کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ بھیرہ گورنمنٹ ہائی سکول میں لمبا عرصہ ڈرائینگ ماسٹر رہے۔ سکول کے دفتر کے کام بھی عمدگی سے کر لیتے تھے۔ ٹائپ رائیٹنگ بھی جانتے تھے۔ اکاؤنٹ وغیرہ کے کام میں اتنے ماہر تھے۔ کلرک بلکہ ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی آپ سے مشورہ لیتے تھے۔ جنگ عظیم دوم میں آپ نے آنریری ریکرڈنگ افسر کے طور پر بھی کام کیا۔ احمدیہ محلہ کے خاص ممبر تھے۔ لوگوں کی بھلائی کے کام کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ پر مرکز سلسلہ میں جاتے تھے۔ جماعت کی سہولت کے لئے گاڑی کا ڈبہ ریزرو کروا لیتے تھے۔ تا کہ جنکشن سٹیشن پر گاڑی بدلنے میں تکلیف نہ ہو۔ ایک حصہ مستورات کے لئے ریزرو ہوتا تھا۔ آخر عمر میں آپ کو صدمات پہنچے۔ جوان لڑکا مر گیا۔ کچھ اور مصائب بھی آئے۔ ۱۹۵۷ء میں وفات پائی۔ **اللھم اغفر لہٗ**

ان کے بھائی ایم مولا بخش صاحب ریلوے سے ریٹائرڈ ہو کر لائکپور میں مقیم ہوئے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ ۱۹۶۷ء میں فوت ہوئے۔ **اللھم اغفر لہٗ**

خان بہادر حضرت غلام محمد صاحبؓ گلگتی

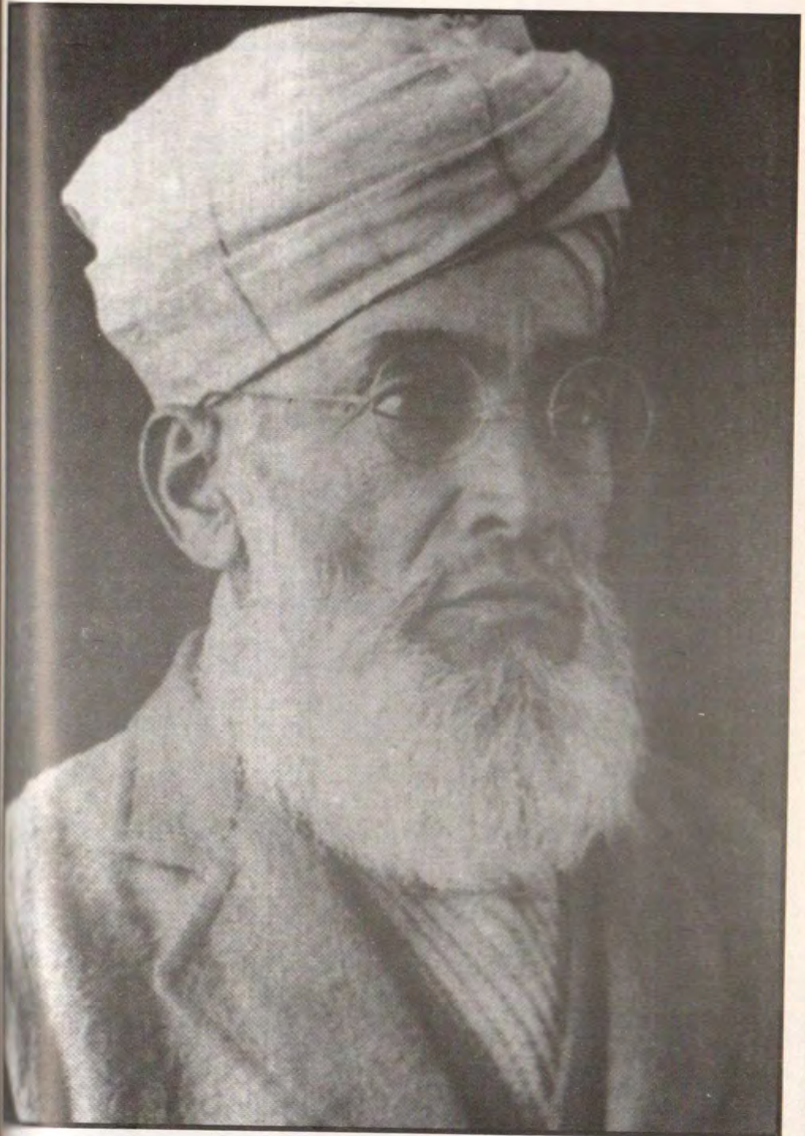
ولادت: ۱۸۷۷ء: بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۵۷ء

آپ بھیرہ کے ایک شریف خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ میرے والد بزرگوار کے سکول فیلو تھے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر بسلسلہ ملازمت گلگت تشریف لے گئے۔ بڑے لائق آدمی تھے۔ ترقی کر کے اعلیٰ عہدوں پر پہنچے۔ ایک دن گلگت کے انچارج گورنر بھی بنے تھے۔ بے حد مخلص احمدی تھے۔ متوکل باللہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جوانی میں بڑے دلیر اور بہادر تھے۔ چنانچہ ۱۹۱۶ء میں مکرم ماسٹر محمدؓ شفیع صاحب اسلم کی شادی پر ایک خطرہ کے پیشِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انکی بارات پر ہمراہ بھیجا تھا۔ آپ کے پاس بندوق تھی۔ اور کام بخوبی انجام پذیر ہوا۔ خان بہادر صاحب موصوف بعد ریٹائرمنٹ قادیان میں مقیم ہوئے۔ مگر پارٹیشن پر بھیرہ آ گئے۔ سلسلہ کی خدمت گزاری کے لئے کمر بستہ تھے۔ آخر عمر میں باوجود خرابی صحت بھی جمعہ کی نماز کے لئے مسجد نور میں جو ان کی رہائش سے کافی دور تھی۔ تشریف لاتے تھے۔ ہمسایوں اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتے تھے۔ سادہ مزاج اور سادگی پسند تھے۔ ۱۹۵۷ء میں یہیں وفات پائی۔ آپ موصی تھے۔ اس لئے آپ کی نعش بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئی۔

حضرت حکیم عبدالجلیل صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۰ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۴۵ء

آپ مکرم حکیم شیخ احمدؓ صاحب کے فرزند تھے جو کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے دوست تھے۔ حکیم عبدالجلیل صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کا صحابی بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اگرچہ آپ مخالفین کے محلہ میں رہتے تھے۔ مگر بڑے مستقل مزاج اور مخلص تھے۔ آپ کی مالی حالت کمزور ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نقل مکانی کا مشورہ دیا۔ آپ شیخو پورہ چلے



حضرت خان بہادر غلام محمد خان صاحبؓ (پولیٹیکل ایجنٹ گلگت ولداخ ولیہہ)

گئے۔ وہاں آپ کا کاروبار خوب چمکا۔ آپ کے فرزندان مظفر احمد صاحب، عبدالرزاق صاحب، مرغوب اللہ صاحب وغیرھم، اور انکی اولاد میں سب مخلص احمدی ہیں۔ شیخوپورہ میں ان کی وجہ سے جماعت کو ترقی حاصل ہوئی ہے۔

حضرت ملک نورالدین صاحبؓ آف تجکہ (بھیرہ)

ولادت: ۱۸۶۴ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۲۴ء

آپ قطب شاہی اعوان تھے۔ آپ کے والد بزرگوار ملک احمد دین صاحب آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے چچازاد بھائی ملک حافظ غلام محی الدّینؓ صاحب تھے۔ ہر دو بزرگ بہت نیک تھے۔ جمعہ کی نماز جامعہ مسجد بھیرہ میں پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ ایک دن وہاں کسی غیر احمدی مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تقریر کی۔ ان کو تجسس پیدا ہوا۔ بھیرہ کے کسی احمدی بزرگ سے سلسلہ کا اشتہار حاصل کیا۔ بعد مطالعہ ہر دو نے حضرت امام الزمان کو حق پر پایا۔ اور بیعت کے خطوط لکھ دیئے۔ مکرم حافظ غلام محی الدّین صاحبؓ نے قادیان جا کر دستی بیعت بھی کی اور حضور کے ۳۱۳ صحابہ میں شامل ہونے کا شرف پایا۔ مکرم ملک احمد دین صاحبؓ کے فرزند ملک نورالدّین صاحبؓ برما میں فوجی ملازم تھے۔ والد نے ان کو خط لکھا کہ وہ بھی امام مہدی کی بیعت کرلیں۔ اتفاق سے وہ چھٹی پر آرہے تھے۔ امرتسر سے قادیان گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت بھی کی مجلس میں بیٹھے اور حق کو پالیا۔ بیعت کر کے وطن واپس پہنچے۔ حضور کے چشم دید حالات سنائے سب خاندان بلکہ کئی دوسرے لوگوں نے بیعت کرلی۔ تجکہ کی جماعت ترقی پذیر رہی۔ محترم ملک نورالدّین صاحبؓ احمدیت کے شیدائی تھے۔ واپس برما جا کر اپنے فوجی دوستوں کو تبلیغ کرتے رہے۔ چنانچہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیال گڑھی کے ایک ہم وطن جو برما ملٹری میں تھے ان کے ذریعے احمدی ہوئے۔ وطن واپس جا کر پھر انہوں نے تبلیغ کی اور کئی لوگوں نے حق کو قبول کیا۔ اسطرح گویا دیال گڑھ میں احمدیت (تجکہ) بھیرہ سے پہنچی۔ حضرت ملک نورالدّین صاحبؓ میرے والد صاحبؓ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ جب وہ ۱۹۲۴ء

میں فوت ہوئے بندہ اس وقت نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ملک صاحبؓ موصوف نے ازراہ ہمدردی مجھے فرمایا تھا کہ محنت سے پڑھو اور میٹرک پاس کرلو۔ میں تمہاری ملازمت کے حصول کے لئے کوشش کرونگا۔ اگرچہ وہ جلد ہی وفات پا گئے مگر ان کی ہمدردی کے الفاظ آج تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اللّھم اغفر لہ

آپ کے فرزندِ گرامی: **حضرت ملک محمد حسین صاحبؓ** (ولادت ۱۸۸۸ء، بیعت: پیدائشی، وفات: ۱۹۵۰ء)۔ محکمہ ڈاکخانہ میں انسپکٹر رہے۔ آپ عراق میں بھی بسلسلۂ ملازمت تشریف لے گئے تھے۔ بڑے مخلص تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے خلف الرشید ثابت ہوئے۔ سلسلہ کی خدمت کے لئے جذبہ رکھتے تھے ۱۹۳۳ء تا ۱۹۴۳ء جماعتِ احمدیہ بھیرہ کے امیر منتخب ہوتے رہے۔ جماعت کی تربیت کا کام عمدگی سے کرتے تھے۔ ان دنوں مسجد نور میں اجلاس بڑے اہتمام سے ہوتے تھے۔ محترم ملک صاحبؓ صدارت کرتے تھے۔ ایک جلسہ کے لئے میں نے نظم ؎ لکھی تھی۔ مکرم ملک صاحب اپنے اخلاق کی وجہ سے بہت ہر دلعزیز تھے آپ موصی تھے ۱۹۵۰ء میں وفات پائی اللّھم اغفر لہٗ۔

حاشیہ

؎ نظم

خدائے پاک نے تجھ کو محمدؐ کی نیابت دی
بڑا انعام فرمایا زمانے کی امامت دی

سوا تیرے ہے مصلح اس صدی کا کون اے محمدؐ
کے ہے دودہ سلمانِ فارس کی نجابت دی

ہوا کس واسطے ظاہر کسوف شمس تھا آخر
قمر کو کس کی خاطر ماہِ رمضان میں خسا فتدی

کے منارہ بیضی پہ اللہ نے کیا نازِل
خدا نے کس کے حق میں اسمِ احمدؐ کی بشارت دی

ذرا میدان میں آ کر بتائیں منکرین ہم کو
کدہ کی بستی اقدس میں کس کو تھی ولادت دی

تیری تبلیغ کو دنیا کے کونوں تک پہنچایا ہے
تجھے شہرت قبولیت مخالف کو ندامت دی

مقابل پر تیرے تفسیر قرآن تو کوئی لکھتا
جناب کبریا نے خاص تھی تجھ کو تھی لیاقت دی

گرا فالج ڈوئی کذاب پر تیرے تقابل میں
تیرے اعجاز کی کارد نے لیکھو کو ہلاکت دی

سوائے گالیوں کے کچھ نہ نکلا ظرف باطل سے
تیرے دشمن کی فطرت کو خدا نے یہ کثافت دی

محمدؐ پاک کی توہین عیسٰی کو سراہا ہے
جبھی اللہ نے انکو ہمیشہ کی ندامت دی

بھلا دارین کا چاہیں تو مانیں یہ جری ء اللہ
لو اب تم بس کرو بتل بہت کافی وضاحت دی

ان کے چھوٹے بھائی **ملک مبارک احمد صاحب** (ولادت ۱۹۰۳ء) نے خاندانی روایات کو قائم رکھا۔ بڑے مخلص کارکن تھے۔ جماعتی حلقہ حجکہ کے پریذیڈنٹ تھے۔ بھیرہ میں پوسٹ ماسٹر تھے ۱۹۵۳ء میں جبکہ جماعت کے خلاف ملک میں شورش برپا تھی۔ آپ روزانہ سائیکل پر حجکہ سے بھیرہ آتے جاتے تھے۔ راستہ میں مخالفوں کا ایک گاؤں تھا۔ جہاں اس وقت کوئی احمدی نہ تھا۔ ایک دن جبکہ بھیرہ میں مخالفت کا زور تھا۔ بڑا جلوس نکلا تھا۔ مکرم ملک صاحب بوقت شام گھر جانے لگے۔ تو بندہ نے ان سے عرض کیا کہ آج حجکہ نہ جائیں ہمارے ہاں قیام کرلیں کیونکہ سنا ہے راستے میں لوگ بدارادہ رکھتے ہیں۔ مکرم ملک صاحب رقت آمیز لہجہ میں کہنے لگے "فضل الرحمٰن ہماری اتنی قسمت کہاں کہ شہادت کا درجہ حاصل ہو لیکن اگر میری جان احمدیت کی خاطر قربان ہو تو زہے قسمت"۔ یہ کہہ کر سائیکل پر روانہ ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کی حفاظت کی۔ میں ان کے اس جذبہ سے بہت متاثر ہوا۔ آپ ریٹائر ہو کر سلسلہ کے کاموں میں اور بھی زیادہ محنت کرنے لگے۔ حجکہ میں گاہے بگاہے تربیتی اجلاس بھی منعقد کرواتے تھے۔ افسوس آپ کی زندگی مختصر تھی۔ ۱۹۶۶ء میں فوت ہو گئے۔ آپ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ محترم ملک محمدؐ حسین صاحب کے لڑکے بھی مخلص احمدی ہیں۔ بڑے صاحبزادے مکرم ملک ممتاز احمد صاحب ایم-اے بی-ٹی ہیں (ولادت ۱۹۲۸ء) جماعت حجکہ کی سرکردگی اب ان کے ذمے ہے۔ ان کے چھوٹے بھائی ملک محمد اکرم صاحب صدر انجمن کے دفاتر میں کارکن ہیں۔ نیک اور مخلص احمدی ہیں۔

حضرت نور محمد صاحب نمبردار حجکہ

ولادت: ۱۸۶۰ء بیعت: ۱۹۰۶ء وفات: ۱۹۳۸ء

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جہلم میں آمد کی خبر سن کر زیارت کے لئے گئے تھے اور صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے لڑکے محترم غلام رسول صاحب اور نبی محمد صاحب بھی احمدی ہیں۔

حضرت مولوی دوست محمدؐ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۴ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۱۸ء

حضرت مولوی نور الدین صاحب کے حقیقی بھتیجے تھے۔ بڑے شریف انسان تھے۔ حضرت مولوی صاحب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی بیمار پرسی کے لئے حضور قادیان سے تشریف لائے۔ ان کے صاحبزادے قریشی صاحب شاہ سوار صاحب بڑے مخلص احمدی تھے۔ افسوس کے عالمِ شباب میں شاہ سوار صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے ان کی صاحبزادی مکرم مخدوم فاروق اعظم صاحب پسر مخدوم محمد اعظم صاحب کی اہلیہ ہیں مکرم مولوی دوست محمد صاحب موصوف کے چھوٹے صاحبزادے

مکرم سردار شاہ صاحب

ولادت: ۱۹۱۸ء بیعت: پیدائشی

آپ مخلص احمدی ہیں۔ آپ حضرتِ قریشی نجم الدین صاحبؓ صحابی از ۳۱۳ کی صاحبزادی کے داماد ہیں آپ کے بچے بھی سلسلہ کے خادم ہیں۔

حضرت قریشی سردار محمدؐ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۰ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۰۴ء

آپ بھی حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ حضرتِ مولوی نور الدین صاحبؓ کے حقیقی بھتیجے تھے۔ بڑے نیک بزرگ تھے۔ سلسلہ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ آپ کے فرزند محترم قریشی عبدالحق صاحبؓ (ولادت: ۱۸۸۴ء) بھی حضرتِ مسیح موعودؑ کے مخلص صحابی

تھے۔بچپن میں حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس جموں میں بھی رہے۔قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے تھے۔ایک دفعہ مہاراجہ جموں وکشمیر کے سامنے بھی قرآن مجید کی تلاوت کی جوانہوں نے کھڑے ہو کرسنی۔مکرم قریشی عبدالحق صاحبؓ پوسٹ ماسٹر کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوکر خوشاب میں رہائش اختیار کی۔وہیں وفات پائی۔آپ کے دوسرے بھائی!

حضرت قریشی میر احمد صاحبؓ

ولادت: ۱۸۸۸ء بیعت: پیدائشی

صحابی تھے۔صدر انجمن احمدیہ میں انسپکٹر بیت المال تھے۔دورہ پر بھیرہ میں بھی تشریف لائے۔سلسلہ کے فدائی ہیں۔آجکل علاقہ سندھ میں مقیم ہیں۔

مکرم نسیم صاحب نے صحابہ مسیح موعود کی یاد میں کیا خوب لکھا ہے۔

کیا ہوگئے وہ ملت مرحوم کے نقیب!　　تھے جو مسیح پاک کے مشاق اوّلیں!
ایک ایک کرکے بزمِ جہاں سے ہیں اٹھ گئے　　سارے امام وقت کی مجلس کے ہم نشیں!
وہ کاروانِ رشد وہدایت کے رہنما!　　تھا جن کے دل میں وردنوع مبشر جاگزیں
اخلاص پیشہ مخلص و تقویٰ شعار لوگ　　جن کی ہر ایک بات حلاوت میں انگبین
آپس میں پیارا اور محبت تھی جن کی خو　　جن کا وجود تھا نا شناسائے بغض وکیں
عزم بلند تھا جن کا کواکب شکار تھا!!　　جن کی نگاہِ کرم سے تھا دشمن سہمگیں!
تبلیغ کا جنون تھا رات دن جنہیں　　حق کے لئے تھی جن کی تڑپ غیرت آفریں
تھی روز و شب تلاوت قرآن جستجو　　تابندہ جن کی نور عبادت سے تھی جبیں!
کھاتا تھا جن کے صدق کی سوگند آسماں　　جن کا خلوص دیکھ چکی بارہا زمیں!
دھونی مار کے بیٹھ گئے کوئے یار میں　　سب کچھ لٹا کے ہوگئے محبوب سے قریں!

پروانہ وار شمعِ ہدایت پہ آ گرے　　گھر بار اور اقرباء چھوڑے برائے دیں!
سینہ تجلیوں سے تھا جن کا ضیاء فروش　　جن کے وجود میں تھا خدا جلوہ آفریں!
اظہارِ حق میں تھا نہ انہیں باک مطلقا　　تھا جن کی بات چیت کا انداز دلنشیں!
اے گردشِ زمانہ یہ تسنیمؔ کو بتا!　　وہ دین کے فدائی پھر آئیں گے یا نہیں!

حضرت حاجی کریم بخش صاحبؓ

ولادت: ۱۸۵۸ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۱۶ء

آپ میرے والد بزرگوار کے پھوپھا تھے۔ان کی تحریک پر احمدیت قبول کی۔بڑے نیک منش اور متدین بزرگ تھے۔آپ نے کئی حج کئے تھے خاموش طبع اور زاہد و عابد بزرگ تھے۔مرتے دم تک مسجدِ نور میں باقاعدہ نماز ادا کرتے تھے۔حتیٰ کہ نزع کی حالت بھی آپ پر مسجد میں طاری ہوئی۔تب آپ کو اٹھا کر لے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔انکی دو بیویاں تھیں۔بڑی بیوی ہمارے دادا صاحب کی ہمشیرہ تھی۔بے حد شریف اور سادہ طبیعت تھیں کبھی سوکن سے نہیں الجھیں۔صبر وشکر سے گزر اوقات کرتی رہیں۔ہمارے والدین کی فوتیدگی پر وہ ہماری دیکھ بھال کرتی رہیں۔۱۹۴۰ء میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔مخلص احمدی تھیں۔مسجد نور کی صفائی کا خوب خیال رکھتی تھیں۔اللھم اغفرلہ

حضرت حاجی فضل الٰہی صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۸ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۶۲ء

آپ میرے حقیقی چچا تھے۔آپ نے بھی میرے والد صاحبؓ اور دادا صاحبؓ بزرگوار

کی تقلید میں بیعت کی تھی۔اور وفادار رہے۔بڑے نیک اور شریف النفس تھے۔۱۹۲۴ء میں اپنی والدہ اور دو بھائیوں کے ہمراہ حج کو گئے۔مگر میرے والد صاحب کی وفات کی وجہ سے جو بعد از حج جدّہ میں واقع ہوئی تھی۔مدینہ شریف نہ جا سکے اور وطن واپس آگئے۔انکے دل میں مدینہ شریف کی زیارت کی تڑپ تھی پیدل روانہ ہو گئے۔آخر مدینہ شریف پہنچ کر روضہ مقدس کی زیارت سے دل کی آرزو پوری کی۔اس وقت حج کا موقع گزر چکا تھا۔آپ نے تقریباً ایک سال مدینہ اور مکہ میں قیام کیا۔اگلے سال حج کر کے اور مدینہ شریف کی زیارت کر کے پھر وطن واپس آئے۔آپ مسجد نور میں پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔قرآن کریم کی تلاوت اکثر کرتے تھے۔

آپ کا لڑکا بشیر احمد (ولادت ۱۹۲۰ء) ملٹری سے فارغ ہو کر آیا تو دارالیمن ربوہ میں مکان بنا کر وہیں آباد ہو گیا۔مکرم حاجی صاحب بھی معہ اہلیہ وہیں رہنے لگ گئے۔بڑے اہتمام سے نمازِ جمعہ کے لئے مسجد مبارک میں جاتے تھے۔اپنے محلّہ میں نماز کی امامت کے فرائض بھی ادا کرتے تھے۔بڑا صبر اور استقلال کا مادہ رکھتے تھے۔۸۰ سال کی عمر میں وفات پا کر ربوہ میں ہی دفن ہوئے۔آپ کی اہلیہ بھی مخلص خاتون تھیں۔وہ موصی تھیں۔۱۹۶۹ء میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کا شرف حاصل کیا۔اللھم اغفرلہ

استاد نور الٰہی صاحبؓ

ولادت: ۱۸۸۲ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۳۳ء

آپ بھی میرے حقیقی چچا تھے۔خوبصورت اور خوب سیرت تھے۔قرآن مجید سے بڑی محبت تھی۔خود بھی پڑھتے اور عزیزوں کو بھی پڑھاتے تھے۔کئی ہم عمروں کو بھی قرآن مجید پڑھایا اس وجہ سے استاد مشہور ہوئے ریویو آف ریلیجنز (اردو) منگواتے اور پڑھتے تھے۔بڑے مخلص اور سلسلہ کی غیرت رکھنے والے احمدی تھے۔مگر افسوس کہ جوانی میں ہی ضیق النفس میں مبتلا ہو گئے۔آخر کار ۱۹۳۳ء میں فوت ہو گئے۔انا للہ و انا علیہ راجعون!

حضرت میاں غلام محی الدین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۵۰ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۰۳ء

حضرتِ مولوی نورالدین صاحب کی ہمسائیگی میں رہتے تھے۔نیک اور سادہ مزاج تھے۔آپ کی اہلیہ حضرت عمر بانو صاحبہؓ بڑی دانا اور نیک خاتون تھیں۔ایک رات انہوں نے خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ اونٹنی پر سوار ہو کر اعلان کر رہے ہیں کہ امام مہدی صاحب قادیان میں ظاہر ہو گئے ہیں۔یہ بات ان کے دل کی گہرائی میں پہنچ گئی۔یقین ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا دعویٰ مسیح موعود درست ہے چنانچہ بیعت کر لی۔ان کے ذریعہ سارا خاندان احمدی ہو گیا۔کچھ عرصہ کے بعد آپ بیوہ ہو گئیں۔آپ محلّہ کی معتبر خاتون تھیں میری والدہ سے بہت محبت تھی۔آپ کو سلسلہ سے بڑا لگاؤ تھا۔حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی کے وعظ بڑے غور سے سنتی اور عمل کرتی تھیں۔۱۹۲۵ء میں وفات پائی۔اللھم اغفرلہ!

مکرم میاں امام دین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۴ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۳۰ء

میاں غلام محی الدین صاحب کے بڑے لڑکے تھے۔شریف النفس اور نیک دل انسان تھے۔پابند صوم والصلوۃ تھے۔رشتہ داروں سے حسن سلوک ان کا خاصا تھا۔اپنی بیوہ ہمشیرہ کے بیٹے کی پرورش کی۔اسے قرآن مجید حفظ کروایا۔اور اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دی۔ان کی اولاد آجکل واہ (راولپنڈی) میں بسلسلہ ملازمت مقیم ہے۔میاں امام الدین صاحب کے بڑے لڑکے عبدالمالک صاحبؓ (ولادت ۱۹۰۹ء) بسلسلہ ملازمت ضلع کیمبل پور میں مقیم رہے ہیں شریف طبع اور مخلص احمدی ہیں۔سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ان کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ

بی بی اس عاجز کی اہلیہ ہے۔ مخلص احمدی ہے۔ موصی ہے۔ متوکل اور شاکر صابر ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں ایک مرتبہ میں نے آزمائش کے لئے کہا کہ حکومت پاکستان کے بعض افسران احمدی ملازمین سرکار کو بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ لیکن جو شخص احمدیت سے پھر جائے اسے بہت فائدہ پہنچاتے ہیں۔ تنخواہ میں خاص اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہم کثیر العیال ہیں کیا خیال ہے۔ کہنے لگی اللہ مالک ہے۔ احمدیت سے علیحدگی منظور نہیں میں نے اسے شاباش کہی اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہماری معیشت اچھی رہی۔ چندہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہر ضرورت کو پورا کیا۔ بچے اعلیٰ تعلیم پا گئے۔ مکان بنایا۔ بچوں کی شادیاں بھی کیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر انسان چندہ ادا کرتا رہے تو خداوند کریم بہت برکت دیتا ہے۔ ع

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

مکرم میاں امام دین صاحبؓ موصوف کے ایک بھائی مکرم میاں فضل الٰہی صاحبؓ تھے۔ (ولادت: ۱۸۸۲ء) بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۴۶ء) شریف اور سادہ طبیعت تھے۔ ان کے لڑکے **مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحب** (ولادت: ۱۹۱۲ء بیعت: پیدائشی) راولپنڈی میں بسلسلہ ملازمت مقیم ہیں۔ ان کا لڑکا رفاقت احمد (ولادت: ۱۹۵۲ء) مخلص نوجوان ہے۔ سلسلہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور خدمت کا شوق ہے۔

حضرت میاں جمعہ خان صاحبؓ

ولادت: ۱۸۵۲ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۱۴ء

آپ حضرت میاں غلام محی الدین صاحبؓ مذکور کے بھائی تھے۔ محترمہ عمر بانو صاحبہؓ کی تحریک پر احمدیت قبول کی۔ اور اخلاص دکھایا۔ آپ بہت بڑے صناع تھے۔ ان کی صناعی کا نمونہ (دروازہ) عجائب گھر لاہور میں رکھا گیا ہے۔ محترم سر خضر حیات خان صاحب ٹوانہ سابق وزیر اعظم

حاشیہ ۔ آپ کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 30 پر فرمایا ہے۔

متحدہ پنجاب کے والد محترم ملک عمر حیات خان ٹوانہ آپ کی صناعی کی نمائش کے لئے آپ کو لندن لے گئے تھے۔ وہاں آپ کو بڑا انعام و اکرام دیا گیا تھا۔ آپ کی نگرانی میں مسجد نور بھیرہ کی تعمیر ہوئی۔

مکرم ماسٹر عبدالکریم صاحبؓ

ولادت: ۱۸۹۰ء بیعت: پیدائشی

آپ محترم جمعہ خان صاحبؓ موصوف کے بڑے لڑکے ہیں۔ بڑے مخلص احمدی ہیں گورنمنٹ سکول میں ڈرائنگ ماسٹر تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد خوشاب میں مقیم ہوئے۔ احمدیت کے شیدائی ہیں۔ صداقتِ احمدیت عمدہ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ ان کے ایک بھائی میاں عبدالرشید صاحب تھانیدار تھے۔ مخلص احمدی تھے۔ مگر ان کی زندگی مختصر تھی۔ ۱۹۳۲ء میں عمر ۲۹ سال فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

شیخ بشارت احمد صاحبؓ

ولادت: ۱۹۱۴ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۶۹ء

آپ بھی مکرم ماسٹر عبدالکریم صاحبؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ بڑے مخلص تھے۔ سلسلہ سے محبت تھی۔ ہمدرد تھے۔ خدمت کا جذبہ تھا۔ محکمہ تعلیم میں ہیڈ کلرک تھے۔ خوشاب میں مکان بنا کر رہائش اختیار کی مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ ملازمت کے دوران ہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کا صرف ایک لڑکا ظفر اقبال ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ مکرم بشارت احمد صاحب اور بعض اور دوستوں کی وفات پر میری یہ کیفیت ہے۔ ؎

یوں دیکھتا ہوں نقش قدم ہائے رفتگاں
جیسے بچھڑ گیا ہوں کسی کارواں سے میں

حضرت میاں محمدؐ بخش صاحبؓ

ولادت ۱۸۵۱ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۳۵ء

آپ حضرت جمعہ خان صاحب کے رفیق کار تھے۔ ان کے ہمراہ لندن بھی گئے۔ اور انعام و اکرام پا کر واپس آئے پختہ عقیدہ کے احمدی تھے۔ آپ میونسپل کمشنر بھی منتخب ہوئے تھے۔ ان کے بڑے لڑکے

میاں امام الدین صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۷ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۵۷ء

احمدیت کے شیدائی تھے۔ محکمہ سروے میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ڈرائنگ تھے۔ ان کے لڑکے

میاں بشیر احمد صاحبؓ بی اے

ولادت: ۱۹۱۶ء بیعت: پیدائشی

بڑے مخلص احمدی ہیں۔ بسلسلہ ملازمت کراچی میں رہتے ہیں۔ وہیں مکان بنالیا ہے۔ جلسہ سالانہ پر بڑے اہتمام سے آتے ہیں۔ ایک مرتبہ قادیان آئے تو مجھے کہنے لگے کہ یہاں آ کر دلی سکون ملتا ہے۔ یہاں آزادی کا احساس ہوتا ہے۔ دیگر مقامات پر تو احمدیوں کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ؎ سلام تک کہنے کے لوگ روادار نہیں۔

حاشیہ ؎ اس سلسلہ میں عاجز اپنا ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ ۱۹۲۹ء کے آغاز میں بندہ ایک ضروری کام سے راولپنڈی گیا گاڑی سحری کے وقت وہاں پہنچی میں ناواقف تھا مجھے انجمن احمدیہ مری روڈ جانا تھا تانگہ نہ ملا میں پیدل شہر پہنچا ایک مولوی نما ادھیڑ عمر شخص شاید مسجد جا رہا تھا میں نے اس سے احمدیہ مسجد کا راستہ پوچھا وہ سخت

مکرم میاں حیات محمدؐ صاحبؓ انجینئر

ولادت: ۱۸۹۸ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۵۳ء

آپ مکرم میاں محمدؐ بخش صاحبؓ موصوف کے دوسرے فرزند تھے۔ بڑے قابل اور ذہین تھے۔ میٹرک کے امتحان میں اپنے سکول میں اول آئے۔ اوورسیر کا کورس کر کے پشاور کے محکمہ نہر میں ملازم ہوئے۔ ترقی کر کے ایس ڈی او بن گئے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ پشاور کی احمدیہ مسجد کی تعمیر میں ان کا خاص حصہ ہے۔ جلسہ سالانہ پر مرکز ضرور آتے تھے۔ ریٹائر ہونے پر راولپنڈی میں کوٹھی بنا کر رہائش اختیار کی۔ بڑے خلیق اور ہمدرد تھے۔ غریب رشتہ داروں کی دل کھول کر مدد کرتے تھے۔ غرباء سے حسن سلوک کرتے تھے۔ احمدیت کے شیدائی تھے۔ سلسلہ کی تحریکات میں نمایاں حصہ لیتے تھے۔ ان کی بیوہ نیز لڑکے کرنل انوار احمد صاحب سلسلہ کی خدمت کرتے ہیں۔

مکرم میاں محمد صادق صاحبؓ

ولادت ۱۹۰۰ء بیعت: پیدائشی

آپ میاں حیات محمد صاحب موصوف کے بھائی ہیں۔ مخلص احمدی ہیں سروے آف پاکستان کے محکمہ سے باعزت ریٹائر ہوئے۔ ان کا لڑکا شبیر احمد اختر (ولادت ۱۹۳۴ء) میرا داماد ہے۔ سروے آف پاکستان راولپنڈی میں ملازم ہے۔ خدام الاحمدیہ کا سرگرم رکن ہے۔

حاشیہ حقارت کے ساتھ غضبناک لہجہ میں بولا "تو مرزائی ہے" میں نے کہاہاں میں احمدی ہوں اس پر وہ مزید ترش لہجہ میں بولا "صبح ہی صبح کم بخت مرزائی میرے ماتھے لگ گیا ہے جا دفعہ ہو جا ورنہ لاٹھی مار کر سر پھوڑ دوں گا۔" میں خاموشی سے سیدھا نکل گیا اور بڑی مشکل سے احمدیہ انجمن پہنچا اس طرح میرے لڑکے محمود نے بتایا کہ "انجینئرنگ یونیورسٹی میں میرا ایک شریف غیر احمدی طالب علم دوست بن گیا مگر جب اس کو معلوم ہوا کہ میں احمدی ہوں تو کہنے لگا چونکہ مرزائی ہو میں تمھارے ساتھ دوستی نہیں رکھ سکتا۔ وہ ناراض رہنے لگا۔"

مکرم میاں محمدؐ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۸۸ء بیعت: ۱۹۰۸ء

آپ میاں محمد بخش صاحبؓ موصوف کے چچازاد بھائی تھے۔ بھائی اسلام احمد صاحب صحابی از فہرست ۳۱۳ کے داماد تھے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ مسجد میں پہنچے تو نماز باجماعت ہو چکی تھی۔ یہ معلوم کر کے کہ وہ اس سعادت سے محروم رہے ہیں بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون ! آپ کو سلسلہ سے بڑی محبت تھی۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے انکے لڑکے

مکرم محمدؐ صادق صاحبؓ

ولادت: ۱۹۲۲ء بیعت: پیدائشی

مکرم میاں محمدؐ صاحب موصوف کے فرزند ہیں۔ بہت مخلص احمدی ہیں۔ احمدیہ مسجد نور کی آبادی کا باعث ہیں اور انکے بھائی محمدؐ شفیع صاحب بھی مخلص احمدی ہیں۔

مکرّم پیر محمدؐ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۴ء بیعت: ۱۸۹۵ء وفات: ۱۹۱۸ء

پہلے آپ کا نام پیر بخش تھا۔ احمدی ہونے پر نام تبدیل کر کے پیر محمدؐ رکھا کیونکہ سابقہ نام میں شرک کا پہلو پایا جاتا تھا۔ کسوف وخسوف اور لیکھرام والے نشانات دیکھ کر احمدیت کی صداقت پر ایمان لائے۔ آپ خاموش طبع نیک اور محنتی بزرگ تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور کفایت شعار تھے۔ ان کے فرزند

مکرم محمدؐ رمضان صاحب

ولادت: ۱۹۰۲ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۶۵ء

سلسلہ کے فدائی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عاشق تھے۔ اخبار الفضل منگواتے تھے۔ اور گھر والوں نیز ہمسایوں کو پڑھ کر سناتے تھے۔ بسلسلہ ملازمت راولپنڈی گئے اور وہیں آباد ہو گئے۔ آخر فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے۔ انکے بڑے لڑکے!

مکرم شیخ بشیر احمد صاحب

ولادت: ۱۹۲۴ء بیعت: پیدائشی

سلسلہ کے خادم ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے سرگرم رکن تھے۔ اب انصار اللہ میں شوق سے خدمت کرتے ہیں۔ ان کا لڑکا توقیر احمد (ولادت: ۱۹۵۴ء) بھی سلسلہ کا خادم ہے۔

مکرم مبشر احمد صاحب خورشید

ولادت: ۱۹۳۹ء بیعت: پیدائشی

آپ مکرم بشیر احمد صاحب موصوف کے بھائی ہیں۔ ٹیکسلا میں انجینئر ہیں۔ مخلص احمدی ہیں۔ دینی قسم کی نظمیں بھی لکھتے ہیں جو سلسلہ کے لٹریچر میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

مکرم محمدؐ رمضان صاحب کی ایک چچی فضل بی بی تھیں (ولادت: ۱۸۷۲ء بیعت: ۱۹۰۵ء وفات: ۱۹۵۳ء) بڑی مخلص احمدی تھیں۔ پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ رمضان شریف میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کی بہت شائق تھیں۔ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر

آبادی کے قیام بھیرہ کے دنوں میں ان کے وعظ و نصیحت غور سے سنتی اور عمل کرتی تھیں۔ مکرم محمد رمضان صاحب کے ہمراہ راولپنڈی چلی گئیں۔ ۱۹۵۳ء میں فوت ہوگئیں راولپنڈی میں غیر احمدیوں نے ان کے قبرستان میں دفن ہونے پر شورش برپا کی۔ اور بمشکل یہ معاملہ سلجھا۔ اللھم اغفر لہ

میاں محمد بہادر صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۸ء بیعت: ۱۹۰۵ء وفات: ۱۹۳۵ء

آپ گھڑی سازی کا کام کرتے تھے۔ نیک نمازی تھے۔ ان کی دوکان پر سلسلہ کے متعلق گفتگو رہتی تھی۔ ان کے دیگر سب رشتہ دار غیر احمدی تھے۔ مگر وہ بڑے اخلاص سے سلسلہ کے ساتھ منسلک رہے آداب مسجد کی نوجوانوں کو ہدایت کرتے تھے۔

میاں احمد صاحب مغلؓ

ولادت: ۱۸۷۲ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۳۴ء

آپ میری اہلیہ کے ماموں تھے۔ صاحب جائیداد تھے۔ مگر سادگی پسند اور کفایت شعار تھے۔ چندہ باقاعدہ ادا کرتے تھے۔ عابد زاہد اور شرع کے بہت پابند تھے۔ ایک متشرع نائی سے حجامت کرواتے تھے۔ جو کسی کی داڑھی نہ مونڈتا تھا۔ آپ کو تلاوتِ قرآنِ مجید کا بہت شوق تھا۔ آپ غریب رشتہ داروں کی بہت امداد کرتے تھے۔ ان کے بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرتے تھے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی بڑی پارسا خاتون تھیں۔ نفلی روزے بھی رکھتی تھیں قرآن مجید کی عاشق اور تہجد گزار تھیں۔ اپنے خاوند کی خدمت گزار تھیں انکے فرزند

مرزا احمد خان صاحبؓ صوبیدار

ولادت: ۱۹۰۶ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۶۶ء

محکمہ سروے آف پاکستان سے باعزت ریٹائرڈ ہوئے۔ جنگِ عظیم دوئم کے دوران عراق بھی گئے تھے۔ قادیان میں مکان بنا کر رہائش اختیار کی۔ پارٹیشن پر بھیرہ آئے۔ پھر ربوہ میں مکان بنا کر رہائش اختیار کی۔ ریٹائرمنٹ کے جلد ہی بعد وفات پائی۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ شریف النفس اور نیک کردار تھے۔ انکے بچے بھی بفضلِ خداوند کریم سلسلہ کے خادم ہیں۔

میاں نیک محمدؐ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۹ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۲۶ء

آپ میرے خالو تھے۔ محلّہ احمدیہ میں رہتے تھے۔ ہمارے ننھیال کا گھر محلّہ حکیماں کے قریب ہے وہاں جانے کے لئے مفتیوں کے محلّہ سے گزرنا پڑتا تھا۔ گلی کے موڑ پر ایک مفتی کی بیٹھک تھی جو کہ بہت معمّر تھا۔ میرے خالو صاحب وہاں سے گزرے تو مفتی صاحب مذکور نے احمدیوں کے حق میں سب وشتم کیا۔ اور کہا تیرا نام تو نیک محمد ہے۔ مگر تو بد ہے۔ کیونکہ مرزائی ہوگیا ہے۔ انہوں نے جواباً کہا ”ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو خدا اور اسکے رسول کے حکم سے مانا ہے۔ جن کے لئے کسوف وخسوف کا نشان آسمان پر بھی ظاہر ہوا ہے۔ مگر آپ رسولؐ پاک کے نافرمان ہیں سوچ لیجئے بد کون ہے“۔ وہ شرم سار ہوئے۔ خالو صاحب ۱۹۲۴ء میں بسلسلہ مقدمہ مابین احمدیاں وغیر احمدی پراچگان میں ماخوذ ہوئے۔ اس کے جلد بعد فوت ہوگئے۔ اناللہ و انآ الیہ راجعون!

حاشیہ ہمارے ایک احمدی بزرگ میاں محمد بخش صاحب کمیٹی کے الیکشن میں ممبر شپ کے امیدوار تھے۔ وہ پراچگان کی مخالف سیاسی پارٹی سے منسلک تھے۔ محلّہ احمدیہ میں جو محلّہ پراچگان کے ملحق ہے

مکرم بابو محمد امین صاحب پراچہ

ولادت: ۱۸۴۸ء بیعت: ۱۹۰۴ء وفات: ۱۹۴۷ء

آپ بہت بڑے تاجر تھے۔ بھیرہ کے کاریگروں سے جو عموماً احمدی ہوتے تھے۔ قیمتی پتھر یا سیپ کی اشیاء بنا کر راجاؤں اور نوابوں کے پاس جا کر فروخت کرتے تھے۔ اور نفع حاصل کرتے تھے۔ بڑے معزز آدمی تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے بابو فضل الٰہی صاحب (ولادت ۱۸۹۲ء بیعت ۱۹۰۴ء) نے مجھے بتایا کہ عید کے دن ۱۹۰۴ء میں کسی مخالف مولوی نے عیدگاہ بھیرہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بہت بدزبانی کی تو مکرم والد صاحب کے دل میں اللہ تعالیٰ نے القاء کیا۔ کہ مخالفت ہمیشہ سچوں کی ہوتی ہے۔ ان کو یقین ہو گیا کہ حضور کا دعویٰ درست ہے۔ لہٰذا انہوں نے عیدگاہ کی منڈیر پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ مولوی کی بدزبانی در حق حضرتِ مرزا صاحب علیہ السلام نے مجھ پر یہ اثر کیا کہ میں نے ان کو امام مہدی..... مان لیا ہے۔

بقیہ حاشیہ پراچہ صاحب کو ووٹ کم ملنے کا شک تھا۔ اس لئے وہ احمدیوں کے سخت مخالف ہو گئے۔ وہ ان کی طاقت کو پاش پاش کرنے کے درپے تھے۔ چنانچہ عید الاضحیٰ کا دن تھا۔ ایک احمدی نوجوان (مابین محلّہ احمدیہ و محلّہ پراچگان) سے سودا خرید رہا تھا کہ پراچگان نے احمدیوں کے خلاف غیظ و غضب کے بہت بُرے الفاظ استعمال کئے احمدی نوجوان نے جوش میں آ کر ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس پر لڑائی ہو گئی۔ اتفاق سے ایک احمدی پراچہ کو جو بیچ بچاؤ کر رہا تھا کہ شدید زخم آ گیا اور وہ مر گیا۔ اس پر احمدیوں کے خلاف سنگین مقدمہ بنایا گیا۔ اور بڑا اثر رسوخ استعمال کرا کے پراچہ صاحبان چوبیس احمدیوں کو قید کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ دورانِ مقدمہ بڑی سازشیں کی گئیں۔ ایک مرتبہ شیخ فضل کریم صاحب پراچہ نے جو کہ مخلص احمدی ہیں مخالفت احمدیت پراچگان سے کہا کہ جھوٹ کی ملاوٹ سے مقدمہ نہ الجھائیں۔ مگر انہوں نے جواباً کہا وہ اپنا الّو سیدھا کر کے چھوڑیں گے۔ اس ناگہانی مصیبت نے احمدیوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ مقدمہ پر بڑا روپیہ خرچ ہوا۔ اور روزگار خراب ہوا۔ بچوں کی تعلیم رک گئی۔ بعض احمدیوں پر اتنا خراب اثر ہوا کہ وفات تک نوبت پہنچی۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

آج سے میں احمدی ہوتا ہوں۔ دنیا حیران رہ گئی۔ گھر آ کر اپنی بیعت کا خط حضرت امام الزماں کی خدمت میں لکھ دیا۔ میں اسوقت ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ میں نے مکرم حافظ محمد اسحٰق صاحب صحابیؓ از ۳۱۳ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی طرف سے بھی بیعت کا خط لکھوا دیا۔

ان دنوں ہمارے محلہ میں ایک دکاندار سخت بدزبانی کرنے والا دشمنِ احمدیت تھا۔ محترم والد صاحب نے اسے تنبیہہ کر دی اگر اسکے بعد اس نے حضرت مرزا صاحبؑ کے بارے میں بدزبانی کی تو اسکے لئے اچھا نہ ہو گا۔ چنانچہ وہ مخالفت کرنے والا آپ کے رعب کی وجہ سے اعلانیہ بدگوئی سے باز آ گیا۔ محترم بابو محمد امین صاحب نے سو سال کی عمر پائی۔ حضرتِ خلیفۃ المسیح الاول سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔

محترم شیخ فضل کریم صاحب پراچہ وکیل

ولادت: ۱۸۹۶ء بیعت: پیدائشی

آپ محترم بابو محمد امین صاحب پراچہ موصوف کے دوسرے فرزند ہیں۔ بہت مخلص ہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ کے عہد میں قادیان گئے۔ حضور نے پڑھائی وغیرہ کا حال پوچھا تو خوش ہو کر کچھ انعام دیا۔ محترم وکیل صاحب بڑے سلجھے ہوئے آدمی ہیں۔ فضول رسومات سے مجتنب رہے ہیں۔ خدمتِ دین کا شوق رکھتے ہیں۔ فتنہ ملکانہ کے سلسلہ میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ دلّی میں جلسہ مصلح موعود میں جب مخالفین نے فساد برپا کیا اور حضرتِ خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود پر پتھراؤ کیا تو شیخ صاحب موصوف نے حضور کے لئے سپر کا کام کیا۔ آپ کا ہاتھ پتھر لگنے سے زخمی ہوا۔ حضور نے آپ کا نام فدائین کی فہرست میں شامل فرمایا تھا۔

آپ احمدیہ ہوسٹل لاہور کے سپرنٹنڈنٹ بھی رہ چکے تھے۔ اور جن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو کشمیر کمیٹی کی صدارت پیش کی گئی تھی اور محترم عبدالرحیم درد صاحب کمیٹی کے آل انڈیا سیکرٹری بنے تھے۔ مکرم شیخ فضل کریم صاحب موصوف صوبائی سیکرٹری مقرر ہوئے تھے۔ دلّی میں

آپ لیبر یونین کی سرپرستی بھی کرتے تھے۔اور ان کو حقوق لے کر دیے۔کچھ عرصہ کے بعد آپ ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔اور ایک فیکٹری جاری کی۔ پارٹیشن پر آپ بھیرہ آ گئے اور پھلروان ؎ میں آپ کو شورہ کا کارخانہ الاٹ ہوا۔مگر جلد ہی آپ نے اسے چھوڑ دیا۔بھیرہ میں ایک مرتبہ پھر وکالت شروع کی۔لیکن آجکل تصنیف کتب میں ہی مصروف رہتے ہیں۔محترم شیخ صاحب جماعت احمدیہ بھیرہ کے نائب امیر اور سرگرم رکن ہیں۔مسجد نور میں باقاعدہ نمازِ باجماعت ادا کرتے ہیں۔آپ تبلیغ کا بے حد شوق رکھتے ہیں سلسلہ کے بڑے بڑے اہم کام سرانجام دیتے ہیں۔مقامی جماعت کی لائبریری کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ان کا وجود بھیرہ میں غنیمت ہے۔آپ موصی ہیں۔نوجوانانِ جماعت کی تربیت کا خاص التزام فرماتے ہیں۔

مکرم شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ

ولادت: ۱۸۹۸ء بیعت: پیدائشی

آپ مکرم شیخ فضل کریم صاحب موصوف کے برادرِ حقیقی ہیں۔تاجر پیشہ ہیں سلسلہ کے مخلص خدمت گزار ہیں۔

حاشیہ ؎ آپ کے قیام پھلروان کے دوران قریبی موضع سالم کے **مولوی غلام رسول** صاحب جنہوں نے ۱۹۳۵ء میں بعمر ساٹھ ۶۰ سال بیعت کی تھی سخت بیمار تھے بندہ ان دنوں ہڈالی میں تھا میں نے محترم شیخ فضل کریم صاحب سے عرض کر دیا تھا کہ اگر مولوی صاحب فوت ہو جائیں تو ان کا جنازہ پڑھنے کا انتظام فرمائیں کیونکہ ان کے سب رشتہ دار غیر احمدی ہیں اور اہلِ دِہ مخالف ہیں چنانچہ مکرم شیخ صاحب کو ان کی فوتیدگی کی اطلاع ملی تو آپ چند احمدیوں کو پھلروان سے ہمراہ لے جا کر چار میل دور موضع سالم میں گئے غیر احمدی میت کو غسل دینے سے انکاری ہو رہے تھے محترم شیخ صاحب نے خود اچکن اُتاری اور آستین چڑھا کر میت کو غسل دیا دیہاتی لوگ محترم وکیل صاحب کی یہ قربانی دیکھ کر حیران رہ گئے پھر شیخ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن تک ساتھ رہے آپ کا یہ وقار عمل قابل داد ہے اور اس کا اچھا اثر ہوا۔

(جزاکم اللہ احسن الجزاء)

مکرم شیخ حاجی فضل الرحمٰن صاحب پراچہ

ولادت: ۱۹۱۰ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۷۰ء

آپ بھی مکرم شیخ فضل کریم صاحب کے بھائی تھے۔سلسلہ کے مخلص خادم تھے۔مخیر آدمی تھے۔یونائیٹڈ بس کمپنی کے ایک گروپ کے مینیجر تھے۔ان کے صاحبزادگان بھی مخلص احمدی ہیں۔

مکرم شیخ حاجی محمد اقبال صاحب پراچہ

ولادت: ۱۹۱۲ء بیعت: پیدائشی

آپ بھی مکرم شیخ صاحب موصوف کے بھائی ہیں۔سلسلہ کے فدائی ہیں۔بھیرہ بس کمپنی کے مینیجر ہیں۔سرگودھا کی مجلس عاملہ کے ممبر ہیں۔بھیرہ کے احمدی اطفال میں حفظِ قرآن مجید کے سلسلہ میں دونوں بھائیوں نے وظائف مقرر کئے۔اور کئی حافظِ قرآن مجید بنے۔آپ وسیع حوصلہ اور نیک خصلت ہیں۔

مکرم شیخ بشارت احمد صاحب پراچہ

آپ بھی شیخ صاحب موصوف کے بھائی ہیں منڈی بہاؤالدین (گجرات) میں تجارتی کاروبار ہے۔سلسلہ کے خدمت گزار ہیں۔ان کی اہلیہ صاحبہ محترم صوفی عبدالغفور صاحب پراچہ سابق مبلغ چین کی ہمشیرہ ہیں۔بڑی مخلص خاتون ہیں۔ان کا لڑکا سعادت احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی مرکزی حکومت میں عہدہ دار ہیں۔اور وہ بھی مخلص احمدی ہیں۔

مکرم شیخ میجر بشیر احمد پراچہ صاحب

ولادت: ۱۹۱۶ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۶۸ء

آپ بھی شیخ صاحبان موصوف کے حقیقی بھائی تھے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ آپ محترم صوفی عبدالغفور صاحب پراچہ مبلغ چین کے داماد تھے۔ فوج سے فارغ ہو کر ٹرانسپورٹ کے کام میں مصروف ہوئے۔ مقام حسرت ہے کہ سب سے چھوٹا بھائی سب سے پہلے راہی ملکِ بقاء ہوا۔ انا للہ وانا علیہ راجعون!

مکرم شیخ محمد اعظم صاحب پراچہ

ولادت: ۱۸۵۰ء بیعت: ۱۹۰۴ء وفات: ۱۹۲۸ء

آپ محترم شیخ (بابو) محمد امین صاحب کے بھائی تھے۔ اور مکرم شیخ فضل کریم صاحب کے خسر تھے۔

مکرم شیخ عبدالقیوم صاحب پراچہ

ولادت: ۱۹۱۰ء بیعت: پیدائشی

شیخ محمدؐ اعظم صاحب موصوف کے فرزند اور محترم حکیم محمدؐ حسین صاحب (مرہم عیسیٰ) لاہور کے داماد ہیں۔ مخلص احمدی ہیں۔ آجکل ربوہ میں مقیم ہیں۔

مکرم مولوی حبیب اللہ صاحب پراچہ

ولادت: ۱۸۶۱ء بیعت: ۱۹۱۱ء وفات: ۱۹۱۸ء

آپ بڑے مخلص احمدی تھے۔ بازار میں دوکان کرتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ان کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ ۱۹۱۶ء میں ایک عیسائی مشنری بازار میں تبلیغ وعظ کر رہا تھا۔ آپ نے اسے لاجواب کیا۔

مکرم حاجی حافظ فضل احمد صاحب پراچہ

ولادت: ۱۸۹۲ء بیعت: ۱۹۱۲ء

آپ مکرم مولوی حبیب اللہ صاحب پراچہ موصوف کے فرزند ہیں۔ مخلص احمدی ہیں۔ رمضان شریف میں مسجد فضل بھیرہ میں عموماً تراویح میں قرآن مجید سناتے تھے۔ مگر اب بوجہ ضعف پیری اس خدمت کو نبھا نہیں سکتے۔ تاہم نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔

محترم صوفی عبدالغفور صاحب پراچہ بی اے علیگ

ولادت: ۱۹۰۲ء بیعت: ۱۹۱۸ء

آپ نے ایک پر جوش اور کارکن احمدی کے طور پر شہرت پائی۔ تبلیغ اسلام کے لئے چین گئے وہاں ایک خاندان احمدیت میں داخل ہوا۔ ان کے ہاں آپ نے ازدواجی رشتہ بھی قائم کیا ان کی ایک لڑکی نے (جو میٹرک میں میری شاگردہ تھی) ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ وہ مکرم ------ ولد میجر عارف زمان کی اہلیہ ہے۔ مکرم صوفی صاحب موصوف کی بڑی لڑکی میجر بشیر احمد صاحب پراچہ کی بیوہ ہے۔ جو کہ لجنہ اماء اللہ سرگودھا کی سیکرٹری ہے۔

میاں عبدالغفور صاحب

ولادت: ۱۸۵۶ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۱۸ء

آپ میرے والد بزرگوار کے ماموں تھے۔ بڑے شریف اور نیک انسان تھے۔ ان کے فرزند۔

حافظ محمد اسحاق صاحب

ولادت: ۱۸۹۸ء بیعت: پیدائشی

بہت مخلص بزرگ ہیں۔ مقامی مسجد فضل میں تراویح میں قرآن کریم سنایا کرتے تھے۔ اب دیگر نمازوں میں عموماً امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ آپ اچھے قاری ہیں۔ ان کے لڑکے سرگودھا میں ملازمت کرتے ہیں۔

میاں غلام رسول صاحب

ولادت: ۱۸۷۹ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۰۹ء

آپ بڑے مخلص احمدی تھے۔ خوش الحان اور بلند آواز تھے۔ انکی نمازِ فجر کے لئے اذان دریا کے دوسرے کنارے احمد آباد (ضلع جہلم) میں بھی سنی جاتی تھی۔ پینتیس سال انہوں نے یہ خدمات سرانجام دیں۔ آج کل انکے لڑکے رشید احمد صاحب (ولادت ۱۹۰۲ء) اس سپیکر پر اذان کہتے ہیں۔ وہ بھی بڑے نیک ہیں۔ ادھیڑ عمر میں قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کیا ہے۔ مسجد فضل کے اعزازی نقیب ہیں۔

محترم میاں اللہ دتہ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۴ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۰۹ء

آپ بڑے علمدار باعمل بزرگ تھے۔ احمدیہ مسجد فضل میں امامت کے فرائض بجالاتے تھے۔ ورد تدریس کرتے تھے۔ محلہ بھر کی دینی رہنمائی کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ آپ عملی نمونہ سے تبلیغ کرتے تھے۔ آپ کے فرزند جناب۔

حضرت میاں خدا بخش صاحبؓ

ولادت: ۱۸۹۱ء بیعت: پیدائشی

اپنے والد میاں اللہ دتہ صاحب موصوف کے ہمراہ قادیان جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنکھوں دیکھے حالات بھی سناتے تھے۔ بچپن ہی سے نیک خصلت ہیں۔ اپنے والد صاحب موصوف کی وفات پر آپ نے ان کی جگہ سنبھال لی اور محلہ احمدیہ کے لوگوں کی دینی تربیت میں مشغول رہے۔ اس کتابچہ میں اکثر روایات محترم میاں خدا بخش صاحب صحابی کی بیان فرمودہ ہیں۔ آپ موصی ہیں۔ آپ کی اولاد در اولاد سب مخلص ہیں۔

مکرم قاضی فضل کریم صاحب

ولادت: ۱۸۸۱ء بیعت ۱۹۰۴ء وفات: ۱۹۵۷ء

آپ بڑے عابد زاہد اور دعا گو بزرگ تھے۔ مسجد نور میں اذان دیتے تھے۔ خوش الحان اور بلند آواز تھے۔ قرآنِ مجید کے اچھے قاری تھے۔ سلسلہ کے مخلص خادم تھے۔ آخری عمر میں اپنے

لڑکے قاضی عبدالغنی صاحب کے پاس راولپنڈی چلے گئے۔ جو بسلسلہ ملازمت وہاں جا کر مقیم ہو گئے تھے۔ آپ نے وہیں وفات پائی - اللھم اغفر الہٗ

مکرم قاضی فضل عظیم صاحب

ولادت: ۱۹۰۸ء بیعت: پیدائشی

آپ مکرم قاضی فضل کریم صاحب کے فرزند ہیں۔ حضرت منشی خادم حسین صاحبؓ سے استفادہ کر کے آپ نے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پھر آپ ملٹری میں بھرتی ہو گئے۔ اور نائب صوبیدار ریٹائرڈ ہوئے۔ بڑے مخلص احمدی ہیں۔ اب راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ انکے لڑکے مکرم ڈاکٹر فضل احمد صاحب پی ایچ ڈی (ولادت ۱۹۳۴ء) بھی مخلص احمدی ہیں۔ آجکل بسلسلہ ملازمت امریکہ میں مقیم ہیں۔ والدین کے خدمت گزار ہیں۔ انکے دوسرے بھائی مکرم اقبال احمد صاحب (ولادت ۱۹۳۶ء) مسلم کمرشل بینک میں مینیجر ہیں۔ نیک منش احمدی ہیں۔

مکرم محمد حبیب صاحبؓ

ولادت: ۱۸۸۲ء بیعت: ۱۸۹۹ء وفات: ۱۹۵۰ء

مخلص احمدی تھے۔ محترم حافظ محمد امین صاحبؓ صحابی جہلم کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ تبلیغ کا شوق رکھتے تھے۔ آخری عمر میں لمبا عرصہ بیمار رہے۔ اگرچہ آپ کے اکثر رشتہ دار غیر احمدی ہیں مگر آپ نے تادمِ آخر احمدیت سے وابستگی رکھی۔ اور احمدیوں کو جنازہ پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ آپ کے لڑکے نذیر احمد صاحب مکینک حال ملتان بڑے مخلص احمدی ہیں۔

مکرم حاجی سراج الدین صاحب

ولادت: ۱۹۰۲ء بیعت: ۱۹۲۰ء

آپ ایک پرجوش مخلص احمدی ہیں۔ نوجوانی میں حج کیا۔ احمدیت قبول کر کے تبلیغ میں کوشاں ہو گئے۔ محترم قریشی غلام حسین صاحب کے ہمسایہ تھے۔ ان کے فیضِ صحبت سے متاثر تھے۔ اگرچہ بیوی سمیت سب رشتہ دار غیر احمدی ہیں مگر آپ احمدیت پر مستحکم ہیں۔ ۔ ۔ ۔ انکا لڑکا رشید احمدؐ (ولادت ۱۹۴۲ء) حال سرگودھا پیدائشی احمدی ہے۔ بہت مخلص ہے۔ اسکی شادی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ایک پروردہ لڑکی سے ہوئی جو بڑی نیک ہے۔

مکرم مولوی فضل احمدؐ صاحب دیہاتی مبلغ حاجی موصوف کے داماد ہیں۔ مکرم حاجی صاحب موصوف کی ایک لڑکی محترم مولوی دوست محمدؐ صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کی بھاوجہ ہے۔ مکرم حاجی صاحب نے بلند آواز پائی ہے۔ اس لئے مسجد نور میں مؤذن کی ڈیوٹی کرتے ہیں۔ جب کبھی بھیرہ میں جماعتی جلسہ کا انتظام ہوتا تو آپ بے دھڑک بازار میں اسکا اعلان کرتے تھے۔ آپ کو تبلیغ کا جنون تھا۔ دوکان پر احمدیت کا چرچا ہوتا تھا۔ آج کل حاجی صاحب کی صحت خراب رہتی ہے اللہ تعالیٰ صحت والی لمبی زندگی دے۔ آپ اپنے لڑکے کے پاس سرگودھا میں رہائش پذیر ہیں۔

محترم بابو محمدؐ سعید صاحب

ولادت: ۱۸۹۶ء بیعت: ۱۹۲۴ء وفات: ۱۹۶۶ء

آپ بھیرہ کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ محکمہ ڈاک میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ سرگودھا کی جماعت کے امیر بھی رہے تھے۔ بھیرہ میں پوسٹ ماسٹر

رہے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں آپ قادیان میں بھی پوسٹ ماسٹر رہے۔ وہیں جا کر مکان بنایا۔ پاکستان بننے پر ملتان آ گئے۔ وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد وفات پا گئے۔ آخری عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولادِ نرینہ سے نوازا تھا۔

محترم بابو محمدؐ بخش صاحب

ولادت: ۱۸۸۸ء بیعت: ۱۹۲۸ء

آپ بھی بھیرہ کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ تعلیم کے بعد محکمہ نہر میں سگنیلر رہے۔ نیک دل اور نیک کردار تھے۔ نماز تہجد بھی ادا کرتے تھے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ کسی کرسی پر بیٹھے ہیں کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ "جس کرسی پر تم بیٹھے ہو اس کی چولیں ڈھیلی ہیں پھر آپؐ نے ایک عمدہ کرسی دکھا کر فرمایا اس کرسی پر بیٹھو یہ احمدیت کی کرسی ہے اور مضبوط ہے"۔ چنانچہ میں علی الصبح اٹھ کر چار میل دور ایک احمدی کے پاس گیا۔ اس کو خواب سنائی اور بیعت کا خط لکھ دیا۔ اختلافی مسائل کا مجھے کوئی علم نہ تھا۔ لوگوں نے اعتراضات شروع کئے تو میں نے مطالعہ کے ذریعے جواب تلاش کئے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ان کو ۱۹۷۰ء تک اپنی زندگی میں پانچ مرتبہ رسولِ کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو چکی ہے۔ آپ کو تبلیغ کا بڑا شوق ہے۔ اپنے افسران تک کو تبلیغ کرتے تھے۔ پنشن پانے پر ربوہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ محلہ دارالنصر کے صدر ہیں۔ آپ کی سب اولاد ماشاء اللہ لائق اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اچھے عہدوں پر متمکن ہیں۔ ان کے صاحبزادے مکرم حمید اللہ صاحب ایم اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ریاضی کے پروفیسر ہیں۔ آج کل وہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر ہیں۔ دعا ہے خداوند کریم سارے خاندان پر اپنا فضل زیادہ کرے۔ آمین!

مکرم راجہ غلام حیدر صاحب

ولادت: ۱۹۰۰ء بیعت: ۱۹۱۸ء وفات: ۱۹۵۷ء

آپ نجکہ نزد بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ ملک محمدؐ حسین صاحب سابق امیر جماعت
دیہ بھیرہ کے دوست تھے۔ انہی کے ذریعے نوجوانی میں احمدیت قبول کی آپ محکمہ نہر سندھ
ں ہیڈ کلرک تھے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ ۱۹۳۴ء-۳۵ میں تحریک جدید کے متعلق خطبات جو
ضرت مرزا محمود احمد صاحب دیتے تھے خاصے طوالانی ہوتے تھے۔ پڑھ لینے کے بعد کھانے کی
رف متوجہ ہوتے تھے۔ اگرچہ اس طرح عموماً کھانا ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ مگر آپ کو خطبہ زیادہ عزیز
ا۔ آپ نے دورانِ ملازمت ہومیوپیتھی سیکھ لی تھی۔ ریٹائرڈ ہو کر بھیرہ آئے تو ہومیوپیتھی کی
یکٹس شروع کر دی۔ مگر جلد ہی فوت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ کے بچے بفضلِ خدا
ان تھے۔ اور بڑے سلجھے ہوئے تھے۔ آپ کے لڑکے۔

راجہ نذیر احمدؐ صاحب ظفر

ولادت: ۱۹۲۸ء بیعت: پیدائشی

نے ہومیوپیتھی کا کاروبار ربوہ منتقل کر لیا۔ وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ بڑے لائق
ذہین وزیرک ہیں۔ اپنے کاروبار کو خوب چمکایا ہے۔ آپ بھی سلسلہ کے کاموں میں بھی شوق
ے حصہ لیتے ہیں۔ بہت مخلص ہیں اور کافی قربانی کرتے ہیں۔ چنانچہ نجکہ میں ایک دیہاتی معلم
ر کروا کر اس کا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اس طرح نجکہ کی جماعت میں تربیت کا کام بخوبی
رہا ہے۔ انکے بھائی۔

راجہ نصیر احمد صاحب

ولادت: ۱۹۳۲ء بیعت: پیدائشی

سلسلہ کے تربیت یافتہ مبلغ ہیں۔ آجکل اسلام آباد میں فرائضِ منصبی ادا کرتے ہیں۔

الحاج المجید صاحب

ولادت: ۱۹۰۴ء بیعت: ۱۹۲۷ء

آپ راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کے حقیقی چچا ہیں۔ اب تو بڑے مخلص احمدی ہیں مگر شروع شروع میں مخالف تھے۔ اپنے بھائی راجہ غلام حیدر صاحب کے سمجھانے کی ذرہ پرواہ نہ کرتے تھے مگر فطرت نیک تھی۔ قدرت نے سمجھایا اور حق کو قبول کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم ملک چراغ دین صاحب

ولادت: ۱۸۵۰ء بیعت: ۱۸۹۶ء وفات: ۱۹۰۶ء

آپ بھی ابتدائی دور کے احمدیوں میں سے تھے۔ مخلص تھے۔ محلّہ احمدیہ میں رہائش تھی۔

مکرم ملک سراج الدّین صاحب

ولادت: ۱۸۹۶ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۵۶ء

بڑے مخلص اور ذمہ داری محسوس کرنے والے احمدی بزرگ تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ بعض شریف غیر احمدیوں کے پاس جا کر بیٹھ جاتے جہاں لوگوں کی آمدورفت عام ہوتی

تھی۔ وہاں تبلیغی گفتگو ہوتی تھی۔ کئی لوگ اس سے متاثر ہوتے۔ کئی دفعہ ان مجالس میں مناظرہ کی نوبت پہنچ جاتی۔ اس طرح وسیع تبلیغ ہو جاتی تھی۔ کئی دفعہ اچھے نتائج برآمد ہوتے تھے۔ آپ کے لڑکے بھی احمدیت کے فدائی ہیں۔ بڑے صاحبزادے۔

مکرم ملک محمدؐ اشرف صاحب

ولادت: ۱۹۱۸ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۶۴ء

واقفِ زندگی تھے۔ بڑے اچھے کارکن تھے۔ قادیان سے ہجرت کر کے ربوہ آئے۔ مکان بنوایا۔ سلسلہ کے کاموں میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ایک ڈیوٹی کے سلسلہ میں ربوہ سے سرگودھا جاتے ہوئے بس کے حادثہ میں شہید ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مکرم ملک محمدؐ افضل صاحب

ولادت: ۱۹۲۰ء بیعت: پیدائشی

بہت مخلص احمدی ہیں۔ میونسپل کمیٹی بھیرہ کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ ٹرانسپورٹ میں کام کرتے ہیں۔ ان کے ایک بھائی ملک محمدؐ صدیق صاحب راولپنڈی میں سرکاری ملازم ہیں۔ وہ بھی بہت مخلص احمدی ہیں۔ مکرم سراج الدین صاحب کے چھوٹے فرزند۔

مکرم ملک رشید احمدؐ صاحب

ولادت: ۱۹۴۲ء بیعت: پیدائشی

صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں کارکن ہیں۔ بہت مخلص احمدی ہیں۔

مکرم میاں غلام یٰسین صاحب

ولادت: ۱۸۹۸ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۶۵ء

آپ مکرم ملک محمدؐ اشرف صاحب موصوف کے حقیقی چچا تھے اور خسر تھے۔ بڑے خوش پوش اور سلیقہ شعار تھے۔ مقامی سرکاری افسران سے مراسم پیدا کرتے تھے۔ جماعتی کاموں میں شوق سے حصّہ لیتے تھے۔ چندہ کی وصولی میں مدد کرتے تھے۔ نیز آپ کے لڑکے بھی بہت مخلص احمدی ہیں اور سرگرم رکن ہیں۔

مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب

ولادت: ۱۸۹۸ء بیعت: پیدائشی

آپ حضرت قریشی غلام حسین صاحب کے فرزند ہیں۔ چندہ کی ادائیگی اکثر پیشگی کرتے ہیں آپ کے لڑکے!

مکرم قریشی احمد حسن صاحب

ولادت: ۱۹۲۸ء بیعت: پیدائشی

آپ قریشی عبدالرحمٰن صاحب کے فرزند ہیں اور سرگودھا میں ملازمت کرتے ہیں اور بہت مخلص احمدی ہیں۔

محترم مولوی فضل الٰہی صاحب

ولادت: ۱۸۶۴ء بیعت: ۱۹۱۲ء وفات: ۱۹۳۰ء

آپ حضرت قریشی غلام حسین صاحب موصوف کے بھائی تھے۔ بڑے بزرگ اور عالم فاضل تھے۔ درس و تدریس پیشہ تھا۔ اپنے عہد کے عربی فارسی کے نامور استاد تھے۔ قرآن مجید اور فقہ کے مسائل پڑھاتے تھے۔ نماز جمعہ پڑھنے احمدیہ مسجد نور میں آتے تھے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ درویش صفت تھے۔ ساری عمر بچوں کی تدریس میں بسر کی۔

مکرم مخدوم بشیر احمدؐ صاحب

ولادت: ۱۹۰۲ء بیعت: ۱۹۲۰ء

آپ مکرم مخدوم محمدؐ اعظم صاحب کے فرزند تھے۔ جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ''پیارے دوست'' کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ اور حضورؓ کی جائیداد واقع بھیرہ کے مہتمم تھے۔ آپ بہت مخلص احمدی ہیں۔ چندہ باقاعدہ ادا کرتے ہیں آپ کے بڑے لڑکے مکرم مخدوم عثمان علی صاحب ایم اے سی ایس پی حضرتِ حافظ عبدالعلی صاحب وکیل سرگودھا کے نواسے ہیں۔ آپ کی اکثر اولاد گریجوایٹ ہے اور محکمہ تعلیم میں استاد پیشہ ہیں۔ سبھی ماشاءاللہ مخلص احمدی اور باقاعدہ چندہ دینے والے ہیں۔ بہت شریف اور سادہ مزاج ہیں۔ انکے لڑکے۔

مکرم احمد جواد صاحب

ولادت: ۱۹۴۲ء بیعت: پیدائشی

بی اے بی ایڈ بڑے مخلص نوجوان ہیں۔ گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ میں انگلش ٹیچر ہیں۔ سلسلہ کے خدمت گزار ہیں۔ مقامی قائد خدام الاحمدیہ ہیں۔

مکرم مولوی امام علی صاحب

ولادت: ۱۸۹۹ء بیعت: ۱۹۳۰ء

آپ ایک نیک اور مخلص بزرگ ہیں۔ کوٹ مومن میں ایس وی سکول ماسٹر تھے۔ کہ ایک ٹیچر سراج الدین صاحب جو ابھی غیر احمدی تھے۔ وفات مسیح کے قائل تھے۔ ان کا مولوی صاحب سے اکثر تبادلہ خیال ہوتا رہتا تھا۔ آخر آپ بھی اس کے قائل ہو گئے۔ اور جلد ہی حضرت مسیح موعود کو مامور من اللہ تسلیم کر لیا دس سال جماعت بھیرہ کے سیکرٹری مال رہے بڑا اچھا کام کیا۔

مکرم مولوی فضل الٰہی انوری صاحب شاہد بی ایس سی

ولادت: ۱۹۲۶ء بیعت: پیدائشی

بہت قابل اور نیک نہاد ہیں۔ ایف ایس سی کے بعد آپ نے زندگی وقف کر دی اور بی ایس سی کر کے دینی تعلیم حاصل کی۔ شاہد کی ڈگری لی اور سلسلہ کے مبلغ بن کر غانا گئے۔ کامیاب رہے پھر آپ کو جرمنی بھیجا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ دورہ یورپ (۱۹۶۷) کے سلسلہ میں فرینکفرٹ تشریف لے گئے تو مکرم انوری صاحب کے کام پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ مکرم ڈاکٹر کیوسی صاحب نے مکرم انوری صاحب سے عربی اور قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور اسپرنٹو میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور انوری صاحب کے ہاتھ پر اسلام (احمدیت) قبول کی۔

اخبار الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۷ء کے ٹائٹل پیج پر آپ کا فوٹو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ رہے۔ جرمنی میں بھی مکرم انوری صاحب نے کامیاب خدمات اسلام کی۔

عاقلوں کے چلیں ہیں سمجھانے ہم مسیح الزمان کے دیوانے

پھر جب حضور ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے تو نائجیریا میں بھی مکرم

انوری صاحب کے کام پر نہ صرف خوشنودی کا اظہار فرمایا بلکہ حضور کے الفاظ ہیں کہ انوری صاحب نعیم کے وارث لوگوں میں سے ہیں۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے جو مکرم انوری صاحب کو حاصل ہوتی ہے۔ الحمدللہ۔ دعا ہے کہ اللہ کریم جماعت کے سب افراد کو خدمتِ دین کی نمایاں توفیق عطاء فرمائے۔ آمین! ثم آمین! مکرم انوری صاحب کے بھائی نیز بہنوئی راجہ بشیر الدین صاحب بہت مخلص ہیں۔

مسلمان کے بازو کی دیرینہ قوت زمانے کا نقشہ بدلوا کہ چھوڑے

مکرم ملک عبدالرشید صاحب

ولادت: ۱۸۹۲ء بیعت: ۱۹۰۴ء

آپ کے والدین اگرچہ مقامی مسجد فضل کی ہمسائیگی میں رہتے تھے۔ مگر غیر احمدی تھے۔ مکرم ملک صاحب کا اپنا بیان ہے۔ میں پانچوں جماعت میں پڑھتا تھا۔ کہ احمدی عرب مئی نامی بھیرہ تشریف لائے انہوں نے مسجد میں صداقت حضرت مسیح موعود پر تقریر کی۔ صداقت میرے دل میں گڑ چکی تھی۔ میں نے حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب سے بیعت کا خط لکھوانا چاہا۔ مگر انہوں نے کہا تم ابھی چھوٹے ہو۔ والدین بھی ناراض ہوں گے۔ مگر میں نے اصرار کیا اور خط لکھا گیا۔ میری بیعت کی منظوری کا خط والدین کو ملا۔ وہ خفا تو ضرور ہوئے مگر مخالفت نہ کی جلدی بعد وہ فوت ہو گئے۔ اور مکرم بابو غلام رسول صاحبؓ صحابی جو میرے ماموں تھے۔ میرے سرپرست بنے۔ ۱۹۱۴ء میں فوج میں بھرتی ہو کر عراق گیا۔ ہمارا نام ایک گاؤں کے قریب ہمارا کیمپ تھا۔ قرآن مجید اچھا پڑھتا تھا۔ ایک عرب شہری نے قرآن سن کر مجھے اپنے ہاں کھانے پر بلایا۔ کھانا کھا چکنے کے بعد مجھ سے میرا طریقہ پوچھا میں نے احمدیت کا نام لیا وضاحت پر وہ ناراضگی سے بولا اچھا تو قادیانی ہے۔ مجھ سے بحث کرنے لگا مگر لا جواب ہوا۔ اس پر اس نے چاقو

دکھایا۔ اتفاق سے میرے پاس پستول تھا۔ میں نے وہ دکھایا مگر بچ بچاؤ ہوگیا۔ میں صحیح سلامت کیمپ میں پہنچا آپ عابد زاہد ہیں۔ آجکل مکرم ملک صاحب مقامی انصار اللہ کے سیکرٹری اصلاح وارشاد ہیں۔ آپ کا تجربہ ہے کہ درود شریف پڑھنے سے عقدے حل ہو جاتے ہیں۔

مکرم بابو غلام محمدؐ صاحب آف تجکہ

ولادت: ۱۸۸۵ء بیعت: ۱۹۰۹ء وفات: ۱۹۶۹ء

آپ کو خوش قسمتی سے بچپن میں ہی نیکوں کی صحبت نصیب ہوئی۔ سلسلہ کی کتب کے مطالعہ سے احمدیت کی طرف راغب ہوئے۔ لیکن بیعت کی اہمیت ان پر واضح نہ ہوئی۔ آخر ۱۹۰۹ء میں باقاعدہ بیعت کی۔ پھر قادیان بھی جانے لگے۔ آپ محکمہ مال میں ملازم تھے۔ مگر رشوت ہرگز نہ لیتے تھے۔ سرگودھا میں آپ کو حضرت مولوی محمدؐ عبداللہ صاحب بوتالوی کی صحبت حاصل ہوئی۔ جو سونے پر سہاگہ تھی۔ آپ زاہد و عابد تھے۔ موصی تھے۔ اور فوت ہونے کے بعد بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت مولوی محمدؐ عبداللہ صاحب بوتالویؓ

ولادت: ۱۸۹۱ء بیعت: ۱۸۹۹ء وفات: ۱۹۵۲ء

آپ کو بھی بھیرہ سے ایک گونہ تعلق تھا۔ بسلسلہ ملازمت بھیرہ میں قیام پذیر رہے۔ حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ صحابی سے مجلس تھی۔ قیام بھیرہ جماعت کی کافی تربیت کی۔

حاشیہ ۲۸-۱۹۲۷ء میں عاجز راقم سرگودھا میں ملازم تھا۔ مکرم بابو غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر سرگودھا ان دنوں جماعت پیغام سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے مولوی محمد عبداللہ کے ذریعے بیعت خلافت کی۔ سرگودھا کے امیر جماعت بھی رہے۔ ان کا لڑکا بھی مخلص ہے۔

مکرم ولی محمدؐ صاحب سابق بی ڈی ممبر تجکہ

ولادت: ۱۹۱۸ء بیعت: ۱۹۴۰ء

آپ محترم بابو غلام محمدؐ صاحب کے داماد ہیں۔ مخلص احمدی ہیں۔ انکے فرزند بھی مخلص احمدی ہیں۔ اور سرگرم رکن ہیں۔

مولوی محمدؐ حسین صاحب مولوی فاضل

ولادت: ۱۹۱۰ء بیعت: ۱۹۱۹ء

آپ نے قادیان مدرسہ احمدیہ سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا سترہ سال بھیرہ گورنمنٹ ہائی سکول میں عربی کے استاد رہے۔ نہایت حلیم الطبع۔ معاملہ کے صاف اور نیک بزرگ ہیں۔ بھیرہ کی جماعت کے امیر بھی رہے۔ ۱۹۵۱ء میں تبدیل ہوکر بھیرہ سے گئے۔ تو کچھ عرصہ بعد ان کی دختر جمیلہ اختر جنہوں نے بھیرہ میں ہی بچپن گزارا تھا۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹرس مقرر ہوکر آگئیں۔ وہ بہت نیک خاتون ہیں۔ موصیہ ہیں۔ حصہ آمد باقاعدگی سے ادا کرتی ہیں۔ مکرم مولوی صاحب موصوف ریٹائرمنٹ کے بعد طبیہ کالج ربوہ میں پروفیسر ہیں۔

مکرم نعمت علی شاہ صاحب

ولادت: ۱۹۱۲ء بیعت: ۱۹۲۴ء وفات: ۱۹۶۴ء

آپ علاقہ ہوشیار پور کے مہاجر تھے۔ ملٹری میں بھی رہے۔ بھیرہ میں بطور ٹیچر کام کرتے تھے۔ انکی اہلیہ بھی ٹیچر تھیں۔ شاہ صاحب موصوف طبیب بھی تھے۔ سلسلہ کی خدمت کا

بہت شوق رکھتے تھے۔ ملازمت چھوڑ کر چک نمبر ۱۹۶ مراد کی جماعتِ احمدیہؑ کی تربیت پر مقرر ہوئے۔ مگر جلدی داعیٔ اجل نے آلیا۔ مر کر وہیں دفن ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ را جعون!

مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب بی اے بی ٹی

ولادت ۱۹۱۸ء بیعت: پیدائشی

آپ کا آبائی وطن ضلع ہوشیار پور تھا۔ مدرسہ احمدیہ سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں اول آئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول میں عربی کے استاد تھے۔ پاکستان بننے پر بھیرہ آئے۔ بی اے بی ٹی کر کے یہیں انگلش ٹیچر کا گریڈ پایا۔ بڑے نیک اور مخلص ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں جماعتِ بھیرہ کے نائب امیر مقرر ہوئے۔ اگلے ہی سال امیر جماعت منتخب ہو گئے۔ متواتر بارہ سال جماعت کی تربیت میں مصروف رہے۔ ان کے عہدِ امارت میں مسجد نور کی توسیع کے لئے تین مکان احباب جماعت نے مسجد کے لئے دیئے۔ اس کے علاوہ جلسہ گاہ کے لئے زمین خریدی گئی۔ لائبریری کے لئے کمرہ تعمیر کیا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں آپ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بن کر گئے۔ بھابھڑہ ضلع سرگودھا میں آپ کی کوشش سے مسجد احمدیہ کے لئے اراضی خریدی گئی۔ جو اب زیرِ تعمیر ہے۔ پھر آپ بھیرہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بن کر آئے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی کام کیا۔

آپ مسجد نور کی آبادی اور رونق کا باعث تھے۔ نمازوں میں قیادت اور درس و تدریس کرتے تھے۔ آپ کے لڑکے بھی ماشاءاللہ مخلص احمدیؑ ہیں۔ چوہدری صاحب کو تین سال کی مزید توسیع ملازمت ملی ہے۔

مکرم ملک غلام رسول صاحب

ولادت ۱۹۰۷ء بیعت: پیدائشی

آپ کے والد بزرگوار ملک تاج محمود صاحبؓ ساکن ڈھڈیال (جہلم) بڑے صالح بزرگ تھے۔ حضرت ملک نورالدین صاحبؓ آف نجکہ کی تبلیغ سے احمدی ہوئے۔ آپ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے پندرہ میل کا سفر کر کے بھیرہ آیا کرتے تھے۔ مکرم ملک محمد حسین صاحب اور مکرم ملک مبارک احمد صاحب پسران مکرم ملک نورالدین صاحبؓ آپ کے داماد بنے۔ ملک غلام رسول صاحب کی شادی محترم قریشی نجم الدین صاحبؓ صحابی مہتمم لنگر خانہ قادیان کی لڑکی سے ہوئی۔ آپ بڑے نیک اور مخلص احمدیؑ ہیں۔ قرآن مجید سے محبت ہے۔ طب یونانی میں دسترس رکھتے ہیں۔ رکھ چراگاہ نزد بھیرہ میں آپ کی اراضی ہے۔ عموماً آپ کی رہائش وہیں ہوتی ہے۔ آپ کے چچازاد بھائی۔

مکرم ملک بشارت احمد صاحب

ولادت ۱۹۱۶ء بیعت: پیدائشی

----- مخلص احمدی ہیں۔ رکھ چراگاہ میں مقیم ہیں۔ ملک غلام رسول صاحب کی کوشش سے وہاں ایک سعید روح

مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب

ولادت ۱۹۱۰ء

نے ۱۹۵۲ء میں بیعت کی۔ اس طرح ایک مختصر سی جماعت بن گئی۔ سب مخلص ہیں۔ اور تبلیغ کا سلسلہ رہتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد ایک نوجوان

چوہدری محمدؐ حیات صاحب

ولادت: ۱۹۳۸ء

بھی احمدی ہو گئے۔ غیر احمدیوں نے سخت مخالفت برپا کر دی۔ اور اپنے علماء کو بلوا کر احمدیت کے خلاف تقاریر کروائیں۔ ان علماء نے ڈھینگ ماری کہ احمدی علماء ان کے ساتھ بحث کرنے کی بجائے۔ زہر کا پیالہ پی جانے کو ترجیح دیں گے۔ اس پر احمدیوں نے مرکز سے مناظر منگوانے کا انتظام کیا۔ آخر مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی۔ شرائط طے ہوئیں۔ اعلان ہوا۔ لوگ بڑی تعداد میں پہنچ گئے۔ مگر غیر احمدی علماء فرار ہو گئے۔ بفضلِ خداوند کریم دو تین نوجوان احمدیت میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔۔۔۔ یہ جماعت بھیرہ کی امارت کے ماتحت ایک حلقہ تھا۔ جو کہ خوب کام کر رہا ہے۔ **اللھم زد فزد**

بابا فضل دین صاحبؓ ارائیں

ولادت ۱۸۵۰ء بیعت: ۱۹۰۵ء وفات: ۱۹۰۸ء

محلہ کے ایک نیک منش سادہ مزاج بزرگ تھے۔ ایک دفعہ آپ سڑک پر کھڑے تھے۔ کہ وہاں پر بھیرہ کے بڑے مولوی صاحب (غیر احمدی) کا گزر ہوا۔ بابا جی نے ان سے خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ سچ بتائیں مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی کا دعویٰ سچ ہے یا جھوٹ۔ انہوں نے مزید کہا کہ ''مولوی صاحب ہم ان پڑھ ہیں آپ صاحبِ علم ہیں۔ اگر آپ نے سچ نہ بتایا تو قیامت کے دن خداوند کریم کے حضور میں آپ کو پیش کر دوں گا۔''

خدا کی قدرت یہ بات کچھ ایسے دردِ دل سے کہی گئی کہ مولوی صاحب موصوف پر لرزہ طاری ہو گیا۔ کوئی آدمی اس وقت پاس نہ تھا۔ بے ساختہ بول اٹھے۔ ''مرزا صاحب حق پر ہیں''۔

بابا جی نے مزید پوچھا کہ آپ پھر ان کو تسلیم کیوں نہیں کرتے۔ جس کے جواب میں انہوں نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ''اس کم بخت کی خاطر''۔ مولوی صاحب نے تو اپنی راہ لی مگر بابا فضل دین صاحبؓ اسی دم اسی حالت میں پیدل قادیان کو روانہ ہو گئے اور بیعت کر کے واپس آئے اور جلد ہی بعد فوت ہو گئے۔ **اللھم اغفر لہٗ**

مکرم مولوی محمدؐ اشرف صاحب

ولادت: ۱۹۱۸ء بیعت: پیدائشی

آپ پچھلے سال جماعتِ احمدیہ بھیرہ کے امیر تھے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پائی۔ آپ کو حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؓ حلال پوری کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے فوج میں ملازمت اختیار کی اور فراغتِ زندگی سلسلہ کے لئے وقف کر دی۔ جماعتی کاموں اور تبلیغ میں بہت شغف ہے۔ مسجد فضل میں روزانہ درسِ قرآن مجید لاؤڈ سپیکر پر دیتے ہیں۔ مکرم مولوی صاحب موصوف کے فرزند محمد اسلم صاحب سجاد ایم اے (ولادت ۱۹۳۸ء) بھی مخلص احمدی ہیں۔

مکرم سردار محمدؐ صاحب

ولادت: ۱۹۳۴ء بیعت: ۱۹۵۹ء

آپ موضع زین پور نزد بھیرہ کے باشندہ ہیں۔ نوجوانی میں ایک اہلحدیث کی صحبت حاصل ہوئی۔ ایک دِن انہوں نے اپنے معتمد دوست محمد شفیع صاحب (اہلحدیث) سے پوچھا کہ سنی عموماً اور شیعہ خصوصاً بدعتی ہیں مگر احمدی کیسے ہیں۔ محمد شفیع صاحب بڑے مطالعہ والے آدمی تھے بے ساختہ بول اُٹھے۔ کہ احمدی تو عقیدہ اور اخلاق کے لحاظ سے اہل حدیث سے بھی اچھے

ہیں۔اس پر سردار محمد کے دل میں حق گھر کر گیا۔سلیم الفطرت تھے۔تحقیقات میں لگے رہے۔اس دوران عزیزم مکرم محمد اعظم اکسیر پسر مولوی محمد اشرف صاحب (سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ) سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے زبانی تبلیغ کے علاوہ لٹریچر مطالعہ کو دیا۔آخر سردار محمد صاحب نے بیعت کرلی۔صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں۔

زندگی اسلام کے لئے وقف کردی ٹرینگ لے کر دیہاتی مبلّغ بن گئے۔آجکل علاقہ سندھ میں فریضہ تبلیغ انجام دینے میں مصروف ہیں۔اللہ کریم برکت عطا فرمائے۔آمین!

مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب

ولادت: ۱۹۴۰ء بیعت: پیدائشی

آپ مولوی محمد اشرف صاحب سابق امیر جماعتِ احمدیہ بھیرہ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کی۔جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوکر تبلیغ کیلئے بیرونی ممالک میں بھیجے جانے والے ہیں۔آپ لڑکپن سے دینی امور کی طرف راغب تھے۔میٹرک کے بعد سراسر تبلیغ میں لگ گئے۔ان کا یہ کارنامہ بھی قابلِ ذکر ہے۔

۱۹۵۹ء میں ایک یتیم سیّد۔۔۔۔بنام رسول شاہ جس کے والدین شیعہ تھے۔عیسائی مشن بھیرہ کی کوششوں سے عیسائی ہوکر رسول مسیح بن گیا۔عیسائیوں نے بھیرہ میں ایک بڑا جلسہ منعقد کیا۔عوام کے علاوہ کئی گریجوایٹ حضرات بھی جلسہ سننے گئے۔ کئی تقاریر ہوئیں عیسائیوں کے ایک مشہور پادری نذیر یوسف (گوجرانوالہ) نے مسیح کی آمد ثانی پر تقریر کی۔اور سوالات پوچھنے کی اجازت دی۔مکرم اکسیر صاحب نے چند سوالات کئے۔عیسائیوں نے کچھ جواب دینے کی کوشش کی مگر اکسیر صاحب نے جواب الجواب میں تقریر کی۔اس پر گفتگو مناظرہ کا رنگ اختیار کرگئی۔جو پونے چار گھنٹے تک جاری رہا۔پادری ایف ای سٹاک (امریکن مشن) کے علاوہ دو اور

پادری بھی شریک مناظرہ ہوئے۔مگر سب لاجواب ہوئے۔مسلمانوں کا انبوہِ عظیم موجود تھا۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ پادری لوگ اپنی شکستِ فاش کا اعتراف کریں۔آخر پادری صاحب بولے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم مناظرہ نہیں کرسکتے۔

پادری صاحب بولے "ہم نے واپس جانا ہے"۔خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مناظرہ کا بہت اثر ہوا۔بھیرہ سے عیسائیت کے قدم اکھڑ گئے اور رسول مسیح پھر رسول شاہ بن گیا۔مسیح محمدی کے خلیفہ کے وطن سے عیسائیت خارج ہوگئی۔

مکرم ملک کرم داد صاحب

ولادت: ۱۹۰۵ء بیعت: ۱۹۵۸ء وفات: ۱۹۶۸ء

آپ پہلے شیعہ خیال کے تھے۔بان سن کی دوکان کرتے تھے۔سعید فطرت اور نمازی بلکہ تہجد گزار تھے۔اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے ان پر احمدیت کی صداقت واضح کی۔ایک دفعہ ربوہ گئے۔آخر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوگئے۔ان کو رویائے صادقہ ہوتی تھیں۔بہت نیک تھے۔چندہ باقاعدہ ادا کرتے تھے۔دوسری بیوی سے کمسن بچے چھوڑ کر راہی ملکِ بقا ہوئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون!

میاں فضل داد صاحب

ولادت: ۱۹۲۴ء بیعت: ۱۹۶۶ء

آپ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے اور احمدی دوستوں کی مجلس سے احمدیت کی صداقت واضح ہوئی۔سعید فطرت انسان ہیں۔تبلیغ کا شوق رکھتے ہیں۔نیز تبلیغی اشعار بھی لکھتے ہیں۔

مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب

ولادت: ۱۹۰۴ء بیعت: ۱۹۳۲ء

آپ محکمہ مال میں پٹواری تھے۔ ۱۹۲۸ء میں آپ نے ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کی رات کوکوٹ مومن میں خواب میں دیکھا کہ بہت سخت آندھی آئی ہے۔ دنیا زیروزبر ہورہی ہے۔ گویا قیامت ہے انہوں نے بحالتِ خواب کسی سے یہ کہا کہ قیامت سے پہلے امام مہدی کا آنا ضروری تھا۔ وہ کیوں نہیں آئے۔ یہ سن کر کسی اور بزرگ نے کہا کہ امام مہدی تو مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ظاہر ہو چکے ہیں۔ بیدار ہونے پر آپ نے بڑی مسجد کے مولوی صاحب سے پوچھا کہ رات کا دیکھا ہوا خواب کیسا ہے۔ اس نے کہا کہ اس رات کا خواب یقیناً سچا ہے۔ وہ رحمانی خواب ہے اس پر انہوں اسے خواب سنایا۔ تو جھٹ بدل گیا اور کہا کہ یہ شیطانی خواب ہے۔ مگر ملک صاحب موصوف کے دِل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت گھر کرگئی تھی۔ آپ نے احمدیت کے عقائد کواپنالیا تھا۔ مگر بیعت کی اہمیت ان کو معلوم نہ تھی۔ ۱۹۳۲ء میں مکرم مولوی محمد اشرف صاحب کے والد محترم مولوی محمد رمضان صاحب نے ان پر بیعت کی اہمیّت واضح کی تو انہوں نے بیعت کرلی۔ ایک مدّت کے بعد آپ بھیرہ آگئے اور یہیں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سلسلہ کی خدمت میں مصروف ہوگئے ہیں۔ یعنی مقامی جماعت کے سیکرٹری مال ہیں۔ ان کے بچے اعلیٰ تعلیم پاگئے ہیں اور احمدیّت سے بے حد اخلاص رکھتے ہیں۔ ملک صاحب کے بھتیجے اور داماد محمد افضل صاحب سول جج بھی مخلص احمدی ہیں۔

مکرم حاجی احمد صاحبؓ

ولادت: ۱۸۶۰ء بیعت: ۱۸۹۴ء وفات: ۱۹۲۴ء

آپ بچپن میں اپنے والدین کے ہمراہ حج کو گئے تھے۔ والدین اتفاق سے راستہ میں

فوت ہو گئے۔ مگر آپ مکّہ شریف پہنچ گئے تھے۔ بے بسی کی حالت تھی کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے خانہ کعبہ کے احاطہ میں ملاقات ہوئی۔ اوران کے پاس رہنے لگے۔ حضور کی دعا و برکت سے آسودہ حال ہو گئے۔ وطن واپس آکر خوشحالی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی بننے کا شرف حاصل کیا۔ نشان کسوف وخسوف کے تحریری گواہ بنے۔ آپ کے فرزند مکرم فضل احمد صاحبؓ (ولادت: ۱۸۸۱ء بیعت: پیدائشی وفات: ۱۹۳۶ء) بھی مخلص احمدی تھے۔ جلسہ سالانہ پر قادیان جاتے تھے۔ ان کی اولاد بھی مخلص احمدی ہے۔ بڑے لڑکے ہیں۔

مکرم ملک بشارت احمد صاحب

ولادت: ۱۹۲۶ء بیعت: پیدائشی

آپ مکرم میاں عطاء الرحمٰن صاحب موصوف کے برادرِ نسبتی ہیں بڑے مخلص احمدی ہیں۔ تحریک جدید کے مقامی سیکرٹری ہیں۔ تجارت پیشہ ہیں۔ آپ کے لڑکے بھی احمدیّت سے بہت زیادہ اخلاص رکھتے ہیں اور سلسلہ کے سرگرم رکن ہیں۔

مکرم ملک مبارک احمد صاحب

ولادت: ۱۹۲۸ء بیعت: پیدائشی

آپ مکرم بشارت احمد صاحب موصوف کے برادرِ حقیقی ہیں۔ کتب فروشی کی دوکان ہے۔ مخلص احمدی ہیں۔ مقامی قائد رہے ہیں۔ آپ کے لڑکے بھی مخلص احمدی ہیں۔ خصوصاً بڑا لڑکا

مکرم منوّر احمد صاحب

ولادت: ۱۹۵۰ء بیعت: پیدائشی

سرگودھا میں سرکاری ملازمت کرتے ہیں۔ ضلعی مجلس خدام الاحمدیہ میں معتمد ہیں۔ دینی خدمت میں سرگرم ہیں۔

میاں نصیر الدین صاحب

(ولد فضل احمد صاحب بھٹی)

ولادت: ۱۹۳۲ء بیعت: پیدائشی

مخلص احمدی ہیں۔ آجکل لائل پور میں آڈٹ آفیسر ہیں۔ تعلیم کی خاطر بال بچہ ربوہ میں رہائش پذیر ہے انکے ایک اور بھائی

میاں ممتاز احمد صاحب

ولادت: ۱۹۳۵ء بیعت: پیدائشی

مخلص احمدی ہیں بھکر ضلع میانوالی میں ملازمت کرتے ہیں۔

مکرم میاں محمد صاحبؓ

ولادت: ۱۸۵۰ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۲۶ء

مخلص احمدی تھے۔ اور سلسلہ کے سرگرم رکن تھے ان کے لڑکے مکرم محمد اسمٰعیل صاحبؓ (ولادت: ۱۸۷۸ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۲۶ء) بھی بڑے مخلص احمدی تھے۔ ان کے فرزند

مکرم ملک محمد یعقوب صاحب

ولادت: ۱۹۰۷ء بیعت: پیدائشی

ملٹری میں کامیاب ملازمت کے بعد ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ مخلص احمدی ہیں سلسلہ کے سرگرم رکن ہیں ان کے بڑے لڑکے

مکرم الطاف احمد صاحب

ایم ایس سی

ولادت: ۱۹۴۰ء بیعت: پیدائشی

آپ راولپنڈی پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ میں لیکچرار ہیں۔ مخلص احمدی ہیں۔ محترم میاں عطاء الرحمان ایم ایس سی (ربوہ) کے داماد ہیں۔ انکے ایک بھائی محمد اکرام خالد صاحب ایم ایس سی پاکستان ایئر فورس میں باعزت ملازمت کر رہے۔ مگر مشرقی پاکستان میں ہندوستان کے جنگی قیدی بن گئے۔

مخلص احمدی ہیں۔ اللہ کریم باعزت واپس لائے۔ آمین

مکرم میاں احمد صاحبؓ

ولادت: ۱۸۵۴ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۰۱ء

میاں محمد صاحب موصوف کے بھائی تھے۔ انکے لڑکے

مکرم میاں محمدؐ عبداللہ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۷ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۵۷ء

بہت شریف النفس تھے۔ طب یونانی سے بھی شغف تھا۔ ان کے فرزندان عبدالمجید صاحب اور محمدؐ سعید صاحب ملٹری میں ملازمت کرتے ہیں۔ بڑے لڑکے محمدؐ اکبر نے بھی ملٹری میں ملازمت کی ہے۔ مخلص احمدی ہیں۔

مکرم میاں محمدؐ ابراہیم صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۰ء بیعت: ۱۸۹۸ء وفات: ۱۹۲۳ء

آپ بھی مکرم میاں محمدؐ صاحب کے فرزند تھے۔ مخلص احمدی تھے۔ ان کے صاحبزادے بھی مخلص احمدی ہیں۔

مکرم حافظ محمدؐ امین صاحب

ولادت: ۱۹۱۴ء بیعت: پیدائشی

آپ مکرم میاں عطاء الرحمان صاحب ایم ایس سی ربوہ کے بھانجے ہیں۔ آپ کی والدہ مکرمہ کو بچپن میں جب وہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ قادیان گئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیار کیا تھا۔ مکرم حافظ صاحب نے ادھیڑ عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کو تبلیغ سے بڑا شغف ہے۔ الزامی جواب دے کر مخالف کو ساقط کر دیتے ہیں۔

مکرم فضل کریم صاحبؓ

ولادت: ۱۹۰۶ء بیعت: پیدائشی

مخلص احمدی ہیں۔ انکے لڑکے مکرم حافظ محمد اکرم صاحب بڑے مخلص احمدی ہیں۔ لائل پور میں جماعتِ احمدیہ کے ضلعی نظام کے کلرک ہیں اور لائبریرین بھی ہیں۔ تراویح (رمضان شریف) میں قرآن مجید سناتے ہیں۔

مکرم میاں دین محمدؐ صاحبؓ

ولادت: ۱۸۷۹ء بیعت: ۱۹۰۵ء وفات: ۱۹۲۰ء

آپ کو سلسلہ کی کتب پڑھنے اور احمدی بزرگوں کی صحبت نے احمدیت کی طرف مائل کیا۔ جب آپ نے بیعت کی ان کے والد صاحب کو سخت طیش آیا ڈرایا دھمکایا گیا۔ مگر وہ حق سے لولگا چکے تھے۔ آخر والد صاحب ان کو شہر کے بڑے مولوی صاحب کے پاس لے گئے۔ انہوں نے مکرم دین محمدؐ صاحب کی زبان سے صداقتِ احمدیت کے دلائل سن کر مایوسی کا اظہار کیا اور ان کے والد صاحب کو کہا کہ یہ لاعلاج ہے۔ یوں سمجھو کہ مرگیا ہے اس پر ان کے والد نے ان کو عاق کر دیا۔ مکرم میاں محمدؐ صاحب مذکورہ صفحہ ۱۴۷ نے اپنی لڑکی کا رشتہ ان کو دیا اور بیٹوں کی طرح سلوک کیا۔

مکرم میاں عبدالعزیز صاحب

ولادت: ۱۹۰۷ء بیعت: پیدائشی

سلسلہ کے خادم ہیں۔ انکے لڑکے بھی سلسلہ کے فدائی ہیں۔ مکرم عبداللطیف صاحب مومن (ولادت ۱۹۳۸ء) بڑے مخلص احمدی ہیں۔ انکے دوسرے لڑکے مکرم شریف احمدؐ صاحب

قاری (ولادت ۱۹۴۲ء) مرکزی دفتر خدام الاحمدیہ میں کارکن تھے۔ حافظ قرآن اور سلسلہ کے فدائی ہیں۔

مکرم حافظ محمد اشرف صاحب پراچہ

ولادت: ۱۸۹۶ء بیعت: ۱۹۲۶ء وفات: ۱۹۷۰ء

بڑے مخلص بزرگ تھے۔ ماہِ رمضان المبارک میں عموماً مسجد مبارک ربوہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ سادہ طبیعت نیک منش اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کے فرزند

مکرم شیخ محمد احسن صاحب پراچہ

ولادت: ۱۹۲۸ء بیعت: پیدائشی

بہت مخلص احمدی ہیں۔ مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد رہے ہیں۔ ان کے اخلاص اور مہمان نوازی اور مزاجِ دلی قابلِ رشک ہے۔ سلسلہ کے سرگرم عمل رکن بھی ہیں۔ آجکل مجلسِ انصاراللہ کے زعیم ہیں۔

مکرم شیخ عبدالرؤف صاحب

ولادت: ۱۹۲۲ء بیعت: ۱۹۴۲ء

آپ نومبائع تھے بچوں کی تعلیم کی خاطر ربوہ رہائش رکھی۔ ان کی بچیاں لجنہ مقامی کی سرگرم رکن ہیں۔ افسوس کہ حال ہی میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ایم۔اے۔لطیف شاہد ایم اے

ولادت: ۱۹۳۹ء بیعت: پیدائشی

عاجز راقم کے فرزند ہیں۔ گورنمنٹ کالج سرگودھا میں لیکچرار ہیں۔ بفضلِ خدا مخلص احمدی ہیں۔ نصرت جہاں سکیم آگے بڑھو کے لئے نام پیش کر رکھا ہے۔ انکی اہلیہ عزیزہ زکیہ ایم اے جامعہ نصرت میں لیکچرار تھیں۔ اس نے بھی سکیم محولہ بالا میں نام پیش کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمتِ دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حرف آخر

عاجز نے جو کچھ سنا دیکھا اور محسوس کیا۔ اپنی بساط کے مطابق مختصراً قلم بند کیا ہے۔ ممکن ہے اس میں کچھ خامیاں ہوں۔ ان کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس تحریر کو مفید اور بابرکت کرے۔ آمین۔ ہمیں اپنی اولادوں کی تربیت میں بہت کوشاں رہنا چاہئے۔ تاکہ زمانہ کی روش ان پر اثر انداز نہ ہو۔

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات پر اس تحریر کو ختم کرتا ہوں حضور فرماتے ہیں:۔

''خبردار تم غیر قوموں کو دیکھ کر ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کرلی ہے۔ سنو اور سمجھو کہ وہ خدا سے بیگانہ اور غافل ہیں۔ خداوند کریم تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ دوسری قومیں کامیاب ہو رہی ہیں۔ حالانکہ وہ خدا کو جانتی بھی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے۔ تم روح القدس کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے۔ جن تک غیر قوموں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو اسے پاؤ گے۔ پس سمجھو کہ یہی علم ہے جو دِل کو تازگی بخشتا ہے۔ اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے۔ ہر مشکل کے وقت قبل اس کے جو کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی۔ غیب سے راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی۔

اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو۔ تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے۔ اور بجز ادعیہ ماثورہ جو رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے۔ باقی اپنی دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کرلیا کرو تا کہ تمہارے دِلوں میں عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ نماز آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔

پاک زندگی کے حصول کے لئے تین باتیں ضروری ہیں:۔

☆ تدبیر اور مجاہدہ کہ جہاں تک ہو سکے۔ گندی زندگی سے باہر آنے کی کوشش کرے۔

☆ دعا کہ ہر وقت جنابِ الٰہی میں نالاں رہے۔ کہ وہ گندی زندگی سے اس کو باہر نکالے۔ بدی کے خس و خاشاک کو بھسم کردے اور ایسی قوت عطا کرے جو نفسانی جذبات پر غالب کردے

☆ صحبتِ صالحین اختیار کرے کیونکہ ایک چراغ کے ذریعہ دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔

یہ تین طریق ہی گناہوں سے نجات پانے کے ہیں جن کے اجتماع سے آخر کار فضل شامل حال ہو جاتا ہے۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر وارثِ میراثِ پدر کیونکر ہو

****

خدا کی بندگی خلقت سے اُلفت
یہی مقصد ہے بسمل زندگی کا

سبق پھر پڑھ صداقت کا، شجاعت کا عدالت کا
لیا جائیگا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

پاکستان پاکیزگی کے عہد پر
حاصل کیا گیا تھا

313 صحابہ میں سے بھیرہ سے

تعلق رکھنے والے صحابہ

نمبر شمار	نمبر رجسٹر	نام	تاریخ	313 صحابہ
1	21	مولوی حاجی حافظ حکیم نور الدین صاحب ؓ معہ ہر دو زوجہ		51
2	23	مولوی حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب ؓ مع ہر دو زوجہ		58
3	65	مفتی محمد صادق صاحب ؓ		115
4	90	قاضی امیر حسین صاحب ؓ		144
5	149	میاں غلام محمد صاحب ؓ		
6	189	مخدوم مولوی محمد صدیق صاحب ؓ		232
7	220	میاں محمد اسحٰق صاحب ؓ اوورسیز بھیرہ حال ممباسہ	49	257
8	245	مفتی فضل الرحمٰن صاحب ؓ مع اہلیہ		279
9	246	حافظ محمد سعید صاحب ؓ بھیرہ حال لندن		279
10	247	مستری قطب الدین صاحب ؓ		280
11	248	مستری عبدالکریم صاحب ؓ		281
12	249	مستری غلام الٰہی صاحب ؓ		281
13	250	میاں عالم دین صاحب ؓ		282
14	251	میاں محمد شفیع صاحب ؓ		282

15	252	میاں نجم الدین صاحبؓ	283
16	253	میاں خادم حسین صاحبؓ	284
17	254	بابو غلام رسول صاحبؓ	285
18	255	شیخ عبدالرحمٰن صاحبؓ نومسلم ۔ بھیرہ	285
19	258	مولوی حافظ محمد صاحب بھیرہ حال کشمیر *	288
20	297	حافظ غلام محی الدین صاحبؓ بھیرہ حال قادیان	315
21	305	مستری اسلام احمد صاحبؓ	322

* ولد مولوی سلطان احمد

(حضرت خلیفۃ المسیح اول کے

بڑے بھائی)

300 حضرت محمد امین کتب فروش جہلم

317 (ولد کرم الدین صاحب)

پیدائش 1852ء

قرارداد تعزیت منجانب احباب جماعت بھیرہ

برموقع وفات محترم میاں فضل الرحمٰن صاحب

ہم جملہ احباب جماعت بھیرہ ضلع سرگودھا اپنے اجلاس مورخہ 22 جنوری 1993ء میں منعقد ہوا اپنے ایک بہت ہی پیارے مخلص بزرگ محترم میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مکرم و محترم فضل الرحمٰن صاحب بسمل بلاشبہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علمی وسعت کے ساتھ ساتھ ایک فصیح البیان اور پر جوش خادم سلسلہ تھے۔ امامت کے ساتھ والہانہ عشق رکھنے والے وجود تھے۔ جماعت احمدیہ کے امیر رہے اور جماعت کی اخلاقی اور روحانی تربیت میں مگن رہے۔

جماعت احمدیہ بھیرہ سے بہت محبت رکھتے تھے جماعت کی خوشحالی اور استحکام کیلئے وہ ساری عمر اکثر بے قرار پائے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خواہش کو پورا فرمائے۔

آپ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ نے 1972ء میں بھیرہ کی تاریخ احمدیت بھی لکھی جو آپ کی طرف سے ہمارے پاس بہترین تحفہ ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو ہمیشہ بلند کرتا رہے آپ کے پسماندگان کو یہ جانکاہ صدمہ حوصلہ اور صبر سے برداشت کرنے کی توفیق ملے۔

آپ کے بیٹے مکرم محمود مجیب اصغر صاحب ایم اے لطیف شاہد صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ (مطبوعہ الفضل 9 مارچ 1993ء)

(ہم جملہ احباب جماعت احمدیہ بھیرہ ضلع سرگودھا)

از

لطف الرحمن محمود

خطبہ جمعہ

3 جون 2017ء

(در انٹرنیشنل الفضل لندن

30 جون - 6 جولائی 2017ء)